آئینہ مشائخ نقشبندی

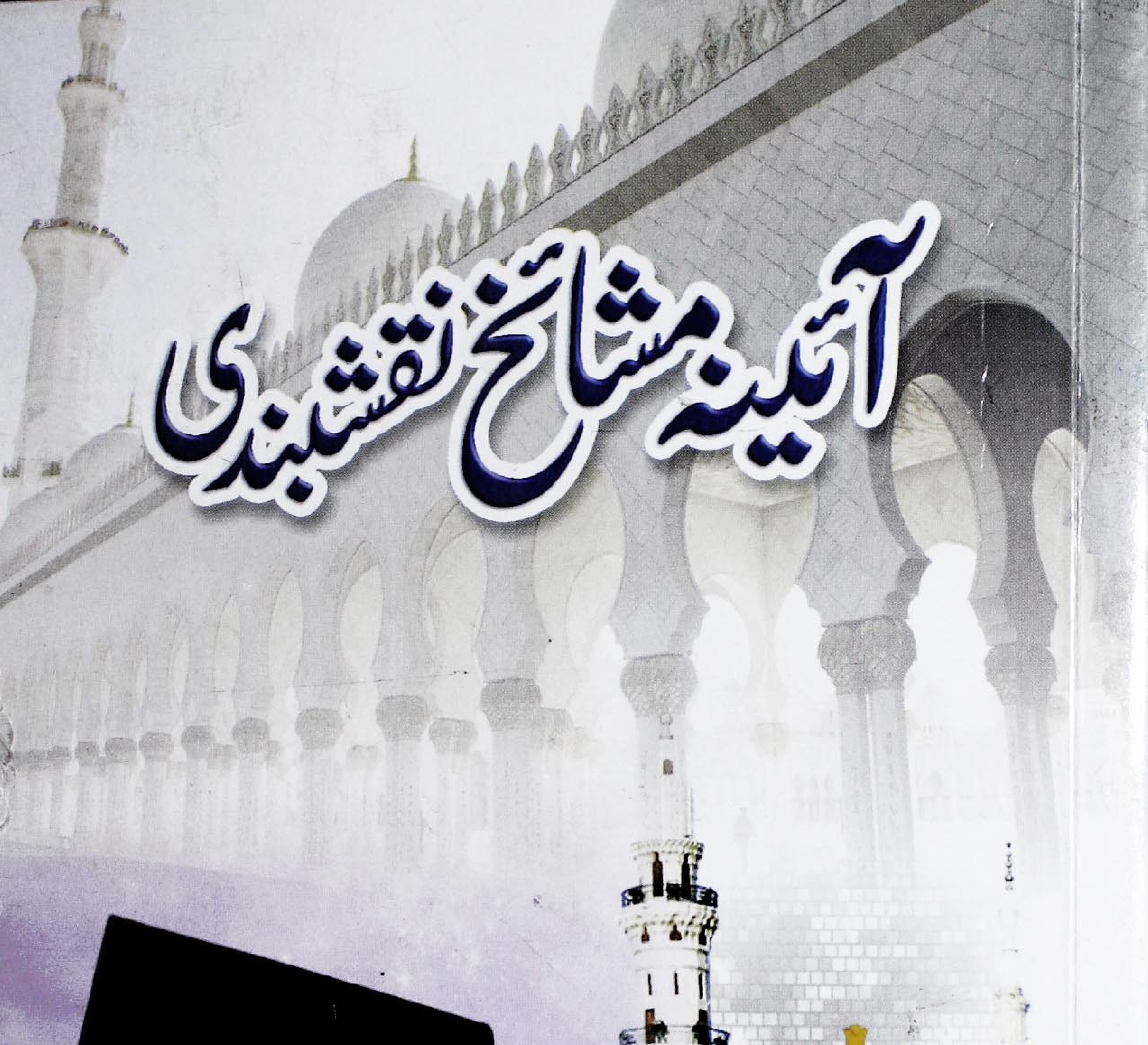

مرتب
حاجی محمد جمیل نقشبندی کیلانی مدظلہ

Marfat.com

Marfat.com

عرض تالیف

مجھے یقین ہے کہ میرے اس رسالہ آئینہ مشائخ نقشبندیہ کے فضائل و برکات میں نہ تو کوئی اضافہ ہوگا اور نہ ہی یہ رسالہ اس مقدس عنوان کو چار چاند لگا سکے گا میں سلف صالحین علماء محدثین سے بڑھ کر کوئی بات لکھ بھی نہ سکا۔ میری مثال تو گداگر کے اس کشکول کی طرح ہے جو مختلف نوالوں اور طرح طرح کے ٹکڑوں سے لبریز ہوا اور فقیر کی اس گدڑی کی طرح ہے جس میں طرح طرح کے پیوند لگے ہوئے ہوں جیسے گداگر کے کشکول کے اچھے نوالے اور فقیر کی گدڑی کے اچھے کپڑے کے ریزے اس پر دلالت کرتے ہیں یہ گداگر امیروں کے گھروں سے مانگ کر لایا ہے اسی طرح میرے رسالہ میں جو کچھ بھی ہے وہ علم وحکمت تقویٰ و پرہیزگاری کے شہنشاہوں کی بھیک ہے ہاں انہیں کے مہکتے ہوئے چھوٹے سے پھولوں کا گلدستہ ہے جسے بارگاہ بے کس پناہ سید عالم ﷺ کے حضور پیش کر کے اپنا قلبی سکون، عافیت، مغفرت جان کنی کی رسوائی سے نجات، خاتمہ بالخیر، اندھیری قبر میں روشنی، حشر میں دامنِ رحمت میں پناہ چاہتا ہوں اور والدین، اولاد، احباب، وابستگان کی بہتری کا خواہاں ہوں۔۔ ہوسکتا ہے یہ نشان باقی رہ جائے کہ اپنے کو تو یقینی فنا ہے شاید کوئی نیک دل آدمی محبت سے اس مسکین کے حق میں دعائے خیر کردے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم۔

برائے ایصال ثواب: مشائخ، خدام، اساتذہ کرام حاجی محمد شفیع صاحب مرحوم والدہ صاحبہ مرحومہ اور دادی صاحبہ مرحومہ۔

مرتب:

محمد جمیل نقشبندی کیلانی

03004757685,03024010332,03244328921

کتاب مفت ملنے کا پتہ:

طیب کریانہ سٹور رشیبر ہیڈ کوارٹر لاہور کینٹ، لاہور

Marfat.com

M 58 Z
159421

انتساب

صبح 6 بجے مدینہ منورہ میں یہ تحریر کر رہا ہوں

اس برگزیدہ ہستی کے حضور اس کتاب کو منسوب کرتا ہوں جن کی کیمیا نظر سے قلوب کو جلا ملتی ہے، جنکی نظر سے عشق مصطفیٰ ﷺ حاصل ہوتا ہے رقت عطا ہوتی ہے آقا سید عالم ﷺ کی محبت میں رونا نصیب ہوتا ہے سوز و درد پیارے آقا ﷺ کے اس آستانے سے نصیب ہوتا ہے۔

جنت جسے سمجھتا تھا وہ حضرت ایشاں کی گلی نکلی

حضرت ایشاں کی چوکھٹ جنت گاہ ہر ولی نکلی

ساری دنیا کی حقیقت ایک آستانے میں ہے

اللہ اللہ کرنے کا مزہ حضرت ایشاں۔کے آستانے میں ہے

درد دل کی تمنا ہے تو کر خدمت فقیروں کی

یہ گوہر نہیں ملتا بادشاہوں کے خزینوں میں

اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہیں ملتا

اللہ والے اللہ سے ملا دیتے ہیں

انتساب! جنید دوراں محبوب الرحمان اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ جن کی ضیاء پاشیوں سے جہان منور ہوا بھڑکے ہوئے دلوں کو شریعت وطریقت کا رستہ ملا آپ نے ایسی جماعت تیار فرمائی جن کے فیضان کا ساری دنیا میں ڈنکا بجا ان کے فیضان سے شریعت وطریقت کے رستے کھلے ساری دنیا میں شریعت وطریقت کی شمعیں روشن ہوئیں۔

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: آئینہ مشائخ نقشبندیہ

مرتب : حاجی میاں محمد جمیل نقشبندی کیلانی

تعداد : 1100

پروف ریڈنگ: حاجی میاں محمد جمیل نقشبندی کیلانی

کمپوزنگ: محمد عثمان منظور سیالوی 0321-4827361

(فیس بک، ٹویٹر)

مطبع : فیضان پرنٹرز بس سٹاپ رینجرز ہیڈ کوارٹر ضرار شہید روڈ لاہور

اشاعت: اگست 2017

کتاب مفت ملنے کا پتہ

طیب کریانہ سٹور رینجرز ہیڈ کوارٹر دو گیج ٹاؤن غازی روڈ

لاہور کینٹ

*0300-0322-4757685

DATA ENTERED

Marfat.com

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

جس نے آپ کو عرش پر بُلایا تھا وہ خدایا ہے
جو عرش پر گیا تھا وہ فرش کا دُلارا ہے

جب بھی پڑی مُشکل آپ ہی نے سنبھالا
یا نبیؐ ہم دُکھیوں کو آپ ہی کا سہارا ہے

میں ہوں گناہگار بہت پھر بھی میرے آقاؐ
آپ ہی کی نظرِ کرم نے مجھ کو سنوارا ہے

دِکھتے ہیں جو ستارے اور کہکشاں آسماں پر
یا نبیؐ یہ سب آپ کے حُسن کا نظارہ ہے

جن کی خاطر بنے دو جہاں اور ہم انساں
رب نے کہہ دیا وہ میرا کملی والا میرا پیارا ہے

قبر میں میرا دین و ایماں پوچھیں گے فرشتے
ہوگا آپ کا اِک ہی کافی اشارہ ہے

﴿نعت گو شاعر: اُسامہ سلیم﴾

Marfat.com

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ہر لحظہ ہے رحمت کی برسات مدینے میں
فیضانِ محمدؐ ہے دن رات مدینے میں

پلکوں میں سجاؤں گا میں خاک مدینے کی
لے جائیں اگر مجھ کو حالات مدینے میں

کچھ ہار درودوں کے ہیں زادِ سفر میرا
لے جاؤں گا اشکوں کی سوغات مدینے میں

عرشی بھی سوالی ہیں فرشی بھی سوالی ہیں
ملتی ہے شفاعت کی خیرات مدینے میں

دربار سے کوئی بھی ناکام نہیں پھرتا
سنتے ہیں وہ سائل کی ہر بات مدینے میں

جس ذات کی برکت سے ہے نام ظہوری کا
ہے جلوہ نما ہر سو وہ ذات مدینے میں

☆☆☆

Marfat.com

نذرانہ عقیدت

وَ اَحسَنُ مِنکَ لَم ترقَطُّ عَینِی
وَ اَجمَلُ مِنکَ لَم تَلِد اِلنّسَار
خُلِقتَ مُبّراً مّن کُلِّ عَیبٍ
کَاَنَّکَ قَد خُلِقتَ کَمَا تَشَاءَ

ترجمہ:

تساں ورگا سوہنا کوئی ڈٹھا نہ اکھیاں نے
تساں ورگا سوہنا کوئی جنیاں نہی کسی ماں نے
ہر ایک عیب تھیں پاک خدا نے پیدا انسان نو کیتا
پیدا ہوئے آپ تسی جیویں چاہیا آپ تساں نیں

☆☆☆

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ جل شانہٗ

الٰہی ! حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا
جہاں والوں سے کیونکر ہو سکے ذکرو بیاں تیرا

زمین و آسمان کے ذرے ذرے میں تیرے جلوے
نگاہوں نے جدھر دیکھا نظر آیا نشاں تیرا

ٹھکانہ ہر جگہ تیرا سمجھتے ہیں جہاں والے
سمجھ میں آ نہیں سکتا ٹھکانہ ہے کہاں تیرا

تیرا محبوب پیغمبر تیری عظمت سے واقف ہے
کہ سب نبیوں میں تنہا ہے وہی اک راز داں تیرا

جہان رنگ و بو کی وسعتوں کا راز داں تو ہے
نہ کوئی ہمسفر تیرا ' نہ کوئی کارواں تیرا

تیری ذات معلیٰ آخری تعریف کے لائق
چمن کا پتہ پتہ روز و شب ہے نغمہ خواں تیرا

Marfat.com

فہرست

حمد باری تعالیٰ	
نذرانہ عقیدت	
نعت رسولِ مقبول ﷺ	
سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفی ﷺ کی بعثت	3
امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ	28
حضرت سیدنا سلمان فارسیؓ	52
حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ	56
حضرت سیدنا امام جعفر صادقؓ	59
حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ	69
حضرت ابوالحسن خرقانیؒ	83
حضرت ابوعلی فارمدیؒ	99
حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانیؒ	101
حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ	104
حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ	118
حضرت خواجہ محمد الخیر فغنویؒ	120
حضرت خواجہ علی رامیتنیؒ	122
حضرت خواجہ بابا محمد سماسیؒ	128
حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلالؒ	131

Marfat.com

امام الاولیاء حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ قدس سرہ	142
حضرت خواجہ علاؤالدینؒ قدس سرہ	173
حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ قدس سرہ	179
خواجہ ناصرالدین عبیداللہ احرارؒ قدس سرہ	183
حضرت مولانا محمد زاہد وخشیؒ	199
حضرت خواجہ درویش محمدؒ	202
حضرت مولانا خواجگی امکنگیؒ قدس سرہ	203
بلادِ ہند میں نسبتِ نقشبندیہ کا ظہور	206
حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندیؒ	218
فضائل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ	233
نقشبندی سلسلہ کیا ہے؟	239
حضرت خواجہ محمد معصوم ملقب عروۃ الوثقیٰؒ	243
حضرت خواجہ محمد سعیدؒ	250
حضرت خواجہ عبدالاحد المعروف بشاہ گلؒ	252
حضرت خواجہ محمد حنیف کابلیؒ	256
حضرت شیخ محمد ذکی مطہریؒ	257
حضرت شیخ محمد ٹھٹھویؒ	258
حضرت خواجہ محمد زمانؒ	261
حضرت قاضی احمد دمانیؒ	268
حضرت شاہ حسین المعروف بھورے والےؒ	275

Marfat.com

حضرت سید امام علی شاہ صاحبؒ	284
صاحبزادہ سید صادق علی شاہؒ	289
خواجہ بابا امیر الدینؒ	290
حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ	297
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں	310
حضرت سید نور الحسن شاہ بخاریؒ	346
سید محمد عظمیت علی شاہؒ دامت برکاتہم	348
سید محمد باقر علی شاہؒ	350
شجرہ طیبہ	353
سوزِ دل	357
سلام	358
حوالاجات	359

Marfat.com

سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ ﷺ کی بعثت

اس کتاب کے اصل موضوع کی طرف آنے سے قبل بطور تمہید حضور اکرم نور مجسم ﷺ اور بزرگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے حالات تبرکاً و تیمناً شامل کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ قارئین کرام پر یہ بات واضح ہو جائے کہ جس پاک ہستی کا ذکر اس جگہ مطلوب ہے اس کا تعلق سرچشمہ فیضان سرمدی کے ساتھ کن ذرائع سے ہوا اور وہ کس راہ سے معرفت الٰہی کی بلندیوں تک پہنچے۔

اہلِ نظر حضرات جانتے ہیں کہ طریقت کے تمام سلسلے حضور نبی کریم ﷺ پر منتہی ہوتے ہیں۔ فیوض و برکات کا اصل منبع رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خاتم النبیین کا منصب عطا فرمایا تاقیامت کل بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ تمام عالم انبیائے سابقہ علیہم السلام کی تعلیمات سے روگرداں ہو کر ضلالت و معصیت میں غرق ہو چکا تھا۔ انبیائے علیہم السلام کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر بت پرستی اور شرک اختیار کیا جا چکا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ لوگ اخلاقی اقدار سے منہ پھیر کر ہولناک تباہیوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ توحید کی بجائے تثلیث اور بت پرستی رواج پا چکی تھی۔

حالات و واقعات ولادت باسعادت

(شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ)

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مجھے زچگی والی حالت طاری ہوئی تو مجھے ستارے یوں نظر آنے لگے گویا وہ بالکل میرے قریب آگئے ہیں حتیٰ کہ میں سوچنے لگی کہ کہیں یہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔ جب میں نے ان کو جنم دیا تو ان سے ایک ایسا نور برآمد ہوا جس کی وجہ سے ہمارے مکان تمام اور اطراف و اکناف روشن ہو گئے کہ جدھر دیکھتی نور ہی نظر آتا، اور اس نور کی روشنی میں مجھے شام کے محلات تک نظر آگئے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے ان کو جنم دیا تو وہ زمین پر گھٹنوں

Marfat.com

کے بل بیٹھے آسمان کی طرف دیکھنے لگے پھر سجدہ کیا۔ وقت ولادت آپ ﷺ ناف بریدہ تھے اور اپنا انگوٹھا چوس رہے تھے جس سے دودھ کا فوارہ پھوٹ رہا تھا۔

مخدوم ابن ہانی اپنے باپ ہانی سے نقل کرتے ہیں جن کی عمر ایک سو پچاس برس کی تھی۔ فرماتے ہیں جس رات نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی ایوان کسریٰ لرزا ٹھا اور اسکے کنگرے گر گئے۔ بحیرہ سادہ خشک ہو گیا اور آتش کدہ فارس کی آگ بجھ گئی جو ہزاروں سال سے روشن تھی اور ایک لمحے کے لیے بھی اس کو بجھنے نہیں دیا گیا تھا۔

سب سے پہلے جس نے حضور اکرم ﷺ کو دودھ پلایا وہ ابولہب کی باندی ثویبہ تھی، جس شب حضور اکرم ﷺ کی ولادت ہوئی ثویبہ نے ابولہب کو بشارت پہنچائی کہ تمہارے بھائی حضرت عبداللہ کے گھر فرزند پیدا ہوا ہے ابولہب نے اس مژدہ پر اس کو آزاد کر کے حکم دیا کہ جاؤ آپ اس کو دودھ پلاؤ حق تعالیٰ نے اس خوشی و مسرت پر جو ابولہب نے حضور ﷺ کی ولادت پر ظاہر کی اس کے عذاب میں کمی کردی اور شنبہ کے دن اس پر سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں میلاد شریف پڑھوانے والوں کے لیے حجت ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت کی رات خوشی و مسرت کا اظہار کریں اور خوب مال وزر خرچ کریں۔ مطلب یہ کہ باوجود یہ کہ ابولہب کافر تھا اور اس کی مذمت قرآن کریم میں نازل ہو چکی ہے۔ جب اس نے حضور ﷺ کی میلاد کی خوشی اور اس نے اپنی باندی کو دودھ پلانے کی خاطر آزاد کر دیا تو حضور ﷺ کی طرف سے حق تعالیٰ نے اسے اس کا بدلہ عنایت فرمایا۔

منقول ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سات دن سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ نوش فرمایا اور چند دن ثویبہ کا دودھ پیا اس کے بعد حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی۔ چونکہ ان کا اپنا نام ونسبت ہی حلم ووقار اور سعادت کے ساتھ متصف تھا اور وہ سعد بن بکر سے ہیں جن کی شیریں زبانی اعتدال آب وہوا اور فصاحت وبلاغت مشہور ومعروف ہے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں اسلیے کہ میں قریشی

Marfat.com

ہوں اور میں نے قبیلہ بنی سعد بن بکر کا دودھ پیا ہے۔

مواہب لدنیہ میں ہے کہ ابن اسحاق بن راہویہ، ابویعلی طبرانی، بیہقی اور ابونعیم سعدیہ سے نقل کرتے ہیں کہ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں میں قبیلہ بنی سعد بن بکر کے ساتھ دودھ پلانے کے لیے کسی بچے کے لیے مکہ مکرمہ آئی۔ یہ زمانہ شدید قحط سالی کا تھا آسمان سے زمین پر پانی کا قطرہ تک نہ برساتھا ہماری ایک مادہ گدھی تھی جو لاغری و کمزوری کی وجہ سے چل بھی نہیں سکتی تھی۔ ایک اونٹنی تھی جو دودھ کا ایک بوند نہ دیتی تھی۔ میرے ساتھ میرا بچہ اور میرا شوہر تھے ہماری تنگی کا یہ عالم تھا کہ رات چین سے گزرتی تھی اور نہ دن آرام سے۔ جب ہمارے قبیلہ کی عورتیں مکہ پہنچیں تو انہوں نے دودھ پلانے کے لیے تمام بچوں کو لے لیا۔ حضور ﷺ کے متعلق جب وہ یہ سنتی کہ یتیم ہیں تو ان کے یہاں جاتی ہی نہ تھیں۔ کوئی عورت ایسی نہ رہی جس نے کوئی بچہ نہ لیا ہو صرف میں ہی باقی تھی اور حضور ﷺ کے سوا کسی کو نہ پاتی تھی۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا خدا کی قسم بغیر بچہ لیے مکہ مکرمہ سے لوٹنا مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ میں جاتی ہوں اور اسی یتیم بچہ کو لے لیتی ہوں۔ میں اسی کو دودھ پلاؤں گی۔ اس کے بعد میں گئی میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ دودھ سے زیادہ سفید اونی کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ سے مشک و عنبر کی خوشبوئیں لپٹیں مار رہی ہیں آپ ﷺ کے نیچے سبز حریر بچھا ہوا ہے اور آپ ﷺ خراٹے لیتے ہوئے اپنے گدے پر محو خواب ہیں چونکہ حضور ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ ﷺ نیند میں خراٹے لیتے تھے اور کبرسنی میں بھی خراٹوں کی آواز سنائی دیتی تھی حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں نے چاہا کہ آپ ﷺ کو نیند سے بیدار کردوں مگر میں آپ ﷺ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوگئی پھر میں نے آہستہ سے قریب ہو کر اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر رکھا تو آپ ﷺ نے تبسم فرما کر اپنی چشم مبارک کھول دی اور میری طرف نظرِ کرم اٹھائی تو آپ ﷺ کی چشمان مبارک سے ایک نور نکلا جو آسمان تک پرواز کر گیا۔ میں نے آپ ﷺ کی دونوں چشمان مبارک کے درمیان بوسہ دیا اور اپنی گود میں بٹھا لیا تا کہ دودھ پلاؤں میں نے داہنا پستان آپ ﷺ کے دہن مبارک میں

Marfat.com

دیا آپ ﷺ نے دودھ نوش فرمایا پھر میں نے چاہا کہ اپنا بایاں پستان دہن مبارک میں دوں تو آپ ﷺ نے نہ لیا اور نہ پیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ابتدائی حالت میں ہی عدل و انصاف ملحوظ رکھنے کا الہام فرما دیا تھا اور آپ ﷺ جانتے تھے کہ ایک ہی پستان کا دودھ آپ ﷺ کا ہے کیونکہ حلیمہ سعدیہ کا اپنا ایک لڑکا بھی ہے حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضور ﷺ کا یہ حال رہا کہ ایک پستان کو حضور ﷺ اپنے رضاعی بھائی کے لیے چھوڑ دیا کرتے تھے پھر میں آپ ﷺ کو لے کر اپنی جگہ آئی اور اپنے شوہر کو دکھایا وہ بھی آپ ﷺ کے حسن و جمال پر عاشق ہو گئے اور سجدہ شکر ادا کیا۔ وہ اپنی اونٹنی کے پاس گئے دیکھا تو اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے حالانکہ اس سے پہلے اس کے تھن میں دودھ کا ایک قطرہ نہ تھا۔ انہوں نے اسے دوہا جسے انہوں نے بھی پیا اور میں نے بھی پیا اور ہم خوب سیر ہو گئے اور خیر و برکت کے ساتھ اس رات چین کی نیند سوئے چونکہ اس سے پہلے بھوک و پریشانی میں نیند نہیں آتی تھی میرے شوہر نے کہا اے حلیمہ بشارت ہو کہ تم نے اس ذات مبارک کو لے لیا تم نہیں دیکھتیں کہ ہمیں کتنی خیر و برکت حاصل ہوئی ہے یہ سب اسی ذات مبارک کے طفیل ہے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ ہمیشہ اور زیادہ خیر و برکت رہے گی حلیمہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد چند راتیں ہم مکہ مکرمہ میں ٹھہرے رہے۔

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد لوگوں نے ایک دوسرے کو رخصت کیا اور مجھے بھی سیدہ آمنہ نے رخصت کیا میں اپنے دراز گوش (یعنی مادہ گدھی) پر حضور ﷺ کو اپنی گود میں لے کر سوار ہوئی میرا دراز گوش خوب چست و چالاک ہو گیا اور اپنی گردن اوپر تان کر چلنے لگا۔ جب ہم کعبہ کے سامنے پہنچے تو تین سجدے اور اپنے سر کو آسمان کی جانب اٹھایا اور چلایا۔ پھر قبیلہ کے جانوروں کے آگے آگے دوڑنے لگا۔ لوگ اس کی تیز رفتاری پر تعجب کرنے لگے عورتوں نے مجھ سے کہا اے بنت ذویب! کیا یہ وہی جانور ہے جس پر سوار ہو کر ہمارے ساتھ آئی تھیں۔

Marfat.com

جو تمہارا بوجھ بھی نہیں اٹھا سکتا تھا اور سیدھا چل تک نہ سکتا تھا؟ میں نے جواب دیا خدا کی قسم یہ وہی جانور ہے اور یہ ہی دراز گوش ہے لیکن حق تعالیٰ نے اس فرزند کی برکت سے اسے قوی و طاقتور کر دیا ہے اس پر انہوں نے کہا خدا کی قسم اس کی بڑی شان ہے حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے دراز گوش کو جواب دیتے سنا کہ ہاں! خدا کی قسم اس کی بڑی شان ہے میں مردہ تھا مجھے زندگی فرمائی میں لاغر و کمزور تھا مجھے قوت و توانائی بخشی۔ اے بنی سعد کی عورتو! تم پر تعجب ہے اور تم غفلت میں ہو اور تم نہیں جانتیں کہ میری پشت پر کون سوار ہے میری پشت پر سید المرسلین خیر الاولین والاخرین اور حبیب رب العلمین ہے حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ راستہ میں دائیں بائیں میں سنتی کہ اے حلیمہ تم تونگر ہو گئیں۔ اور بنی سعد کی عورتو تم بزرگ ترین ہو گئیں اور بکریوں کے جس ریوڑ میں گزرتی بکریاں سامنے آ کر کہتیں کہ تم جانتی ہو کہ تمہارا دودھ پینے والا کون ہے؟ یہ محمد ﷺ آسمان و زمین کے رب کے رسول اور تمام بنی آدم سے افضل ہیں ہم جس منزل پر قیام کرتے حق تعالیٰ اس منزل کو سرسبز و شاداب فرما دیتا حالانکہ وہ قحط سالی کا زمانہ تھا اور جب بنی ساع کی بستی میں پہنچ گئے کوئی خطہ اس سے زیادہ خشک اور ویران نہ تھا بکریاں چراگاہ میں جاتیں تو شام کو خوب شکم سیر و تازہ اور دودھ سے بھری ہوئی لوٹتیں تو ہم ان کا دودھ دوہتے اور ہم سب خوب سیر ہو کر پیتے اور دوسروں کو پلاتے ہماری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ تم اپنی بکریوں کو ان چراگاہوں سے کیوں نہیں چراتے جن چراگاہوں میں بنی ابی ذویب کی بکریاں چرتی ہیں حالانکہ وہ اتنا نہیں جانتے تھے کہ ہمارے گھر میں خیر و برکت کہاں سے آئی ہے یہ برکت و نشاط غیبی کسی اور چارہ سے تھی اس کے بعد ہماری قوم کے چرواہوں نے ہمارے چرواہوں کے ساتھ بکریاں چرانی شروع کر دیں یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے ان اموال اور ان کی بکریوں میں بھی برکت کا نزول فرمایا یہ میں ہی جانتی ہوں کہ یہ سب حضور ﷺ کے وجود گرامی کی برکت سے ہے حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ کی عمر مبارک بات کرنے کی آئی تو میں آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنتی "اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا" اور

Marfat.com

رات کے وقت آپ ﷺ کے دل مبارک کو یہ فرماتے سنتی "لاالہ الااللہ قدوسانامت العیون والرحمان لاتاخذہ سنۃ ولا نوم" اور حضور ﷺ کو پنگھوڑے میں چاند سے باتیں کرتے اور اشارہ کرتے ہوئے دیکھتی اور جس طرف چاند کو اشارہ فرماتے چاند اسی جانب جھک جاتا اور فرشتے آپ ﷺ کے پنگھوڑے کو ہلاتے، حلیمہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے کبھی بھی اپنے کپڑوں میں بول وبراز نہیں کیا آپ ﷺ کے بول وبراز کا ایک وقت مقرر تھا جب بھی میں ارادہ کرتی کہ آپ ﷺ کے دہن مبارک کو دودھ وغیرہ سے پاک وصاف کروں تو غیب سے مجھ پر سبقت ہوتی اور آپ ﷺ کا دہن مبارک پاک وصاف ہو جاتا اور جب کبھی حضور ﷺ کا ستر کھولتی تو آپ ﷺ حرکت کرتے اور فریاد کرتے یہاں تک کہ میں ستر ڈھانپ دیتی اور اگر ڈھانپنے میں میری طرف سے کوتاہی ہوتی تو غیب سے ڈھانپ دیا جاتا۔

سینہ مبارک کے چاک کرنے اور قلب اطہر کو غسل دینے کا واقعہ بھی دایہ حلیمہ سعدیہ کے یہاں پیش آیا یہ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ نے حلیمہ سعدیہ سے فرمایا اے مادر! مجھے اپنے بھائیوں کے ساتھ جب بکریاں چرانے جاتے ہیں کیوں نہیں بھیجتیں تاکہ میں سیر کروں، اور تمہاری بکریوں کو چراؤں چنانچہ حلیمہ سعدیہ نے حضور ﷺ کے بالوں میں کنگھی کی اور آنکھوں میں سرمہ لگایا کپڑے بدلے اور بدنظری سے بچنے کے لیے آپ ﷺ کی گردن میں ایک تختی باندھی حضور ﷺ نے اسے توڑ کر پھینک دیا اور فرمایا میرا رب میرا محافظ ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ باہر تشریف لے گئے اور بکریاں چرانے میں مشغول ہو گئے آدھا دن گزر گیا تو ضمرو حلیمہ کا لڑکا ابا جان، اماں جان پکارتا بھاگتا ہوا آیا اور کہنے لگا محمد (ﷺ) ہمارے ساتھ کھڑے تھے اچانک ایک شخص نمودار ہوا اور ان کے قریب آکر انہیں ہمارے درمیان سے پہاڑ پر لے گیا اور لٹا کر ان کا شکم مبارک چاک کیا آگے ہم نہیں جانتے کہ ان کا کیا حال ہوا اس پر حلیمہ اور ان کے شوہر دوڑتے ہوئے گئے جب آپ ﷺ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ آپ ﷺ پہاڑ پر بیٹھے ہوئے آسمان کی جانب دیکھ رہے ہیں جب آپ ﷺ

Marfat.com

نے ہمیں دیکھا تو تبسم فرمایا۔

جب رسول اکرم ﷺ 12 سال کے ہوئے تو حضرت ابو طالب نے شام کی طرف سفر کا ارادہ کیا رسول اکرم ﷺ پر ان کی مفارقت دشوار گزری۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عم من! مجھے یہاں کس کے اعتماد پر چھوڑ رہے ہو؟ میرے والدین اور شفقت کرنے والے تو چل بسے۔ آپ مجھے کس کے سپرد کریں گے؟ یہ سن کر جناب ابو طالب پر رقت طاری ہوئی تو انہوں نے آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جانے کی قسم کھالی۔ وہ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لے گئے اور ہمیشہ آپ ﷺ کے نقیب حال رہے۔ آپ شام کے ایک قصبہ بصریٰ پہنچے۔ وہاں بحیرہ نامی ایک راہب تھا جو علم و فضل میں ممتاز حیثیت کا مالک تھا اس کے پاس سے عموماً قافلے گزرا کرتے لیکن وہ کسی کی طرف التفات نہ کرتا مگر اس سال جب قافلہ بصریٰ قصبہ کے نزدیک پہنچا تو بحیرہ نے دیکھا کہ اس قافلے میں ایک ایسی ہستی ہے جس پر بادل سایہ فگن ہے اور جدھر جدھر وہ جاتی ہے وہ بھی ساتھ ساتھ جاتا ہے اور جب وہ ہستی کسی درخت کے نیچے ٹھہرتی ہے تو وہ بادل بھی اس پر ٹھہر جاتا ہے۔ اور اس درخت کی شاخیں بھی اس کی طرف جھک جاتی ہیں تا کہ آپ ﷺ کے سر پر سایہ کریں۔ جب بحیرہ نے یہ منظر دیکھا تو اس نے اہل قافلہ کو کھانے کی دعوت دی۔ اس دعوت میں قافلہ کے ہر خورد و کلاں نے شرکت کی مگر حضور ﷺ تشریف نہ لائے۔ حارث بن عبدالمطلب نے کہا کہ یہ تو احسان و مروت سے عاری ہے کہ ہم تو دعوت کھائیں اور حضور ﷺ وہیں بیٹھے رہے جب بحیرہ نے حضور ﷺ کا نام سنا تو حضور ﷺ کی تعظیم کے لیے بے تاب ہو گیا اور حارث کو بلانے کے لیے بھیجا اور خود دیکھتا رہا جب آپ ﷺ درخت کے سایہ سے باہر آئے تو سفید بادل بھی آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ نزدیک پہنچے تو بحیرہ آپ ﷺ کی تعظیم کے لیے اُٹھ بیٹھا اور آپ ﷺ کو گہری نظر سے دیکھنے لگا۔ اس نے ان تمام علامات و نشانات کا مشاہدہ کیا جو وہ کتب سابقہ میں پڑھ چکا تھا۔ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے اِدھر اُدھر چلے گئے تو بحیرہ آپ ﷺ کے نزدیک آ کر کہنے لگا: اے لڑکے تجھے لات و عزیٰ کی قسم جو پوچھوں سچ بتائے گا۔

Marfat.com

قسم کھانے کے سلسلے میں اس نے قریش کی تقلید کی تھی لیکن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دیکھو لات وعزیٰ سے بڑھ کر کوئی چیز قابل قہر وغضب نہیں۔ پھر بحیرہ نے کہا: اچھا تجھے خدا کی قسم جو کچھ پوچھوں گا سچ بتاؤ گے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو چاہتے ہو پوچھو۔ بحیرہ نے اپنے خواب بیداری اور تمام احوال وواقعات کے متعلق پوچھا۔ رسول اکرم ﷺ نے شافی وکافی جواب دیا۔ بحیرہ نے جو کچھ بھی آپ ﷺ کی صفات وعلامات سابقہ کتابوں میں پڑھی تھیں ان کی تصدیق ہو گئی۔ پھر اس نے چاہا کہ مہر نبوت کا مشاہدہ کرے لیکن رسول اللہ ﷺ اپنے شانہ مبارک سے کپڑا نہ اٹھاتے تھے۔ جناب ابوطالب کے کہنے پر کپڑا اُٹھایا تو مہر نبوت کی وہی صفات جو اس نے آسمانی کتابوں میں پڑھی تھیں۔ مشاہدہ کیں اور اسے بوسہ دیا۔ پھر زاروقطار روتے ہوئے جناب ابوطالب سے پوچھا: اس بچے کی آپ سے کیا نسبت ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ میرا بیٹا ہے۔ بحیرہ کہنے لگا یہ تیرا بیٹا نہیں یہ امر ضروری ہے کہ اس کے والدین زندہ نہ ہوں۔ ابوطالب کہنے لگے: یہ میرا بھتیجا ہے۔ تو بحیرہ بولا: یہ درست ہے، پھر بحیرہ نے کہا: ان کی آنکھوں کی سرخی کبھی دور ہوئی ہے یا نہیں؟ ابوطالب نے جواب دیا: نہیں، بحیرہ نے کہا: یہ بھی سچ ہے بعدازاں جناب ابوطالب سے کہا کہ یہ اس اُمت کا پیغمبر ہوگا اسے جلد از جلد واپس لے جاؤ اور یہودیوں سے اس لڑکے کی حفاظت کرنا کیونکہ جو مجھے پتہ ہے انہیں پتہ چل جائے تو ان کو مار ڈالنے کا قصد کرلیں گے۔ ہم سے اس لڑکے کے متعلق اچھی طرح عہدوپیماں لیا گیا۔ جناب ابوطالب نے پوچھا: تم سے یہ عہدوپیمان کس نے لیا تھا؟ بحیرہ ہنس کر کہنے لگا اللہ نے۔ یہ عہدوپیماں انجیل میں موجود ہے اس طرح ابوطالب اس سفر سے مکہ واپس آئے۔ جب حضورِ اکرم نورِ مجسم ﷺ کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو مکہ مکرمہ کی ایک امیر عورت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے تجارت کی غرض سے ملک شام تشریف لے گئے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک غلام میسرہ نامی آپ ﷺ کی خدمت کے لیے آپ ﷺ کے ساتھ تھا اور آپکی ضروریات کا خیال رکھتا تھا پس آپ ﷺ ایک نصرانی راہب نسطورنامی کے گرجے کے نزدیک ایک درخت کے

Marfat.com

نیچے تشریف فرما ہوئے اس درخت کا گھنا سایہ آپ ﷺ کی جانب جھک گیا یعنی سایہ فگن ہو گیا اور آپ ﷺ کو پناہ دی یہ دیکھ کر راہب نے آپ ﷺ کو پہچان لیا اور کہا اس درخت کے نیچے کبھی کسی نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں اترا اور نبی بھی وہ جو اولوالعزم اور عالیشان ہو پھر اس نے خفیہ علامات نبویہ کو جاننے کے لیے میسرہ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں میں سرخ ڈوری ہے میسرہ نے جب اسے ہاں میں جواب دیا تو علامت نبوت ثابت ہوگئی جس کا اسے گمان تھا اور جس کی وہ تلاش میں تھا۔ اس نے میسرہ سے کہا کہ ان سے جدا نہ ہونا اور ان کی دلجمعی اور نیک نیتی سے خدمت کرنا کیونکہ آپ ﷺ وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شرفِ نبوت عطا کیا ہے اور اپنا برگزیدہ بندہ بنایا ہے پھر آپ ﷺ مکہ مکرمہ واپس تشریف لائے حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو آتے ہوئے دیکھا جب کہ وہ عورتوں کے درمیان اپنے بالا خانے میں بیٹھی ہوئی تھیں اور دو فرشتے آپ ﷺ کے سر اقدس پر دھوپ سے سایہ فگن تھے۔ میسرہ نے بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا کہ اس نے تمام دوران سفر آپ ﷺ کی ایسی ہی کیفیت دیکھی ہے اور آپ ﷺ کے بارے میں راہب کے قول اور وصیت سے بھی بی بی صاحبہ کو آگاہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سفر تجارت میں بہت منافع دیا۔

فیسہ بنت اُمیہ کہتی ہیں جب رسول اکرم ﷺ شام سے مراجعت فرما ہوئے تو حضرت خدیجہ نے اپنے غلام میسرہ سے سفر کے حالات و واقعات سن کر دل میں آپ ﷺ کے ساتھ عقد و تزویج کے پختہ ارادہ کی تکمیل کو سعادت دارین سمجھا کیونکہ آپ بڑی دانا اور زیرک تھیں جبکہ دوسرے بڑے لوگ ان کے ساتھ مناکحت کے بہت ہی آرزومند تھے اور ہر ممکن کوشش سے دریغ نہیں کر رہے تھے انہوں نے دعوت نکاح بھی دی اور مال و دولت بھی خرچ کیا کیونکہ آپ اعلیٰ حسب و نسب کی مالک تھیں اور مالداری و دولت مندی میں سب پر فائق مگر آپ نے کسی کی طرف مطلق توجہ نہ فرمائی اور سید عالم ﷺ کیلئے خود سلسلہ جنبانی کرتے ہوئے فیسہ کو آنحضرت ﷺ کے پاس بھیجا فیسہ کہتی ہیں، میں نے عرض کیا آپ ﷺ شادی کیوں نہیں کرتے آپ ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا میرے پاس مال و دولت تو ہے نہیں شادی کیسے کروں۔ اس نے عرض کیا اگر جناب کو ایسا رشتہ ملے جو صاحب جمال و کمال بھی ہو اور صاحب ثروت و مال بھی اور شرف و کفایت میں بے مثال تو کیا۔ آپ ﷺ رضا مند نہ ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا کونسا رشتہ ہے اس نے عرض کیا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کے ساتھ عقد کی صورت کیسے بن سکتی ہے، فیسہ نے کہا میں ذمہ لیتی ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں شادی کرلوں گا ابو الحسن بن فارس کہتے ہیں حضرت ابو طالب نے نکاح پڑھایا اور یہ خطبہ پڑھا ''اس اللہ کے لیے ہیں سب تعریفیں جس نے ہمیں اولاد ابراہیم خلیل اللہ ہونے کا شرف بخشا اور گلستان اسماعیل علیہ السلام کے نونہال بنایا سعد بن عدنان کے توصل سے''۔

اور جب آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک پینتیس برس کی ہوئی تو قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر نو کی کیونکہ وہ وادی مکہ میں بارشوں اور سیلاب سے ٹوٹ پھوٹ گیا تھا اور حجر اسود کو نصب کرنے کے بارے میں باہم جھگڑا پیدا ہو گیا کیونکہ ہر ایک شخص اس کو اٹھا کر نصب کرنے کی سعادت حاصل کرنے کا خواہشمند تھا اس بارے میں بہت بحث و تکرار ہوئی نوبت یہاں تک پہنچی کہ انہوں نے ایک دوسرے سے لڑائی کے لیے حلف اٹھا لیے اور عصبیت اور جہالت زور پکڑ گئی پھر وہ انصاف کے طالب ہوئے کہ کسی صاحب الرائے بردبار اور پُر وقار شخصیت سے اس مسئلہ کا حل تلاش کیا جائے پس فیصلہ یہ ہوا کہ جو شخص حرم شریف میں باب شیبہ سے پہلے داخل ہو اس سے اس امر کا فیصلہ کرواؤ چنانچہ نبی کریم ﷺ سب سے پہلے باب شیبہ سے داخل ہوئے جس پر تمام قریش نے کہا کہ وہ صادق و امین ہیں ہم سب کو ان کا فیصلہ منظور ہے اور ہم اس سردار پر راضی ہیں پس انہوں نے آپ ﷺ کو اس بات کی خبر دی کہ تمام قبائل قریش اس بات پر راضی ہیں کہ آپ ﷺ اس بارے میں ہمارا فیصلہ کریں اور ہمارے حاکم بنیں آپ ﷺ نے حجر اسود کو ایک چادر میں رکھا اور سرداران قبائل قریش کو حکم دیا کہ تمام مل کر حجر اسود کو اس کے نصب کرنے کی جگہ تک پہنچائیں پس ان تمام نے حجر اسود کو اس کی نصب کیے جانے والی جگہ تک اٹھایا اور

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے دست مبارک سے اس کی موجودہ جگہ پر رکھ دیا اور دیوار میں نصب کر دیا۔ اور یوں اس احسن طریقہ سے اس قضیہ کا حل فرمایا کہ تمام قبائل خوش و راضی ہو گئے اور آپ کی فراست و دانشمندی کے قائل ہو گئے۔

اعلان نبوت سے کچھ عرصہ قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل اقدس میں خلوت اور گوشہ نشینی کی محبت پیدا کر دی گئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں تشریف لے جاتے زادراہ ہمراہ ہوتا اور چند دن وہاں عبادت میں مصروف رہتے پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور دوبارہ زادراہ لے کر غارِ حرا کو انوار عبادت سے منور فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں مصروف عبادت ہی تھے جب پیغام حق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا ''اقراء'' یعنی پڑھو۔ سرورِ انبیاء التحیتیہ والثناء نے فرمایا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینہ سے لگایا اور اچھی طرح دبایا، پھر کہا پڑھئے، آفتاب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ہوں، دوبارہ بغلگیر ہو کر خوب دبایا، پھر چھوڑ کر کہا پڑھئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ہوں، تیسری مرتبہ جبرائیل نے دبایا اور چھوڑ دیا اور عرض کی۔

اقرا باسم ربک الذی خلق ○ خلق الانسان من علق ○ اقرا وربک الاکرم الذی علم بالقلم ○ علم الانسان مالم یعلم ○

(پارہ ۳۰ رکوع ۲۱)

ترجمہ: پڑھیے اپنے رب کے نام اقدس سے جس نے سب مخلوق کو شرف وجود سے مشرف فرمایا انسان (جیسی اشرف المخلوقات کو) منجمد خون کے لوتھڑے (جیسی حقیر شے) سے پیدا فرمایا۔ پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بڑا ہی مکرم ہے جس نے قلم کو ذریعہ تعلیم بنایا انسان کو وہ کچھ بتلایا جو قبل ازیں نہیں جانتا تھا۔

آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کے ان انوار کے ساتھ دولت کدہ کی طرف مراجعت

Marfat.com

فرما ہوئے تو وحی اور عظیم ذمہ داری کا بوجھ سر پر آ جانے کی وجہ سے جسم اقدس پر لرزہ طاری تھا اور گردن مبارک اور کندھوں کا درمیانی گوشت تھر تھرا رہا تھا اور سردی محسوس ہو رہی تھی جب خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں پہنچے تو فرمایا مجھے چادر اوڑھاؤ آپ نے چادر زیب تن کرائی گھر پہنچ کر آرام وسکون آ گیا اور حالت اضطراب ختم ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا میرے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا ہے؟ مجھے تو خوف کا احساس ہونے لگا ہے۔

انہوں نے عرض کیا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپ ﷺ جیسی شخصیت کو اللہ تعالیٰ بے یارومددگار چھوڑ دے اور آپ ﷺ کو تکلیف پہنچا سکے بلکہ آپ کو مبارک باد ہو اور خوشخبری۔ اللہ تعالیٰ ہرگز آپ ﷺ کو شرمندہ اور نظر خلائق میں حقیر نہیں ہونے دے گا۔ کیونکہ آپ ﷺ صلہ رحمی فرماتے ہیں ہر بات میں سچائی اور صداقت سے کام لیتے ہیں لوگوں کا بوجھ برداشت فرماتے ہیں مہمانوں کی میزبانی فرماتے ہیں اور مصائب ومشکلات میں گھرے ہوئے لوگوں کی نصرت و اعانت فرماتے ہیں۔

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل کے پس گئیں وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچازاد بھائی تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے فرمایا اس برادر زادہ سے حقیقت سنو اور اپنی رائے سے آگاہ کرو چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ تمہیں کیا دکھائی دیتا ہے آنحضرت ﷺ نے سارا واقعہ بیان فرمایا تو انہوں نے عرض کیا یہ تو وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا اے کاش میں اس وقت جوان وتوانا ہوتا، اے کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب کہ آپ ﷺ کو قوم قریش مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور کرے گی اور آپ ﷺ کو بادل ناخواستہ مدینہ منورہ میں تبلیغ رسالت کا سلسلہ شروع کرنا پڑے گا آپ ﷺ نے کہا کیا وہ مجھے یہاں سے نکال دیں گے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں جو شخص بھی ان تعلیمات اور احکام کو لے کر آیا ہے قوم نے اس کے ساتھ عداوت ودشمنی کی ہے اگر آپکے وہ ایام میرے مقدر میں ہوئے تو میں ضرور بالضرور آپ ﷺ کی نصرت

Marfat.com

اورخدمت گزاری کی ہر ممکن کوشش کروں گا پھر جلد ہی ان کا وصال ہوگیا اور آنحضرت ﷺ پر وحی کی آمد بھی وقتی طور پر منقطع ہوگئی اور یہ انقطاع حبیب اکرم ﷺ کے لیے انتہائی حزن وملال کا موجب بنا۔

پھر آپ بیداری کی حالت میں روح وجسم سمیت رات کے وقت مسجد اقصیٰ اور اس کے پاک صحنوں کی طرف لے جائے گئے۔ وہاں سے آسمانوں کی طرف لے جایا گیا پہلے آسمان پر آپ ﷺ کی ملاقات حضرت آدم ﷺ سے ہوئی جو وقار اور عظمت میں گھرے ہوئے تھے، دوسرے آسمان پر نیک اور پاکباز مریم کے بیٹے عیسیٰ اور ان کے خالہ زاد بھائی حضرت یحییٰ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسفؑ کو ان کی جمالی صورت میں دیکھا چوتھے آسمان پر آپ ﷺ سے حضرت ادریسؑ کی ملاقات ہوئی جن کو اللہ تعالیٰ نے اونچے مقام پر اٹھالیا پانچویں آسمان پر حضرت ہارونؑ کو دیکھا جو بنی اسرائیل میں محبوب تھے۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ کو دیکھا جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور فرعون سے نجات دی۔ ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا جو حضور قلبی سے اللہ کی طرف متوجہ تھے اور اللہ نے آپ کو نار نمرود سے محفوظ و مامون کیا تھا پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اٹھائے گئے، یہاں تک کہ آپ نے ان قلموں کی آواز سنی جن سے احکام الٰہی لکھے جاتے تھے وہاں سے آپ اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہوئے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے قریب ونزدیک کیا (یہاں تک کہ)

"ثم دنا فتدلی O فکان قاب قوسین او ادنی O" (سورۃ نجم، آیت ۸، ۹)

(آپ کمان کے دونوں سروں بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک ہوگئے) اور آپ کے لیے جلالی انوار کے پردے اٹھادیے گئے اور آپ نے سر کی آنکھوں سے بارگاہ ربوبیت اور اس کے انوار تجلیات کو دیکھا اور آپ کے لیے ذاتی جلوہ گاہوں میں بزرگی کے فرش بچھائے گئے اور آپ ﷺ کی اُمت پر پچاس نمازیں فرض کردی گئیں پھر فضل الٰہی کا بادل برسا اور پچاس کی بجائے پانچ نمازیں فرض کردی گئیں اور پانچ نماز ادا کرنے سے پچاس نمازوں کا ثواب لازم

Marfat.com

کردیا گیا جیسا کہ اللہ نے ازل میں چاہا اور اس کے مطابق حکم کیا پھر آپ اسی رات واپس تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر عقل منداور ذی شعور لوگوں نے آپ کے معراج کی تصدیق کی لیکن قریش نے آپ ﷺ کو جھٹلایا اور جسے شیطان لعین نے گمراہ کیا اور بہکایا وہ مرتد ہو گیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس رات مجھے معراج سے مشرف کیا گیا صبح کے وقت مکہ مبارکہ میں مَیں نے اسراء اور معراج کا اعلان کیا حالانکہ میں جانتا تھا کہ قریش مجھے جھٹلائیں گے فرماتے ہیں کہ میں لوگوں سے الگ تھلگ غمگین بیٹھا تھا تو ابوجہل وہاں سے گزرا، سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھ کر بیٹھ گیا اور استہزاء اور مذاق کے انداز میں پوچھا، کیا کوئی نئی بات ہوئی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاں۔ تو اس نے دریافت کیا، وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے آج کی رات سیر کرائی گئی اس نے پوچھا، کہاں تک؟ آپ نے فرمایا بیت المقدس تک، اس نے کہا کہ رات کے قلیل حصے میں اتنا دور دراز کا سفر طے کر کے صبح کو آپ ہمارے درمیان موجود بھی ہوئے آپ نے فرمایا، ہاں، ابوجہل نے سرور دو عالم ﷺ پر یہ ظاہر نہ کیا کہ میں اس دعویٰ میں آپ کی تصدیق نہیں کرسکتا ہوں، مبادا کہ جب میں لوگوں کو آپ کی طرف بلاؤں تو آپ دعویٰ اسراء سے منحرف ہو جائیں۔ اس لیے اس نے یہ انداز اختیار کیا کہ اگر میں آپ کی قوم کو آپ کے پاس بلاؤں تو مجھے جو بیان کر رہے ہیں، انہیں بھی یہی بیان کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں! وہ پکارا، اے بنی کعب ابن لوی کی جماعت ادھر آیئے، حتیٰ کہ تمام مجالس کے لوگ دوڑے ہوئے اس کی طرف آگئے اور آکر حضور نبی کریم ﷺ اور ابوجہل کے پاس بیٹھ گئے۔ ابوجہل نے کہا اب آپ اپنی قوم کے سامنے بھی بیت المقدس تک سیر کرنے کا واقعہ بیان کیجئے۔ سرورِ انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ آج کی رات مجھے سیر کرائی گئی، انہوں نے پوچھا کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا بیت المقدس تک۔ انہوں نے دریافت کیا (صرف ایک رات میں اتنا دور دراز سفر طے کر کے) صبح کے وقت ہمارے درمیان میں موجود

Marfat.com

بھی ہو گئے؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ان قریش میں سے بعض تو تالیاں بجانے لگے اور بعض تعجب کے طور پر اپنے ہاتھوں کو سروں پر رکھے ہوئے تھے۔ پھر انہوں نے کہا کہ آپ مسجد اقصیٰ کی علامات ہمارے سامنے بیان کر سکتے ہیں؟ ان کے سوال کا سبب یہ تھا کہ ان میں سے بعض ایسے لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے بیت المقدس تک سفر کیا ہوا تھا اور مسجد اقصیٰ کو دیکھا ہوا تھا۔اس بناء پر وہ آپ کے دعوے کی صداقت معلوم کرنا چاہتے تھے۔

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کو مسجد اقصیٰ کی تفصیلات بیان کرنا شروع کیں۔بعض امور میں اشتباہ پیدا ہونے لگا تو مسجد اقصیٰ کو اُٹھا کر میرے سامنے اس طرح کر دیا گیا، گویا کہ وہ دارِ عقیل کے قریب ہے تو میں نے اس کی جملہ تفصیلات کو بیان کیا جب کہ میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا تو ساری قوم پکار اٹھی کہ تفصیلات کا بیان انہوں نے صحیح صحیح کیا ہے۔

پھر آپ نے ایام حج میں اپنے آپ کو قبائل کے سامنے پیش کیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں، پس انصار میں سے چھ مرد آپ پر ایمان لائے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کے لیے خاص کیا۔اگلے سال حج کے دوران بارہ مردوں نے آپ ﷺ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی، پھر وہ واپس چلے گئے اس طرح مدینہ منورہ میں اسلام ظاہر ہو گیا اور مدینہ شریف اسلام کی جائے پناہ بن گیا۔تیسرے سال قبائل اوس وخزرج کے تہتر یا پچھتر مرد اور عورتیں آپ کے پاس آئے اور آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔آپ نے بڑے بڑے بارہ سرداروں نقیبوں کو ان کا امیر بنا دیا۔

پس مسلمانوں نے مکہ سے ان کی طرف (مدینہ منورہ کی طرف) ہجرت اس ثواب کی اُمید میں کی جو ان کے لیے لازم تھا جو کفر کو ترک کریں اور اس سے دور ہو جائیں۔قریش کو گمان ہوا کہ کہیں حضور نبی کریم ﷺ فوراً اپنے اصحاب سے مدینہ منورہ میں نہ مل جائیں پس انہوں نے آپ کو قتل کرنے کے لیے مشورہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے مکر سے بچا لیا اور نجات عطا

Marfat.com

فرمائی اور آپ کو ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی لیکن مشرکین مکہ اس تاک میں تھے کہ (نعوذ باللہ) آپ کو قتل کردیں آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے مکروفریب سے آگاہ ہو کر ان کی طرف نکلے اور ان کے سروں پر (سورۃ یٰسین کی آیات تلاوت فرما کر) مٹی کی ایک مٹھی بھر پھینک دی اور غار ثور کا قصد کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار ثور اور سفر ہجرت میں آپ کے ہمرکاب ہونے کا شرف حاصل کیا۔ دونوں غارِ ثور میں تین راتیں رہے کبوتر اور مکڑیاں آپ کی حفاظت پر معمور تھے (یعنی مکڑیوں نے غار کے منہ پر جالا تن دیا تھا اور کبوتروں نے انڈے دے دیے تھے جس سے لگتا تھا کہ اس غار میں کوئی داخل نہیں ہوا) پھر پیر کے روز رات کو دونوں غارِ ثور سے نکلے آپ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے، سراقہ آپ کے آگے آگیا آپ نے اللہ تعالیٰ سے عاجزی کی اور اس کے لیے بددعا کی جس سے سراقہ اور اس کے لمبے تیز رفتار گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں اور اس نے آپ سے پناہ مانگی پس آپ نے اسے امان دی۔

آپ مقام قدیہ میں ام خزاعہ پر گزرے اور اس سے گوشت یا دودھ خریدنا چاہا مگر اس کے خیمہ میں ایسی کوئی چیز نہ تھی آپ نے اس کے گھر میں ایک بہت نحیف و لاغر بکری دیکھی آپ نے اُم معبد سے اسے دوہنے کی اجازت مانگی اس نے آپ ﷺ کو اجازت تو دے دی لیکن بولی کہ اگر اس کے نیچے دودھ ہوتا تو ہم خود اس کو دھو لیتے آپ ﷺ نے اللہ کا نام لے کر اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا اور آپ ﷺ نے دودھ دوہا اور قوم میں سے ہر ایک کو پلا کر سیراب کر دیا، آپ نے پھر دوہا اور اُم معبد کے گھر کے تمام برتن دودھ سے بھر دیئے جسے اس کے گھر اپنی ایک ظاہر شناخت کے طور پر چھوڑ دیا اس کا خاوند ابو معبد گھر آیا اس نے دودھ دیکھا تو بہت متعجب ہوا اُم معبد سے دودھ کے بارے میں پوچھا کیونکہ گھر میں تو کوئی دودھ دینے والی بکری نہیں تھی جو دودھ کا ایک قطرہ بھی دے سکے اُم معبد نے کہا کہ ہمارے ہاں ایک مبارک شخص اس طرح کی شکل و شباہت والا آیا تھا ابو معبد بولا وہی تو قریش کے سردار ہیں اور کئی قسمیں کھائیں کہ اگر میں ان کو دیکھ پاؤں تو ان پر ایمان لاؤں ان کی پیروی کروں اور انہی کے پاس رہوں۔ غرض حضور

Marfat.com

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بارھویں ربیع الاول بروز پیر مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ شریف آمد پر انصار نے آپ کا استقبال کیا آپ پہلے قباء تشریف لائے اور وہاں پر مسجد قبا کی تقویٰ پر بنیاد رکھی۔

حضرت محمد نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سب سے اکمل اور اعلیٰ صفات کے مالک اور صورت اور سیرت میں سب سے احسن میانہ قد سفید رنگ سرخی مائل بڑی بڑی نورانی آنکھیں سرمگیں اور لمبی پلکیں دلکش بھویں اور باریک دانت کشادہ خوبصورت اور حسین کشادہ چہرہ انور، پیشانی بھی کشادہ اور شکل ہلالی تھی۔ رخسار ہموار ناک لمبی اور خوبصورت درمیان میں ابھری ہوئی شانوں کے درمیان وسعت نظری کشادہ ہتھیلیاں ہڈیوں کے جوڑ موٹے ایڑیوں پر کم گوشت ڈاڑھی مبارک گھنی سر مبارک بڑا اور سر کے بال کانوں کی لو تک دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت جو نور سے گھری ہوئی باعث عظمت تھی آپ کا پسینہ موتی کی مانند اور آپ کی خوشبو مشک سے بہتر، چلتے ہوئے آپ جھک کر چلتے تھے جیسے اونچائی سے گھاٹی کی طرف آتے معلوم ہوتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس کسی سے ایک دفعہ مصافحہ کر لیتے وہ سارا دن آپ کے دست مبارک کی خوشبو اپنے ہاتھوں میں محسوس کرتا آپ جب کسی بچے کے سر پر اپنا دست شفقت رکھ دیتے تو اس بچے کا آپ کے سر کو چھونا پہچانا جاتا اور دوسرے سے معلوم ہو جاتا تھا کہ آپ نے اس بچے کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا ہے آپ کا چہرہ مبارک اس طرح روشن اور چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند ہو۔ آپ کی تعریف میں ہر دیکھنے والا رطب اللسان رہتا کہ اس نے آپ کے مثل نہ پہلے دیکھا تھا اور نہ ہی بعد میں اور نہ کوئی انسان آپ کی مثل دیکھے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے حیادار اور وضع دار تھے اپنا جوتا خود مرمت کر لیتے اپنے کپڑے میں پیوند لگا لیتے اپنی بکری خود دودھ لیتے اپنے اہل وعیال سے اچھی طرح پیش آتے فقراء اور مساکین سے محبت رکھتے آپ ان کے ساتھ بیٹھتے اور ان کے مریضوں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے ان کے جنازوں کے پیچھے چلتے اور نادار ضعیف فقراء کو حقیر نہ جانتے تھے۔

Marfat.com

آپ عذر قبول فرما لیتے تھے اور کسی سے بھی اس طریقہ سے نہ پیش آتے جو اسے ناگوار ہو آپ غلاموں اور فقراء کے ساتھ چلنے میں عار نہ محسوس کرتے تھے اور بادشاہوں سے نہیں ڈرتے تھے آپ اللہ کے لیے غصے ہوتے تھے اور اللہ ہی کی خوشنودی سے خوش ہوتے تھے۔ آپ اپنے اصحاب کے پیچھے چلتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری پشت روحانی فرشتوں کے لیے خالی رکھو آپ اپنی سواری کے لیے اونٹ، خچر گھوڑے اور دراز گوش استعمال کرتے تھے جو کہ بعض بادشاہوں نے آپ کو ہدیہ کئے ہوئے تھے بھوک کی شدت کے وقت آپ اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے آپ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں اور پہاڑوں نے آپ کے لیے سونا بننے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن آپ نے یہ سب رد کر دیا۔ آنحضرت ﷺ یاوہ گوئی نہ کرتے تھے، کسی سے ملتے وقت اسلام میں پہل کرتے نماز کو دراز (نہ کہ بہت ہی زیادہ) اور خطبہ جمعہ کو چھوٹا فرماتے۔ شرفاء اور فضلاء کی پوری اکرام و تکریم کرتے اور سچی اور اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ بات کے علاوہ کلام نہیں کرتے تھے۔

سراپاءاقدس

بعد از ولادت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کی (پہلی زیارت) کے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ جب میں حاضر ہوئی تو آپ سوئے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کا حسن و جمال دیکھ کر میں مبہوت ہو گئی لیکن حسن پر کشش کی وجہ سے میں آپ ﷺ کے قریب آئی۔ پھر میں نے آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر ہاتھ رکھا آپ نے مسکراتے ہوئے اپنی آنکھیں مبارک کھولیں تو میں نے دیکھا آپ ﷺ کی مقدس آنکھوں سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں جس کی روشنی آسمان تک پھیلی ہوئی ہے۔ (الانوار المحمدیہ۔19)

حضرت اُم سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ آپ ﷺ بوقت سکوت حد درجہ متین اور سراپا وقار دکھائی دیتے جب گفتگو فرماتے تو رخ

Marfat.com

انور پر شگفتگی پھیل جاتی۔ آپ ﷺ دور سے ذی وجاہت اور بارعب دکھائی دیتے جبکہ نزدیک سے کمال درجہ حسین اور نرم خو۔ (المستدرک للحاکم ۳، ۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے رنگ مبارک میں ایسی چمک و آب وتاب تھی کہ چاندی کی طرح سفیدی اور سونے کی طرح سنہری جھلک اور چہرہ مبارک چمکدار موتیوں کی طرح شفاف تھا۔ حضور ﷺ کے کف مبارک ریشم سے زیادہ نرم وملائم تھے۔ جبکہ حضور ﷺ پسینے کی خوشبو سے بڑھ کر کوئی خوشبو نہیں دیکھی۔ (الوفاء، ۲: ۴۰۴۔ ۳۹۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا رنگ مبارک سفید تھا اور یوں لگتا تھا کہ گویا آپ چاندی سے بنائے گئے ہیں۔ (الوفاء: ۲: ۴۰۴)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حبیب خدا ﷺ کا رنگ مبارک سفید تھا جس پر سرخی جھلکتی تھی جیسے چاندی پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو یعنی بظاہر سرخی مائل تھا مگر اس سے انوار پھوٹتے نظر آتے تھے۔ (الوفاء، ۲: ۴۰۵)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خوشی کے وقت حضور ﷺ کے چہرہ انور سے نور کی شعاعیں پھوٹنے لگتی تھیں۔ اور چہرہ انور یوں لگتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم آپ کی حالت سرور وانبساط کو اس سے پہچان جاتے تھے۔ (الوفاء، ۲: ۴۰۸)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہی، آپ ﷺ قد مبارک میں نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد بلکہ میانہ اقامت تھے لیکن صحابہ کرام کے جھرمٹ میں آپ سب سے ممتاز نظر آتے۔ آپ ﷺ کے گیسو مبارک نہ بالکل پیچدار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ قدرے گھنگریالے تھے۔ جسم اطہر میں فربہ پن نہ تھا چہرہ انور بالکل گول نہ تھا بلکہ اس میں کسی قدر گولائی تھی۔ رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ چشمان مقدس نہایت حسین تھیں اور پلکیں دراز تھیں۔ جوڑوں کی ہڈیاں جسیم تھیں۔ دونوں شانوں کی درمیانی جگہ پر گوشت تھا۔ آپ ﷺ کے بدن اقدس پر زیادہ بال نہ تھے۔ سینہ اقدس سے ناف مبارک تک بالوں کی پتلی لکیر تھی۔ آپ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں پر

Marfat.com

گوشت تھا آپ جب چلتے تو قدموں کو قوت کے ساتھ اٹھاتے ایسے لگتا کہ بلندی سے نیچے کی طرف اتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے بدن کو پھیر کر توجہ فرماتے، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ ﷺ خاتم الانبیاء تھے۔ حضور ﷺ کا قلب اطہر سب سے زیادہ سخی تھا کلام مبارک سب سے زیادہ سچا تھا طبیعت مقدسہ سب سے زیادہ نرم تھی اور نسب شریف سب سے اعلیٰ تھا۔ جو شخص آپ کو اچانک دیکھتا تو آپ کی شخصی وجاہت اور غیر معمولی حسن کے باعث مرعوب اور ہیبت زدہ ہو جاتا اور جو آپ ﷺ کی صحبت میں رہتا آپ ﷺ سے بے پناہ محبت کرنے لگتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی تعریف ونعت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں میں نے نہ پہلے کوئی شخص حضور ﷺ جیسا کامل، حسین، خوشنما اور دلنواز دیکھا تھا نہ آپ ﷺ کے بعد آج تک دیکھا ہے۔ (شمائل ترمذی: ٦٥٧)

حضور ﷺ عظیم المرتبت اور بارعب تھے۔ چہرہ اقدس چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ قد مبارک متوسط قد والے سے کسی قدر طویل تھا لیکن زیادہ طویل والے سے نسبتاً پست تھا۔ سر اقدس اعتدال کیساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک قدرے خم کھائے ہوئے تھے۔ سر کے بالوں میں مانگ نکال لیتے ورنہ مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے۔ آپ ﷺ کے بال مبارک کانوں کی لو سے تجاوز نہ کرتے، رنگ چمکدار، پیشانی کشادہ ابرو خمدار باریک اور گنجان تھے۔ ابرو مبارک ملے ہوئے نہیں تھے دونوں کے درمیان ایک مبارک رگ تھی جو حالت جلال میں ابھر جاتی، بینی مبارک مائل بہ بلندی تھی اور بغور دیکھنے سے حسن وچمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی، ورنہ نفسہ زیادہ بلند نہیں تھی۔ ڈاڑھی مبارک گنجان تھی، آنکھ مبارک کی پتلی خوب سیاہ تھی۔ رخسار مبارک ہموار اور ہلکے تھے، سامنے کے دانتوں میں تھوڑا تھوڑا فاصلہ تھا۔ گردن مبارک اتنی خوبصورت اور باریک تھی جیسے تصویر میں موتی کو تراشا گیا ہو اور رنگ اور صفائی میں چاندی کی طرح سفید اور چمکدار تھی اعضاء پر گوشت اور معتدل تھے، پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھا لیکن سینہ اقدس فراخ اور کشادہ تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی تھی۔ جو بدن کا حصہ کپڑوں سے باہر رہتا روشن رہتا۔ سینہ

Marfat.com

اقدس اور بطن مبارک بالوں سے خالی تھے اور ہتھیلیاں فراخ تھیں۔ نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدموں پر گوشت تھا۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ آپ ﷺ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے مگر تواضع کے ساتھ چلتے زمین پر قدم آہستہ پڑتا نہ کہ زور سے۔ آپ ﷺ سبک رفتار تھے اور قدم ذرا کشادہ رکھتے، چھوٹے چھوٹے قدم نہیں اٹھاتے تھے۔ جب آپ ﷺ چلتے تو یوں محسوس ہوتا گویا بلند جگہ سے نیچے اتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو مکمل متوجہ ہوتے۔ آپ ﷺ کی نظر پاک نیچی اور جھکی رہتی۔ گوشہ چشم سے دیکھنا عموماً آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی۔ یعنی غایت حیا کی وجہ سے آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے۔ چلتے وقت اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آگے کر دیتے۔ سلام کرنے میں خود ابتداء فرماتے آپ ﷺ صرف تبسم فرماتے اور دندان مبارک ایسے ظاہر ہوتے جیسے بارش کے سفید چمکدار قطرے ہوں۔ (شمائل ترمذی: ۶۵۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے قد زیبا کے اعجاز حسن کی نسبت فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نہ ہی زیادہ دراز قد تھے اور نہ کوتاہ قد بلکہ آپ ﷺ کا قد مبارک میانہ تھا۔ جب کسی طویل القامت کے ساتھ مل کر چلتے تو اس وقت سب سے طویل القامت نظر آتے۔

چہرۂ اقدس کے انوار سے گمشدہ سوئی کا ملنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کے اعجاز کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ ایک اندھیری رات میں مجھ سے سوئی زمین پر گر گئی۔ میں تلاش کر رہی تھی کہ اچانک رسالت مآب ﷺ تشریف لائے اور آپ کے چہرہ مبارک سے نور کی جو شعاعیں نکلنا شروع ہوئیں تو اس کی چمک کی وجہ سے مجھے گمشدہ سوئی مل گئی۔ (ابن عساکر، ۱: ۳۲۴)

یہ صرف ایک مرتبہ کا واقعہ یا اتفاقیہ معاملہ نہ تھا بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں ہمیشہ رات کی تاریکی میں آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کے نور کی روشنی میں سوئی میں دھاگہ

Marfat.com

ڈال لیا کرتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن سلام جو یہودی عالم تھے وہ اپنے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب میں نے مدینہ طیبہ میں ایک ایسی ہستی کی آمد کے بارے میں سنا جس نے نبی آخرالزماں ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو میں اسے دیکھنے کی غرض سے گیا وہ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف فرما تھے آپ فرماتے ہیں:

جب میں نے آپ ﷺ کا چہرۂ اقدس دیکھا تو میرے دل نے گواہی دی کہ یہ پُرنور چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہو سکتا۔ (مشکوۃ المصابیح، باب فضل الصدقہ: ۱۶۸)

گویا آپ ﷺ کے چہرۂ زیبا کا حسن و جمال زبان حال سے شہادت دے رہا تھا کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

ابوطالب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سراپا اقدس کی رنگت زیبا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کو میں وہ بات نہ بتاؤں جو میں نے محمد ﷺ سے دیکھی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں مجھے ضرور بتائیں اس پر حضرت ابوطالب نے درج ذیل واقعہ بیان کیا:

"جب سے حضور ﷺ میرے پاس آئے ہیں مجھے آپ ﷺ سے اتنی محبت ہوگئی ہے کہ میں رات اور دن میں ایک گھڑی بھی ان سے جدا ہونا پسند نہیں کرتا حتیٰ کہ رات کو بھی میں آپ ﷺ کو اپنے پاس سلاتا ہوں آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ کپڑے پہن کر سوتے تھے کہ کپڑے اُتار کر سونا آپ ﷺ کو پسند نہ تھا۔

ایک رات میں نے کہا کہ کپڑے اتار دیں اور پھر سوئیں میں نے محسوس کیا کہ یہ بات آپ ﷺ کو پسند نہیں لیکن چونکہ میری بات آپ ﷺ ٹالنا بھی نہ چاہتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے چچا میں کپڑے اُتارتا ہوں مگر اپنے چہرے کو دوسری طرف کر لیجیے تاکہ میرے ننگے جسم کو آپ نہ دیکھ پائیں کیونکہ میرے جسم کو (اس حال میں) دیکھنا کسی کے لیے جائز نہیں۔ حضرت

Marfat.com

ابو طالب کہتے ہیں کہ مجھے اس پر تعجب ہوا مگر میں نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تا کہ یہ کپڑے اُتار لیں جب آپ ﷺ کپڑے اُتار کر بستر پر لیٹے میں بھی بستر پر لیٹ گیا مگر میں نے دیکھا کہ ہمارے درمیان ایک پردہ حائل ہو گیا (جس کی وجہ سے میں آپ ﷺ کے جسم کو نہیں دیکھ سکتا تھا) دوسری بات میں نے یہ دیکھی کہ آپ ﷺ کا جسم اطہر نہایت ہی نرم و نازک اور اس طرح خوشبودار تھا کہ جیسے وہ کستوری میں ڈوبا ہوا ہو میں نے آپ ﷺ کے ننگے جسم اطہر کو دیکھنے کی کوشش کی مگر میں نہ دیکھ سکا۔

بہت سے صحابہ اور صحابیات کے بارے میں منقول ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پسینہ مبارک کو شیشوں میں محفوظ کر لیتے اور اسے بطور عطر استعمال کرتے۔

مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ کبھی کبھی ہمارے ہاں قیلولہ فرمایا کرتے تھے ایک دن میری والدہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر سے کہیں گئیں ہوئی تھی بعد میں آپ ﷺ تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا انہیں اطلاع ملی کہ آپ کے ہاں تو محبوب خدا ﷺ استراحت فرما ہیں وہ جلدی سے گھر لوٹیں تو دیکھا واقعتاً آپ ﷺ قیلولہ فرما رہے ہیں۔ آپ کے جسم اطہر سے پسینہ کے قطرے بستر پر گر رہے ہیں میری والدہ نے ایک شیشی لے کر اس میں آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کو جمع کرنا شروع کر دیا تو آپ ﷺ بیدار ہو گئے، اور فرمایا یہ کیا کر رہی ہو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ چونکہ آپ ﷺ کا مبارک پسینہ تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہوتا ہے اس لیے میں جمع کر رہی ہوں تا کہ ہم اسے اپنی خوشبوؤں میں ملائیں۔

آپ ﷺ کی تشریف آوری کے تھوڑے ہی عرصہ بعد تمام کائنات از سر نو نورِ توحید سے جگمگا اُٹھی پہلے خطہ عرب اور پھر بیرون عرب تمام عالمِ انسانیت کو خدائے واحد کی طرف بلایا اور اس آفتابِ ہدایت سے بہ نفسِ نفیس اور پھر اس سے روشنی حاصل کرنے والی بیشمار قدسی صفات ہستیوں نے روح زمین کو نورِ واحد سے تابندہ کر دیا۔

Marfat.com

وصلی اللہ علی نور کز وشد نور ہا پیدا

داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے احکام خداوندی کی پیروی، تعلیمات قرآنی واخلاق ربانی کا عملی نمونہ پیش کیا۔ اور جب اپنے قول وعمل سے ارشادات الٰہی کی توضیح وتشریح فرمائی تو لوگوں میں اس کے سمجھنے اس کے فیوض وبرکات سے بہرہ ور ہونے اور انہیں حاصل کرنے کے طریقے معلوم کرنے کا جذبہ پیدا ہوا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنا ہر قول وفعل نشست وبرخاصت، خورد ونوش اور تمام حرکات وسکنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق اختیار کرنا اپنا مقصد حیات بنالیا۔ ایمان اور اسلام ان کے دل ودماغ اور رگ وپے میں سرایت کرتا چلا گیا۔ یہ آپ کی صحبت اور محبت کی تاثیر تھی کہ جو شخص دائرۂ اسلام میں داخل ہوا پھر نہ قریش کی چیرہ دستیاں اسے متزلزل کرسکیں اور نہ دردناک اذیتیں اس کے پائے ثبات کو ڈگمگا سکیں اسلام کے ان پروانوں نے مسائب جھیلنا اور جان دینا گوارہ کرلیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی نہ کی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایمان کی پختگی کا ہی یہ کرشمہ تھا کہ صراطِ مستقیم پر رہنا ان کے لیے آسان اور سہل بن جاتا تھا وقت عبادت ہو تو عبادت کے لیے قمر بستہ وتیار معاملات دنیا میں راست بازی، اور دیانتداری ان کا شعار اور وقت جہاد ہو تو سیسہ پلائی ہوئی دیوار اور جانثاروں جاں سپار ایمان کی یہ پختگی وحوصلہ کی بلندی اور دین اسلام سے شیفتگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان صحبت کا نتیجہ تھا ایک ہی صحبت میں آپ کی محبت کا نقش ہر صاحب ایمان کے قلب پر ایسا گہرا ثبت ہو جاتا تھا جسے مٹانا ممکن نہ ہوتا صحابہ کرام آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر احکام خداوندی کی تعلیم بھی حاصل کرتے تھے اور آپ کی صحبت سے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی دولت سے بھی مالا مال ہوتے تھے حکمت وانوار الٰہیہ اور اسرار دین کے درس کی جانب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ سب سے زیادہ تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت کے تقاضوں کا بیان اس آیتِ قرآنی میں فرمایا ہے:

Marfat.com

يتلوا عليهم ايته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة

(پارہ ۴، آل عمران: ۱۶۴)

ترجمہ:

وہ (رسول) ان (مومنین) کو قرآنی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

غرض رسول اللہ ﷺ نے تیئس سال کی قلیل مدت میں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی ایک کثیر جماعت کو تربیت دے کر ایسا راسخ عقیدہ اور سرگرم عمل بنا دیا تھا کہ آپ کے بعد اسلام کی اشاعت تبلیغ دین واحکام الٰہی اور تزکیہ نفوس کا کام انہی کے سپرد کر دیا۔

☆☆☆

Marfat.com

امیر المومنین سیّدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت: سن فیل سے 2-1/4 سال بعد بمقام: مکۃ المکرّمہ

وصال: 13ھ ہجری مزار اقدس: مدینۃ المنورہ

......☆☆☆......

تاجدارِ مدینہ سرورِ انبیا ﷺ کے خلفاء میں سے آپ خلیفہء اول ہیں، آپ کو جناب رسالت ﷺ کے علوم ظاہری و باطنی سے فیضان عظیم حاصل ہوا آپ کا نسب نامہ سید الکونین ﷺ کے ساتھ چھ واسطوں کے بعد مرہ بن کعب سے ملتا ہے، آپ کی پیدائش فیل سے دو برس اور چند روز کم چار ماہ کے بعد ہوئی، آپ کا رنگ گورا بدن لاغر تھا جب حضور نبی کریم ﷺ منصب نبوت پر فائز ہوئے تو اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اڑتیس برس تھی۔ آپ کی اولاد میں تین فرزند، محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تین صاحبزادیاں کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھیں، اسلام لاتے ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کا کام شروع کر دیا چنانچہ حضرات عشرہ مبشرہ میں سے عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، عثمان بن عفان زبیر بن العوام، اور طلحہٰ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ہی کی دعوت سے مشرف با اسلام ہوئے، صحابہ اکرام میں آپ کے لیے ایک خصوصیت یہ بھی ہے آپ کے والد اور آپ کی تمام اولاد اور آپ کا پوتا ابو عتیق محمد بن عبدالرحمٰن سب صحابی ہیں۔ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)۔

سن 6ھ نبوت میں آپ ہجرت کے ارادے سے حبشہ کی طرف نکلے برک الغماد تک جو مکہ سے یمن کی جانب پانچ دن کی راہ پر ہے پہنچے تھے کہ قبیلہء قارہ کا سردار ابن الدغنہ (ربیع بن رفیع) ملا۔ اس نے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میری قوم نے مجھے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ کہیں الگ جا کر خدا کی

Marfat.com

عبادت کروں۔ابن الدغنہ نے کہا: ''یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ جیسا فیاض، اپنوں سے نیک سلوک کرنے والا، غریب پرور، مہمان نواز غم خوار اور مددگار مکہ سے نکل جائے یا نکالا جائے۔ میں آپ کو اپنی حفاظت میں لیتا ہوں۔آپ واپس چلیے اور اپنے شہر میں اپنے پروردگار کی عبادت کیجئے''۔چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے اور ابن الدغنہ آپ کے ساتھ آیا۔اُس نے شام کے وقت سرداران قریش سے ملاقات کی اور اُن سے کہنے لگا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا شخص نکلنے نہ پائے اور نہ ہی نکالا جائے۔کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو فیاض، اپنوں سے حسن سلوک کرنے والا، غریب پرور مہمان نواز اور لوگوں کا مددگار ہے۔یہ سن کر قریش نے ابن الدغنہ کی پناہ کو رد تو نہ کیا لیکن یہ شرط عائد کردی کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ دو کہ وہ اپنے گھر میں ہی اپنے رب کی عبادت کرے اور نماز چپکے چپکے جو چاہے پڑھے، مگر ہمیں ایذا نہ دے اور اونچی آواز سے قرآن نہ پڑھے کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتوں اور بچوں پر بھی قرآن کا اثر نہ پڑ جائے۔ابن الدغنہ نے اس بات کا ذکر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو آپ نے کچھ عرصہ اپنے گھر کے اندر ہی عبادت اور نماز میں مشغول رہنا شروع کردیا اور گھر کے سوا کسی جگہ قرآن نہ پڑھتے۔بعدازاں آپ نے اپنے گھر کے پاس ایک مسجد بنالی۔جس میں آپ نماز پڑھتے اور بلند آواز سے قرآن پڑھتے۔مشرکین کی عورتیں اور بچے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آس پاس جمع ہوجاتے اور تعجب سے آپ کی طرف دیکھتے۔آپ نہایت رقیق القلب تھے لہٰذا قرآن پاک پڑھتے تو بے اختیار رونے لگ جاتے۔آپ کی قراءت اور گریہ زاری سے قریش خوف زدہ ہو گئے اور انہوں نے ابن الدغنہ کو بلا کر کہا کہ ہم نے ابوبکر کو اس شرط کے ساتھ پناہ دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں چپکے چپکے عبادت کرے مگر اس نے اپنے گھر کے پاس ایک مسجد بنالی ہے۔جس میں وہ اونچی آواز کے ساتھ قرآن پڑھتا ہے۔ہمیں ڈر ہے کہ ہماری عورتوں اور بچوں پر اُس کا اثر پڑ جائے گا۔تم اس کو روک دو۔ہاں اگر وہ اپنے گھر کے اندر چپکے چپکے عبادت کرنا چاہیے تو کرتا رہے اور اگر بلند آواز سے ہی قرآن پڑھنے پر اصرار کرے تو تم اس کی حفاظت کی ذمہ داری

Marfat.com

واپس لے لو کیونکہ ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ہم تمہارے عہد حفاظت کو توڑ دیں۔ یہ سن کر ابن الدغنہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ کو میری پناہ کی شرط معلوم ہے۔ آپ اس کی پابندی کریں، ورنہ میری ذمہ داری واپس کر دیں۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ عرب یہ سنیں کہ ایک شخص کی حفاظت کا عہد جو میں نے کیا تھا وہ توڑ ڈالا گیا۔ آپ نے فرمایا: میں تمہاری پناہ تم کو واپس کرتا ہوں اور خدا کی پناہ پر راضی ہوں۔ (صحیح بخاری، باب ہجرۃ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پہلے خلیفہ برحق اور مبشر بالجنۃ اور افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔ آپ کے فضائل میں کئی آیات قرآنی نازل ہوئی ہیں۔

(1) ترجمہ: اگر تم اس کو مدد نہ دو گے۔ پس تحقیق اللہ نے اس کو مدد دی ہے۔ جس وقت اس کو نکال دیا تھا کافروں نے۔ دوسرا دو میں، جس وقت وہ دونوں غار میں تھے۔ جب وہ اپنے رفیق سے کہتا تھا۔ غم مت کھا۔ تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (سورۃ التوبہ)

اس آیت میں بالاتفاق ''صاحب'' سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ یہ وہ منقبت ہے کہ جس میں کوئی دوسرا اصحابی آپ کا شریک نہیں ہے۔

(2) ترجمہ: ''اور قسم نہ کھاویں بڑائی والے تم میں اور کشائش والے اس سے کہہ دیویں رشتہ داروں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کر دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔ (سورۃ النور)

یہ آیت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور موضح القرآن میں ہے کہ جب بہتان طرازی کرنے والے جھوٹے پڑے اور انہیں اسی کوڑے مارے گئے تو اُن میں ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے مسطح نامی بھی تھے۔ یہ ان کی مالی امداد کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ

Marfat.com

اب اس کو کچھ نہیں دوں گا تو اللہ نے اُن کی سفارش کر دی کیونکہ وہ مہاجرین اور اہل بدر میں سے تھے۔ اس آیت میں بڑائی والے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا گیا لہٰذا اب جو ان کی بڑائی کو تسلیم نہ کرے تو اس نے قرآن حکیم کو جھٹلایا۔ تب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ جو کچھ اُن کو دیتا ہرگز بند نہیں کروں گا۔

(3) ترجمہ: اور جو لایا سچی بات اور سچ مانا جس نے اُس کو وہی لوگ ہیں پرہیزگار۔ (سورۃ زمر، رکوع ۴)

اس آیت میں سفر معراج کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے مطابق سچی بات لانے والے رسول اللہ ﷺ تھے اور تصدیق کرنے والے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

(۴) ترجمہ: اور بتایا جاوے گا اس سے وہ بڑا پرہیزگار جو دیتا ہے اپنا مال پاک ہونے کو اور نہیں کسی کا اس پر احسان کہ بدلہ دیا جائے مگر واسطے چاہیے رضامندی اپنے پروردگار بلند کی۔ اور بے شک وہ آگے راضی ہوگا۔ (سورۃ لیل)

یہ آیات بالاتفاق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ ان میں واضح کر دیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتقیٰ ہیں اور جو اتقیٰ ہو وہی اللہ کے نزدیک اکرم ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "ان اکرمکم عنداللہ اتقکم" اور جو اکرم ہو وہی افضل ہوتا ہے۔ پس صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اُمت سے افضل ہیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں آیاتِ قرآنیہ کے علاوہ بکثرت احادیث بھی آئی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: "انت عتیق اللہ من النار" ترجمہ: "تو اللہ کا آتش دوزخ سے آزاد کیا ہوا ہے۔

اسی وجہ سے آپؓ کا لقب "عتیق" ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کا بھی یہی ارشادِ مبارک ہے کہ اے ابوبکر! تم میری اُمت میں سے سب سے پہلے بہشت میں داخل ہو گے۔

Marfat.com

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر و حضر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ہیں اور تمام غزوات میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ ہجرت کے وقت آپ غار میں ثانی اور بدر کے دن قریش میں ثانی اور موت کے بعد قبر میں بھی ثانی ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے اشاد فرمایا:

"ما صب الله فی صدوری شیئاالاو صببته فی صدور ابی بکر"

ترجمہ: کوئی چیز ایسی اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں نہیں ڈالی کہ جس کو میں نے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سینے میں نہ ڈال دیا ہو۔ (بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضور نبی کریم ﷺ نے حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام میں یہ خطبہ پڑھا: "امابعد فان الله عزوجل اتخذصاحبکم خیلاولو کنت متخذاخیلادون ربی لاتخذت ابابکر خیلالکن ھوشریک فی دینی و صاحبی الذی اوجبت له صحبتی فی الغار و خلیفتی فی امتی" (بخاری و مسلم).

ترجمہ:

خدائے بزرگ و برتر کی حمد وثناء کے بعد معلوم ہوا کہ اس نے تمہارے صاحب کو اپنا دوست بنایا ہے۔ (اس میں اشار اپنی ذات اقدس کی طرف ہے) اور اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسی اور کو خلیل (دوست) بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرے دین میں میرے شریک ہیں۔ (یعنی میرے ناصر اور معین ہیں اور میرے دین اور یقین کو ظاہر کرنے والے ہیں) وہ میرے دوست ہیں اور میں نے غار میں اپنی رفاقت کے لیے انہیں منتخب کیا۔ وہ میری اُمت میں میرے جانشین ہیں۔ (بخاری، مسلم و ترمذی)

ایک روز رسول اللہ ﷺ نے اپنے شاعر حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم نے ابوبکر کی شان میں کچھ کہا ہے۔ حضرت حسان نے عرض کیا کہ ہاں، حضور ﷺ نے فرمایا، سناؤ میں سنتا ہوں، پس حسان نے یہ دو شعر پیش کیے۔

Marfat.com

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد

طاف العدوبہ اذصاعد الجبلا

وکان حب رسول اللہ قد علموا

من البریۃ لم یعدل بہ رجلا

ترجمہ: وہ غار شریف میں دو میں دوسرے تھے اس حال میں کہ دشمن پہاڑ پر چڑھ کر ان کے گرد پھرا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے محبوب تھے۔ لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خلق میں سے کسی کو آپ کے برابر نہیں فرمایا۔

یہ شعر سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوئے، اور فرمایا: "حسان تم نے سچ کہا، وہ حقیقت میں بھی ایسے ہی ہیں"۔

نبی رحمت ﷺ کا یہ ارشاد کہ: "اگر کوئی اور شخص اس مقام خاص میں میرا شریک ہوتا تو وہ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوتے"۔

اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم باطن میں علم باللہ کی وجہ سے اولیائے اُمت میں اکمل و افضل و اعلم ہیں اور پیغمبروں کے بعد وہ صدیقین میں اکمل اور صدیق اکبر ہیں۔ اکابر ارباب دانش قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

"واللہ ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد بعد النبین والمرسلین علی افضل من ابی بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)" (ابو دائود)

ترجمہ: قسم خدا کی پیغمبروں اور رسولوں کے بعد ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بڑھ کر کسی اور بہتر شخص پر آفتاب طلوع اور غروب نہیں ہوا۔

نیز حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تم سب سے بہتر جانتا ہوں یہ کچھ ان کے نماز روزہ

Marfat.com

کے سبب نہیں ہے بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہے جو ان کے سینہ میں ہے۔(یعنی ایمان، یقین اور محبت)۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ سے صحابہ نے دریافت کیا کہ:

آپ (ﷺ) کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا۔۔۔۔۔۔۔"عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا:۔۔۔۔۔۔۔مردوں میں سے کون؟

آپ ﷺ نے فرمایا:۔۔۔۔۔اس کا باپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اور یہ بھی حدیثِ پاک میں ہے کہ:

"لو اتزن ایمان ابی بکر مع ایمان الثقلین لرجع ایمان ابی بکر"۔

ترجمہ: اگر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کا تمام جن وانس کے ایمان کے مقابلہ میں وزن کیا جائے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کا پلڑا بھاری ہوگا۔(یعنی باستثنائے ایمان انبیاء علیہم السلام)۔(1)

"مسجد میں بجز ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کا دریچہ باقی مت رکھو"۔(2)

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میری اُمت میں سب سے مہربان میری اُمت پر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔اور جس کسی پر میں نے اسلام کو پیش کیا وہ فکر میں سرگرداں ہوگیا، سوائے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے" اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا تمام مال آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اپنے گھر والوں کے واسطے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ تو آپ نے بلا تکلف عرض کیا: "اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو"۔(3)

نیز آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''میں نے ایک روز جبرائیل امین علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا میری اُمت سے قیامت کے دن حساب لیا جائے گا؟

کہاں ہاں!

سوائے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، سب سے لیا جائے گا۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا جائے گا کہ بے حساب جنت میں جاؤ۔ وہ جواب دیں گے کہ میں اپنے دوستوں کو ہمراہ لیے بغیر جنت میں نہ جاؤں گا۔

رب العزت جل شانہ کا ارشاد ہوگا کہ اپنے دوستوں کو بھی جنت میں لے جاؤ کہ میں نے تیری ولادت کے روز یہ عہد کرلیا تھا اور اسی دن بہشت کو حکم دے دیا تھا کہ اے بہشت جو کوئی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوست ہوگا، وہ تجھ میں ضرور داخل ہوگا''۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

....

....

1: ☆اس حدیث کو بیہقی نے بھی شعیب الایمان میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً بدیں الفاظ نقل کیا ہے: ''لو وزن ایمان ابی بکر بایمان اھل الارض لرجھم'' اور حکیم ترمذی نے بھی فضائل الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اس کو نقل کیا ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

☆

2: اس حدیث کو امامین رحمہم اللہ علیہم نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

☆

3: اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

"ماانفعنی مال احد کمال ابی بکر فلو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر خلیلا"

(1) ترجمہ: مجھ کو کسی کے مال نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال کی طرح نفع نہیں دیا ہے اور اگر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بناتا۔ نیز آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مالاحد عندنا ید الا کافینا ماخلا ابی بکر فان له عندنا یدا یکافیه الله". (2) ترجمہ: (کسی شخص کا مجھ پر احسان باقی نہیں ہے جس کا میں نے معاوضہ ادا نہ کر دیا ہو۔ سوائے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ اس کا مجھ پر ایسا احسان ہے جس کا معاوضہ اللہ تعالیٰ ہی دے گا)۔ منقول ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت خلافت پر متمکن ہوئے اور مہاجرین وانصار میں سب سربرآوردہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی رضا اور رغبت سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بالفرض اگر لوگ مجھ کو مجبور کرنے کی غرض سے گرفتار کر لیتے اور بصورت انکار گردن مارنے تک تیار ہو جاتے تو میں اس کو بخوشی پسند کر لیتا مگر یہ بات مجھے ہرگز منظور نہ ہوتی کہ میں ایسی قوم میں امیر بنایا جاؤں جس میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہوں۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا:

"اے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم کو رسول اللہ ﷺ نے دین کے کاموں میں آگے رکھا، اپنی موجودگی میں نمازوں میں امام بنایا اور تمہاری اقتداء کی۔ ہم بھی آپ کو دین و دنیا کے کاموں میں آگے رکھیں گے پس آپ اپنا ہاتھ دیجئے تاکہ میں بیعت کروں"۔ آپ کی عظمت شان کمال یقین اور پختگی ایمان کی وجہ سے صحابہ کرام میں کسی قسم کا اختلاف پیدا نہ ہوا۔ آپ نے دین کے مخالفین کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔ آپ کی خلافت کے زمانہ میں اسلامی لشکر ممالک شام وعراق وغیرہ کی تسخیر میں مصروف رہے۔ جس قدر صدقہ، خیرات اور جزیہ آنحضرت ﷺ

1: اس حدیث کو بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مسند میں نقل کیا ہے۔

2: ترمذی نے یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

Marfat.com

کے زمانہ میں بیت المال میں وصول ہوتا تھا۔آپ کے عہد میں بھی برابر وصول ہوتا رہا اور کسی کو زکوۃ وغیرہ کی ادائیگی سے انکار کی جرات نہ ہوئی۔مسلیمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اسود عنسی خدائی کا مدعی تھا۔دونوں نے بہت بڑے فتنے برپا کیے تھے یہاں تک کہ ستاسی ہزار کے قریب دنیوی حرص کے بندے ان کے دام تزویر میں پھنس گئے تھے مگر آپ کی تبلیغ باطن شکن نے یہ فتنے فرد کر دیے اور قیامت تک اُمت مسلمہ کے لیے یہ مثال قائم کر دی کہ حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبین کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

زہری نے روایت کی ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو آپ منبر پر چڑھے اور خطبہ دیا۔

"واللہ ماکنت حریصا علی الامارة یوما ولیلة قط ولا کنت فیها راغبا ولا سالتها اللہ عزوجل سرا وعلانیه ومالی فی الامارة من راحة"۔

ترجمہ: قسم ہے خدا کی میں نے کبھی امارت کے لیے حرص نہیں کی اور دن میں یا رات میں اس کا خیال بھی نہیں گزرا اور نہ کبھی پوشیدہ یا ظاہر اللہ تعالیٰ سے اس کی درخواست کی کیونکہ اس امارت میں مجھے کوئی راحت نہیں ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات شریف سے پانچ روز قبل جمعرات کے دن نماز ظہر کے بعد صحابہ میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ نے ایک بندے کو دنیا اور ما عنداللہ) جو کچھ اللہ کے پاس ہے) میں اختیار عطا فرمایا۔اُس بندے نے ما عنداللہ کو اختیار کیا۔یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے۔ہمیں ان کے رونے پر حیرت ہوئی کہ اس بات میں افسوس کی کون سی بات ہے۔مگر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سب سے زیادہ عالم تھے۔وہ سمجھ گئے کہ بندے سے مراد خود حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں مجھ پر سب سے زیادہ جان و مال صرف کرنے والوں میں ابوبکر ہیں۔

Marfat.com

امام فخرالدین رازی یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے آیت "الیوم اکملت لکم دینکم" صحابہ کرام کو سنائی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اظہار مسرت کیا۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے۔ ان سے رونے کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ کی جدائی پر دلالت کرتی ہے۔ آپ ﷺ کا فرض منصبی رسالت پورا ہو چکا تھا اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال علم معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس آیت سے اس مخفی راز پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی صحابی واقف نہ ہوا۔ (تفسیر کبیر)

جمادالاول ۸ھ ہجری میں جنگ موتہ میں مشرکین روم و عرب نے حضرت زید بن حارثہ کو شہید کر دیا تھا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں رومیوں سے جہاد کرنے اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے ایک لشکر تیار کیا جس میں معززین مہاجرین و انصار حضرت صدیق اکبر، فاروق اعظم، ابوعبیدہ بن جراح، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، قتادہ بن نعمان اور سلمہ بن اسلم رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔ اور حضرت اسامہ بن زید کو اس لشکر کا سردار مقرر کیا اور اپنے دست مبارک سے حضرت اسامہ کے لیے جھنڈا تیار فرمایا۔ پنجشنبہ کے دن 8 ربیع الاول کو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر خلیفہ نماز مقرر فرمایا۔ چنانچہ وفات شریف تک وہی نماز پڑھاتے رہے۔ یہ لشکر مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر مقام جرف میں جمع ہونے اور کوچ کرنے کو ہی تھا کہ نبی کریم ﷺ کا وصال شریف ہو گیا۔ اس لیے لشکر واپس مدینہ منورہ میں آ گیا۔ اسی اثناء میں خبر ملی کہ عرب کے بعض قبائل دین اسلام سے پھر گئے ہیں اور بعض نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا ہے۔ اس پر بعض صحابہ کرام نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ ایسی حالت میں ایک لشکر جرار کا دور دراز مہم پر بھیجنا خلاف مصلحت ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے فرمان کے خلاف نہیں کر سکتا۔ لہٰذا آپ نے حضرت اسامہ کی

Marfat.com

اجازت سے حضرت عمر کو مشورہ کے لیے اپنے پاس رکھ لیا۔ چنانچہ وہ لشکر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں ملک شام کو روانہ ہوا اور فاتح بن کر واپس لوٹا۔

آپ نے لشکر اسامہ کی روانگی کے ساتھ ہی مرتدین سے جہاد کا حکم دیا۔ یہ مرتدین عرب کے مختلف مقامات میں تھے۔ آپ نے سرایا بھیج کر سب کو زیر کیا اور ان کے ارتداد کا انسداد کیا۔ اسی طرح منکرین زکوٰۃ کے ساتھ بھی جہاد کی تیاری کی گئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ آپ لوگوں سے کیسے قتال کریں گے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

ترجمہ:

مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ کہیں لا الہ الا اللہ، جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا اُس نے مجھ سے اپنا مال اور جان بچالی مگر بحق اسلام (دیت، قصاص وغیرہ) اور اس کا حساب خدا پر ہے۔

یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں ضرور جہاد کروں گا ان لوگوں سے جنہوں نے نماز وزکوٰۃ کے درمیان فرق کیا۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر وہ ایک درہم بھی جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے مجھے نہ دیں تو میں اس پر ان سے قتال کروں گا۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا ''خدا کی قسم! اس حجت میں، مَیں نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو قتال کے لیے شرح صدر عطا فرمایا ہے۔ پس میں نے پہچان لیا کہ قتال ہی حق ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ دیگر صحابہ حتیٰ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی حضرت صدیق اکبر کو جہاد سے منع کیا اور کہا کہ عہد خلافت کا آغاز ہے اور مخالفین کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ نظام اسلام میں کوئی خلل واقع ہو جائے۔ آپ نے فرمایا: اگر تمام لوگ ایک طرف ہو جائیں تو میں تنہا جہاد کروں گا۔ آخر کار تمام صحابہ کرام نے آپ سے اتفاق کیا اور کامیابی کے ساتھ جہاد کیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لاتے ہی اپنا تمام مال جو کہ تقریباً 40 ہزار درہم تھے، نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیئے۔ چنانچہ وہ مال حضور اقدس ﷺ پر اور آپ کے حکم سے مسلمانوں پر صرف ہوتا رہا۔ آپ نے سات مرد و زن کو جو غلامی کے سبب کفار کے ہاتھ سے سخت تکالیف اٹھا رہے تھے، بھاری داموں پر خرید کر آزاد کر دیا۔ ہجرت مدینہ تک تیرہ سال میں جو کچھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجارت سے کمایا وہ بھی اسلام کے لیے وقف کر دیا۔ جب ہجرت کا وقت آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پانچ ہزار درہم تھے، جو کہ ہجرت، مسجد کی زمین کی خرید اور دیگر کار خیر میں صرف ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ راہ خدا میں صدقہ دو۔ اتفاقاً اس وقت میرے پاس بہت سا مال تھا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ آج میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سبقت لے جاؤں گا۔ لہٰذا میں اپنا آدھا مال لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ میں نے عرض کی کہ آدھا گھر والوں کے لیے چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنا مال جو ان کے پاس تھا، لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ”اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ آیا ہوں“۔ (یعنی خدا اور رسول اللہ ﷺ میرے لئے کافی ہیں) یہ سن کر میں نے کہا کہ میں کبھی بھی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سبقت نہیں لے جا سکتا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ نے حلوہ کھانا چاہا۔ آپ نے فرمایا: ہمارے پاس وہ چیز نہیں ہے جس سے حلوہ خرید لیں۔ آپ کی زوجہ نے فرمایا کہ میں چند روز اپنے کھانے میں سے اس قدر بچا لوں کہ جس سے حلوہ خریدا جا سکے۔ آپ نے فرمایا، بچا لیا کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس طرح بہت سے دنوں میں تھوڑی سی بچت ہوئی۔ جب انہوں نے آپ کو بچت کی اطلاع دی تا کہ اس سے حلوہ خریدا جا سکے۔ تو آپ نے اس بچت

Marfat.com

کو لے کر بیت المال میں داخل کر دیا۔ اور فرمایا کہ یہ ہماری ضرورت سے زائد ہے۔ اور اپنے وظیفے میں سے اتنا کم کر دیا جتنا کہ بیوی نے روزانہ خرچ میں کمی کی تھی۔ اور زائد مقدار کو بیت المال میں بھیج دیا۔ بخدا یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غایت درجہ کا تقویٰ ہے جس سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان مقام سُخ میں آپ کی زوجہ حبیبہ بنت خزرجیہ کے پاس تھا۔ آپ نے بیعتِ خلافت کے بعد چھ مہینے وہاں قیام رکھا۔ آپ وہاں سے مدینہ میں پیدل آتے اور کبھی گھوڑے پر سوار ہوتے اور تہ بند اور پھٹی پرانی چادر اوڑھتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ آپ تاجر تھے۔ ہر روز خرید و فروخت کے لیے بازار جاتے۔ آپ کے پاس بکریوں کا گلہ تھا۔ جسے بعض اوقات آپ خود چراتے اور بعض اوقات کوئی چراتا۔ آپ اپنے قبیلہ کی بکریوں کا دودھ دوہا کرتے تھے۔ جب آپ کو خلافت ملی تو قبیلے کی ایک لڑکی نے کہا "اب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری بکریوں کا دودھ نہیں دوہیں گے" آپ نے یہ سنا تو فرمایا: مجھے اپنی زندگی کی قسم! میں اب بھی تمہاری بکریوں کا دودھ ضرور دوہا کروں گا۔ مجھے اُمید ہے کہ خلافت سے میری خلق سابق میں کچھ تغیر پیدا نہ ہوگا، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کی بکریوں کا دودھ دوہا کرتے تھے۔

تقریباً چھ ماہ بعد آپ نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی اور فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہے کہ میں کپڑے کی تجارت کیا کرتا تھا جس سے میرے اہل و عیال کا گزارہ ہوتا تھا۔ اب امور مسلمین میرے متعلق ہو گئے ہیں۔ لہٰذا میں تجارت کے ساتھ امور خلافت سرانجام نہیں دے سکتا۔ ان کے لیے فراغت اور توجہ درکار ہے۔ اس لیے ابوبکر کے اہل و عیال اور تابعین بیت المال میں سے وظیفہ لیں گے؟ اس کے بعد آپ نے تجارت چھوڑ دی اور بیت المال سے وظیفہ لینے لگے جو آپ اور آپ کے اہل و عیال اور حج و عمرہ کے لیے کفالت کرتا۔ صحابہ کرام نے آپ کے لیے چھ ہزار درہم سالانہ معین کیے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتباع سنت میں وہ مقام حاصل ہوا کہ کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ آپ کے کمال اتباع سنت کے شوق کا اندازہ اس گفتگو سے کیا جا سکتا ہے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی صاحبزادی اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان ہوئی۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔ تم نے پیغمبر ﷺ کو کتنے کپڑوں میں دفن کیا؟

اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا :۔ تین سفید کپڑوں میں، جن میں نہ قمیض تھی نہ عمامہ تھا۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔ رسول اللہ ﷺ نے کس دن وفات پائی؟

اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوشنبہ کے دن۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج کون سا دن ہے

اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوشنبہ

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے توقع ہے کہ میری موت اس وقت اور رات کے درمیان ہوگی۔ یعنی عین حضور ﷺ کے وصال کے وقت ہوگی۔ مجھے ان دونوں کپڑوں میں کفنا دینا۔

اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ کپڑا تو پرانا ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ، مردے کی نسبت نئے کپڑے کا زیادہ حقدار ہے۔

جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو صحابہ کرام عیادت کے لیے تشریف لائے اور عرض کرنے لگے کہ ہم کسی طبیب کو بلاتے ہیں جو آپ کو دیکھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ طبیب نے تو مجھے دیکھ لیا ہے۔ انہوں نے پوچھا، پھر اس نے کیا کہا ہے؟ فرمایا کہ اس نے یوں

Marfat.com

کہا ہے:

''میں کرنے والا ہوں جو چاہتا ہوں''

آپ نے دوشنبہ مغرب وعشاء کے درمیان ۲۲ جمادالاخر 13 ھ ہجری میں 63 سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی تو بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا کہ ہم آپ کو شہداء میں دفن کریں گے۔ اور بقیع میں لے جائیں گے۔ میں نے کہا کہ اپنے حجرہ میں اپنے حبیب ﷺ کے پاس ہی دفن کروں گی۔ ہم اسی اختلاف میں تھے کہ نیند کا مجھ پر غلبہ ہوا۔ میں نے سنا کہ کوئی شخص کہہ رہا تھا۔

''دوست کو دوست کے پاس پہنچادو''

میں بیدار ہوگئی تو معلوم ہوا کہ سب لوگوں نے اس آواز کو سن لیا یہاں تک کہ مسجد میں بھی لوگوں نے سن لیا۔ (کتاب صفوۃ الخلفاء از امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

شواہد النبوۃ میں منقول ہے کہ:

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ ان کے تابوت کو حجرہ رسول اللہ ﷺ کے قریب لے جائیں اور عرض کریں، السلام علیک یارسول اللہ، اے خدا کے رسول (ﷺ)! یہ ابوبکر ہے آپ کے آستانہ پر آیا ہے اگر یہ بات دربارِ رسالت میں مقبول ہوگئی تو دروازہ کھل جائے گا پھر مجھے وہیں رکھنا اور اگر دروازہ نہ کھلا تو بقیع میں لے جانا۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق عمل کیا۔ ابھی یہ بات ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ دروازہ کھل گیا اور ہمارے کانوں میں یہ آواز آئی کہ:

''حبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو حبیب (ﷺ) کے پاس لے آؤ''

تاریخ کامل ابن کثیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

Marfat.com

وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ جب سے ہم مسلمانوں کے امور کے متکفل ہوئے ہیں۔ ہم نے ان کا درہم و دینار نہیں لیا۔ ہاں ان کا نیم کوفتہ کھانا کھایا ہے اور موٹے کپڑے پہنے ہیں۔ اب ہمارے پاس مسلمانوں کے مال میں سے سوائے اس غلام، اس اونٹ اور اس چادر کے کچھ نہیں ہے۔ جب مر جاؤں تو ان تمام کو حضرت عمر کے پاس بھیج دینا۔ جب آپ نے وفات پائی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت پر عمل کیا اور دوران خلافت بیت المال سے وصول شدہ وظیفہ کی رقم آپ کے اثاثہ جات کو بیچ کر بیت المال میں جمع کروا دی۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سب کچھ دیکھا تو آپ کے آنسو نکل آئے، حتیٰ کہ زمین پر ٹپک پڑے اور آپ بار بار فرماتے تھے:

"خدا ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر رحم کرے۔ انہوں
نے بیشک اپنے جانشینوں کو مشقت میں ڈال دیا ہے"۔

ارشادات عالیہ

آخر میں تبرکات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کا مختصر بیان ضروری ہے تفصیل کے لیے آپ کی سیرت پاک پر علیحدہ کتب موجود ہیں جن کے مطالعہ سے قلب و روح کو تسکین حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

چار چیزوں کی تکمیل کے لیے چار چیزیں ضروری ہیں۔

1۔ نماز کی تکمیل ۔۔۔۔۔ سجدہ سہو سے

2۔ روزہ کی تکمیل ۔۔۔۔۔ صدقہ فطر سے

3۔ حج کی تکمیل ۔۔۔۔۔ فدیہ سے

4۔ ایمان کی تکمیل ۔۔۔۔۔ جہاد فی سبیل اللہ سے

Marfat.com

آپ نے فرمایا، تین چیزوں سے تین چیزیں حاصل نہیں ہوسکتیں۔

1۔ آرزو کرنے سے مالداری

2۔ خضاب لگانے سے جوانی

3۔ دوا استعمال کر لینے سے تندرستی

آپ نے فرمایا:

جو آدمی بغیر توشہ (یعنی نیک اعمال) کے قبر میں چلا گیا اس کی مثال ایسی ہے کہ دریا کا سفر بغیر کشتی کے کیا جائے۔ (ظاہر ہے کہ کشتی کے بغیر پانی میں جانے والا ڈوب مرے گا)۔

فرمایا کہ پانچ تاریکیاں ہیں اور ان کو دور کرنے کے لیے پانچ روشن چراغ ہیں:

1۔ دنیا کی محبت تاریکی ہے اس سے نجات کے لیے پرہیزگاری کا چراغ روشن ہونا چاہیے۔

2۔ قبر کی تاریک گہرائی ہے اسے روشن کرنے کے لیے کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا چراغ چاہیے۔

3۔ آپ کی زندگی تاریکی ہے اگر نیک اعمال کا چراغ نہ ہو۔

4۔ پل صراط تاریکی ہے اگر یقین کا چراغ نہ ہو۔

5۔ گناہ تاریکی ہے اور توبہ اس کا چراغ ہے اسی روشنی سے یہ تاریکی دور ہوگی۔

آپ نے فرمایا: عبادت کرنے والے تین قسم کے ہیں۔ جو ڈر کر عبادت کرتے ہیں۔ ان کی شناخت یہ ہے کہ:

1۔ اپنے آپ کو ذلیل وحقیر جانتے ہیں۔

2۔ اپنی نیکیوں کو کم جانتے ہیں۔

3۔ اپنے گناہوں کو زیادہ جانتے ہیں۔

جو جنت کی اُمید پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں ان کی شناخت یہ ہے کہ:

Marfat.com

1۔ دنیا کے مال میں سے بہت زیادہ سخاوت کرتے ہیں۔

2۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سب سے زیادہ رجوع کرنے والے ہوتے ہیں۔

3۔ اچھے کاموں میں قوم کے پیشوا ہوتے ہیں۔

جو محبت کے سبب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، ان کی شناخت یہ ہے کہ:

1۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنی پیاری سے پیاری چیز خدا کے نام پر بلا توقف دے دیتے ہیں۔

2۔ رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیے اپنی خواہشات کے خلاف عمل کرتے ہیں۔

3۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کے پابند ہوتے ہیں۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے خطبہ دیا۔ جس میں خدا کی حمد وثناء کے بعد فرمایا:

''میں تمہارا حاکم بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر سیدھے راستے پر چلوں (اچھا کام کروں) تو میری مدد کرو اور اگر غلطی کروں تو میری اصلاح کرو۔ صدق امانت ہے اور کذب خیانت ہے۔ تم میں سے جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا حق دلوا دوں، انشاء اللہ، اور تم میں سے جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ اس سے دوسروں کا حق لے لوں، انشاء اللہ، جو قوم جہاد فی سبیل اللہ ترک کر دیتی ہے وہ ذلیل کر دی جاتی ہے اور جس قوم میں بے حیائی کا رواج ہو جاتا ہے اس پر عام طور پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت فرض نہیں ہے۔''۔ (سیرت ابنِ ہشام)

یوسف بن محمد کا بیان ہے کہ مجھے خبر پہنچی کہ حضرت ابوبکر نے مرض موت میں وصیت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا لکھئے:

Marfat.com

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ وہ ہے جس کی وصیت ابو قحافہ کے بیٹے ابوبکر نے دنیا سے جاتے اور آخرت میں داخل ہوتے ہوئے ایسے وقت میں کی جبکہ کاذب سچ بولتا ہے اور خائن امانت ادا کرتا ہے اور کافر ایمان کی آرزو کرتا ہے۔ میں نے اپنے بعد عمر بن خطاب کو خلیفہ بنایا ہے۔ اگر وہ عدل کرے تو یہ میرا اس کی نسبت گمان اور توقع ہے اور اگر وہ جور و ستم کرے تو میں غیب دان نہیں اور ہر شخص کے لیے سزا ہے اس گناہ کی جو اس نے کیا۔ اور ظلم کرنے والے عنقریب معلوم کریں گے کہ کروٹ اُٹھتے ہیں''۔

آپ نے ایک پرندے کو درخت پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔ اے پرندے! خوش رہو اللہ کی قسم میں تیری مانند ہوتا کہ تو درخت پر بیٹھا ہے۔ پھل کھاتا ہے پھر اڑ جاتا ہے اور تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں ہے۔ خدا کی قسم کاش میں بجائے انسان ہوتے کے ایک درخت ہوتا اور کوئی اونٹ میرے پاس سے گزرتا اور مجھے پکڑ کر اپنے منہ میں ٹھونس لیتا اور پھر چبا کر نگل جاتا۔ بعد ازاں مینگنیوں کی شکل میں نکال دیتا۔

جب لوگ آپ کی تعریف کرتے تو آپ یوں کہتے ''اے اللہ! تو میرا حال میری نسبت بہتر جانتا ہے اور میں اپنا حال ان کی نسبت بہتر جانتا ہوں۔ خدایا تو مجھے بہتر بنا دے۔ اس سے جو وہ گمان کرتے ہیں اور میرے وہ گناہ بخش دے جو ان کو معلوم نہیں اور جو وہ کہتے ہیں اس پر مجھے گرفت نہ کر''۔

جب کبھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی مشتبہ کھانا تناول فرما لیتے اور آپ کو اس کا علم ہو جاتا تو آپ قے کر کے پیٹ سے نکال دیتے اور یوں دعا کرتے ''اے اللہ! جو کچھ رگوں نے پی لیا ہے اور انتڑیوں کے ساتھ مل گیا ہے تو اس پر مجھے مواخذہ نہ کرنا''۔

آپ نے فرمایا کہ جب کسی بندے کو دنیا کی کسی زینت پر ناز آ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو دشمن رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ اس زینت کو چھوڑ دے۔

فرمایا: اے لوگو! خدا سے حیاء کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری

Marfat.com

جان ہے۔ جب میں قضائے حاجت کے لیے جنگل میں جاتا ہوں تو خدا سے شرم کے مارے اپنا منہ ڈھانپ لیتا ہوں۔

امام نسائی نے اسلم (غلام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ اپنی زبان کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اسی نے مجھے ہلاکت کے اندیشوں میں ڈال دیا ہے۔

آپ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن اپنے ہمسایہ سے جھگڑ رہے تھے۔ آپ ان کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ اپنے ہمسایہ سے مت جھگڑ کیونکہ نیکی رہ جائے گی اور لوگ چلے جائیں گے۔

جب آپ کی اونٹنی کی مہار گر پڑتی تو اسے بٹھا کر خود اٹھا لیتے۔ حاضرین عرض کرتے کہ آپ نے ہمیں کیوں نہیں حکم دیا؟ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا۔

آپ جب کسی شخص کی تلقین کرتے تو فرماتے کہ صبر کے ساتھ کوئی مصیبت نہیں اور بے صبری سے کوئی فائدہ نہیں۔ موت اپنے مابعد سے آسان اور قبل سے سخت ہے۔

جب آپ نے حضرت خالد بن ولید کو مرتدین کی طرف جہاد کرنے کی غرض سے بھیجا تو فرمایا کہ موت کا حریص بن جا، تجھے حیات عطا ہوگی۔

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ملی کہ فارس نے پرویز کی لڑکی کو اپنا حکمران بنالیا ہے تو فرمایا کہ وہ قوم ذلیل ہوگئی جس نے اپنی حکومت کسی عورت کے ہاتھ میں دے دی۔

آپ نے فرمایا:

1۔ کہ تجھ پر خدا کی طرف سے جاسوس ہیں۔ (یعنی کراماً کاتبین اور دیگر فرشتے وغیرہ)۔

2۔ لوگوں میں خدا کا سب سے زیادہ فرمانبردار بندہ وہ ہے جو گناہ کا سب سے زیادہ دشمن ہے۔

Marfat.com

3۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ میرے نزدیک اپنے خویش واقرباء کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت سے محبت وسلوک رکھنا زیادہ پسندیدہ ہے۔

4۔ اس قول میں کوئی خوبی نہیں جس سے اللہ کی رضا مطلوب نہ ہو اور اس مال میں کوئی خوبی نہیں جو راہ خدا میں خرچ نہ کیا جائے اور اس شخص میں کوئی خوبی نہیں جس کی جہالت اسکے علم پر غالب ہو اور اس شخص میں کوئی خوبی نہیں جو نیک اعمال میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرتا ہو۔

5۔ ادراک کے حاصل کرنے سے عاجز آنا ادراک ہے۔

6۔ اللہ تعالیٰ تیرے باطن کا حال دیکھ رہا ہے جیسا کہ ظاہر کا حال دیکھ رہا ہے۔

7۔ اللہ رحم کرے اس مرد پر جس نے اپنی جان سے اپنے بھائی کی مدد کی۔

8۔ جب تجھ سے کوئی نیکی فوت ہو جائے تو اس کا تدارک کر اور اگر کوئی بدی تجھے آگھیرے تو اس سے بچ جا۔

9۔ ہم ایک حرام میں پڑنے کے خوف سے ستر حلال کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔

10۔ آیت (" ظھر الفساد فی البر و البحر "یعنی ظاہر ہو گیا فساد جنگل اور سمندر میں) کی تاویل میں آپ کا قول ہے کہ جنگل سے مراد زبان اور سمندر سے مراد قلب ہے۔ جب زبان خراب ہو جاتی ہے تو انسان روتے ہیں جب دل خراب ہو جاتا ہے تو اس پر فرشتے روتے ہیں۔

11۔ شہوت کے سبب سے بادشاہ غلام بن جاتے ہیں اور صبر سے غلام بادشاہ بن جاتے ہیں۔ حضرت یوسف وزلیخا کے قصے پر غور کرو۔

12۔ جس شخص نے گناہوں کو ترک کیا۔ اس کا دل نرم ہو گیا اور جس نے حرام کو ترک کیا اس کا فکر واندیشہ صاف ہو گیا۔

13۔ سب سے کامل عقل اللہ کی خوشنودی کا حصول ہے۔

Marfat.com

14۔ عاقل کے لیے کوئی مسافرت نہیں اور جاہل کے لیے کوئی وطن نہیں۔

15۔ تین چیزیں جس شخص میں ہوں گی۔اُس کو نقصان دیں گی۔(ا) نافرمانی (ب) عہد شکنی (ج) مکروفریب۔

16۔ جس شخص میں یہ چار خصلتیں ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہے۔ (ا) توبہ کرنے سے خوش ہونے والا (ب) گنہگار کے لیے مغفرت طلب کرنے والا (ج) مصیبت زدہ کے لیے دعا کرنے والا (د) احسان کرنے والے کی مدد کرنے والا۔

17۔ ابلیس تیرے آگے کھڑا ہے اور نفس تیرے دائیں طرف اور خواہش نفسانی بائیں طرف اور دنیا تیرے پیچھے اور اعضا تیرے گرد اور اللہ جل جلالہ تیرے اوپر۔ ابلیس تو تجھے ترک دین کی طرف بلا رہا ہے۔اور نفس معصیت کی طرف، خواہش نفسانی شہوتوں کی طرف، دنیا آخرت کو چھوڑ کر اسے اختیار کرنے کی طرف۔اور اعضاء گناہوں کی طرف اور اللہ تعالیٰ جنت و مغفرت کی طرف بلا رہا ہے۔پس جس نے ابلیس کی سنی اس کا دین جاتا رہا۔جس نے نفس کی سنی اس کی روح جاتی رہی، جس نے ہوائے نفس کی سنی اس کی عقل جاتی رہی۔جس نے دنیا کی سنی اس سے آخرت جاتی رہی، جس نے اعضاء کی سنی اس سے بہشت جاتا رہا۔جس نے اللہ کی سنی اس سے تمام برائی جاتی رہی اور اس نے تمام نیکی کو حاصل کر لیا۔

18۔ بخیل کا مال سات حالتوں میں سے ایک سے خالی نہیں ہوتا۔وہ مر جائے گا اور اس کا وارث ایسا شخص ہوگا جو اس کے مال کو فضول خرچی سے اڑا دے گا اور طاقت خدا کے سوا کسی اور کام میں خرچ کرے گا۔یا کوئی شہوت نفسانی اس میں پیدا ہو جائے گی۔جس سے وہ اپنے مال کو ضائع کر دے گا۔یا اسے گھر یا عمارت کے بنانے کا خیال آ جائے گا اور اس کا مال صرف ہو جائے گا۔یا اس مال کو حوادث دنیا میں سے کوئی حادثہ پیش آ جائے گا جیسا کہ جل جانا یا غرق ہو جانا یا چوری ہو جانا اس طرح کو کوئی اور حادثہ پیش آ جانا۔یا اس کو کوئی مرض دائمی عارض ہو جائے گا، جس کے سبب سے وہ اپنے مال کو داؤں میں خرچ کر دے گا، یا وہ اپنے مال کو کسی جگہ دفن

Marfat.com

کر کے بھول جائے گا۔ اور نہ پائے گا۔

19۔ آٹھ چیزیں، آٹھ چیزوں کی زینت ہیں۔ پرہیزگاری زینت ہے فقر کی، شکر زینت ہے دولتمندی کی، صبر زینت ہے بلا کی، تواضع زینت ہے شرف و بزرگی کی، حلم زینت ہے عالم کی، فروتنی و عاجزی زینت ہے طالب علم کی، احسان نہ جتانا زینت ہے احسان کی اور خشوع زینت ہے نماز کی۔

20۔ امام مالک نے موطا میں بروایت یحییٰ بن سعید نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کی طرف فوجیں بھیجیں تو آپ نے یزید بن ابی اسفیان کو فرمایا: میں تم کو دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں (1) کسی لڑکے کو قتل نہ کرنا (2) کسی عورت کو قتل نہ کرنا (3) کسی بوڑھے کو قتل نہ کرنا (4) کسی پھل والے درخت کو نہ کاٹنا (5) کسی بکری یا گائے بیل کے پاؤں نہ کاٹنا مگر بغرض خوراک ذبح کر لینا (6) کسی بستی کو نہ جلانا (7) کسی بستی کو ویران نہ کرنا (8) ہراساں نہ ہونا (9) بزدلی نہ کرنا (10) مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"میں مدینہ طیبہ میں بوڑھوں محتاجوں اور مسکینوں کی امداد کے خیال سے جاتا تھا تو ان کی سب حاجات کا انتظام موجود پاتا تھا۔ مجھ کو یہ معلوم کرنے کی خواہش ہوئی کہ وہ کون ہے جو ان لوگوں کے تمام کام پہلے ہی کر جاتا ہے۔ تلاش و جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اللہ رب العالمین جل شانہ، ہمیں خلیفہء رسول حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاداتِ عالیہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آفتابِ رسالت سے جو نور حاصل کیا اس سے تمام عالم منور ہو گیا، اس کی ضیاء سے ہزاروں شمعیں روشن ہوئیں اور ان کی روشنی اقصائے عالم میں پھیل گئی۔ آپ کے فیضان صحبت سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ممتاز

Marfat.com

صحابی کا سینہ پاک اس نسبت لطیف کا حامل ہوا۔ سالہا سال تک ہر طرف علم وعرفان کی بارش ہوتی رہی۔ رحمت کی گھٹائیں جھوم جھوم کر اٹھتی رہیں اور تشنگان معرفت الٰہی کو سیراب کرتی رہیں۔ شام، عراق، فارس، اور ماوراالنہر، بلخ، بخارا، تاشقند، سمرقند اور وسط ایشیاء کے علاقوں میں یہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ، اور حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ، سے ہوتی ہوئی آٹھویں صدی ہجری میں یہ نسبت عالیہ امام الطریقت والشریعت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچ گئی۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ کا یہ عالم تھا کہ جس شخص پر نگاہ پڑتی اس کی لوح دل پر نقش ''اللہ'' ثبت ہو جاتا اور ہر بُن مُو سے ذکر حق جاری ہو جاتا۔ یہیں سے اس نسبت لطیف کو نسبت نقشبندیہ کا حرف عام مل گیا۔

☆......☆......☆

Marfat.com

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیدائش: 404ء۔164ء قبل عام الفیل بمقام: اصفہان (ایران)

وصال: 10 رجب 33ہجری مزار اقدس: مدائن (عراق)

......☆☆☆......

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ہوتا ہے۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ کا تعلق ایک مجوسی خاندان سے تھا۔ آپ نے مجوسی مذہب سے بیزار ہو کر پہلے تو یہودی مذہب اختیار کیا اور بعد میں عیسائیت قبول کر لی۔ ایک عیسائی راہب نے مرتے وقت آپ کو نبی آخر الزماں ﷺ کی بشارت دی کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں سکونت پذیر ہوں گے اور ساتھ ہی اس نے چند نشانیاں بھی دیں۔ چنانچہ آپ مدینہ منورہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ راستہ میں ایک شخص نے آپ کو غلام بنالیا اور مدینہ شریف کے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ہجرت کے بعد جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے تمام نشانیاں درست پائیں لہٰذا حاضر خدمت ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ نبی ﷺ نے آپ کے یہودی آقا کو قیمت ادا کر کے آپ کو آزاد کرا لیا اور اس کے بعد آپ اصحاب صفہ میں شامل ہو کر ہمیشہ حضور رحمتِ عالم ﷺ کے پاس رہے۔ آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بزا رتبہ حاصل کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ خندق اور غزوات مابعد میں بھی شامل ہوئے۔ غزوۂ احزاب میں جب خندق کھودنے لگے تو حضور نبی کریم ﷺ نے خندق مسلمانوں میں تقسیم فرما دی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مہاجرین وانصار میں اختلاف پیدا ہوا ہر ایک فریق کا دعویٰ تھا کہ سلمان ہم میں سے ہیں۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سلمان منا اهل البیت" (سلمان میرے اہل بیت میں سے ہے)۔

آقائے نامدار ﷺ کا ارشاد ہے کہ سابقین چار ہیں۔ 1۔ سابقِ عرب میں ہوں

Marfat.com

2۔صہیب سابقِ روم ہیں۔3۔سلمان سابقِ فُرس ہیں۔4۔بلال سابقِ حبشہ ہیں۔

آپ ان تین صحابیوں میں سے ہیں جن کا بہشت مشتاق ہے۔آپ ان چار صحابہ میں سے ہیں جن کو خدا دوست رکھتا ہے اور اپنے حبیب پاک کو ان کی دوستی کا ارشاد فرماتا ہے۔ آپ ان چار بزرگوں میں سے ہیں جن کی نسبت حضرت معاذ بن جبل نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی کہ اُن کے پاس علم تلاش کرنا۔

آپ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدائن کا گورنر بنا دیا تھا اور پانچ ہزار درہم سالانہ آپ کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔جب آپ کو وظیفہ ملتا تو آپ اسے راہ خدا میں خرچ کر دیتے اور بوریا بافی سے اپنا گزارا کرتے۔آپکا کوئی گھر نہ تھا۔دیواروں اور درختوں کے سایہ میں رہا کرتے۔ایک شخص نے عرض کیا کہ میں آپ کی سکونت کے لیے گھر بنا دیتا ہوں۔فرمایا: مجھے گھر کی ضرورت نہیں۔اس نے اصرار کیا اور کہا کہ جس قسم کا گھر آپ کی طبیعت کے موافق ہے وہ مجھے معلوم ہے۔فرمایا کہ بیان کرو۔اس نے عرض کیا کہ میں آپ کے لیے ایسا گھر بنا دیتا ہوں کہ جب آپ اس میں کھڑے ہوں تو سر مبارک اس کی چھت سے لگے اور جب پاؤں پھیلائیں تو پاؤں کی انگلیاں دیوار سے جا لگیں، فرمایا: درست ہے، چنانچہ اس نے ایسا ہی گھر تیار کر دیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک دھاری دار کملی تھی۔جس کا کچھ حصہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوڑھ لیتے اور کچھ نیچے بچھا لیتے۔

گورنری کی حالت میں بھی یہی کملی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہتی۔بعض ناواقف لوگ آپ کی ظاہری حالت دیکھ کر آپ سے بطور مزدور اپنا اسباب اٹھواتے۔جب راستے میں ان کو معلوم ہو جاتا کہ یہ امیر شہر ہیں تو عذر کرتے کہ ہم خود اٹھا لیتے ہیں مگر آپ فرماتے کہ حسبِ وعدہ منزل تک پہنچا کر ہی آؤں گا۔

جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی زوجہ سے کہا، کچھ کستوری جو تمہارے پاس ہے اسے پانی میں گھول کر میرے سر کے گرد چھڑک دو، کیونکہ اب ایک قوم آنے

Marfat.com

والی ہے جو نہ انسان ہیں نہ جن، آپ کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں کہ میں آپ کا ارشاد بجالائی اور گھر سے باہر نکلی تو آواز آئی "السلام علیک یاولی اللہ، السلام علیک یاصاحب رسول اللہ" جب میں اندر گئی تو کیا دیکھا کہ آپ کی روح پرواز کر چکی ہے اور آپ اس طرح لیٹے ہوئے ہیں، جیسا کہ سو رہے ہیں۔ آپ کی عمر وصال مبارک کے وقت اڑھائی سو سال تھی۔

ارشادات عالیہ

1۔ مومن کا حال دنیا میں مثل اس بیمار کے ہے جس کے ساتھ اس کا طبیب ہو جو اس کی بیماری اور دوا کو جانتا ہے۔ جب مریض کسی مضر چیز کو چاہتا ہے تو اسے منع کر دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ اگر تم اسے کھاؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ اسی طرح مومن بہت سی چیزوں کو چاہتا ہے۔ پس اللہ عزوجل اس کو ان سے روک دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے اور بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔

2۔ تعجب ہے طالب دنیا پر جس کو موت طلب کر رہی ہے اور تعجب ہے اس غافل پر جس کو فراموش نہیں کیا گیا اور تعجب ہے اس ہنسنے والے پر جو یہ نہیں جانتا کہ اس کا پروردگار اس سے راضی ہے یا ناخوش۔

3۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے یہ عہد لیا تھا کہ تمہارا روزینہ مثل توشہ سوار کے ہونا چاہیے۔

4۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنی خادمہ کو کسی کام سے بھیجتے تو آٹا خود ہی گوندھ لیتے اور فرماتے کہ ہم اس سے دو کام نہیں لیتے۔

5۔ آپ فوریا بافی (یا زنبیل بافی) کرتے اور فرماتے کہ میں ایک درہم کے برگ خرما خریدتا ہوں اور اس سے بوریا زنبیل تیار کر کے تین درہموں پر بیچ دیتا ہوں۔ ان میں سے ایک درہم خیرات کر دیتا ہوں۔ اس سے بوریا زنبیل تیار کر کے تین درہموں میں بیچ دیتا ہوں۔ ان

Marfat.com

میں سے ایک درہم خیرات کر دیتا ہوں، ایک درہم برگ خرما خریدنے کے لیے پس انداز کر لیتا ہوں اور ایک درہم اپنے عیال پر خرچ کر دیتا ہوں۔

6۔ گورنری کی حالت میں ایک جماعت آپ کے پاس آئی اور آپ بوریا بانی کر رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ یہ کام کیوں کر رہے ہیں جبکہ آپ گورنر ہیں اور آپ کا وظیفہ بھی مقرر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاؤں۔

7۔ سعید بن میتب سے روایت ہے کہ حضرت سلمان نے حضرت عبداللہ بن سلام سے کہا: پیارے بھائی ہم میں سے جو پہلے وفات پائے، وہ دوسرے کو خواب میں دکھائی دے۔

حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا، کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں؛

''مومن بندے کی روح آزاد ہوتی ہے، زمین میں جہاں چاہتی ہے چلی جاتی ہے اور کافر کی روح قید خانے میں ہوتی ہے''۔

پس حضرت سلمان نے پہلے وصال اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں دوپہر کے وقت قیلولہ کر رہا تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت سلمان تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ، میں نے جواب میں کہا، وعلیک السلام ورحمۃ اللہ، اے ابوعبداللہ! تو نے اپنا مقام کیسا پایا؟ حضرت سلمان نے کہا کہ خوب ہے۔ پھر تین بار فرمایا:

تُو توکل اختیار کر کیونکہ توکل اچھا ہے۔

8۔ بازار میں سب سے پہلے داخل نہ ہو اور نہ سب سے پیچھے نکل، کیونکہ وہ معرکہ شیطان ہے۔ اور وہاں اس کا جھنڈا گڑھا ہوتا ہے۔

9۔ آپ نے حضرت ابوالدرداء سے کہا کہ تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے اور تیرے رب کا تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے اور تیرے اہل کا تجھ پر حق ہے۔ پس ہر ایک حق دار کو اس کا حق عطا کر۔ پھر وہ دونوں پیغمبر ﷺ کے پاس آئے اور حضور سے اس بات کا ذکر کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''سلمان نے سچ کہا ہے''۔ (جامع ترمذی)

Marfat.com

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت: 36ھ ہجری — بمقام: مدینہ منورہ

وصال: 108ھ ہجری — مزار اقدس: مدینہ منورہ

☆☆

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں یزدجرد شاہ فارس کی تین لڑکیاں مال غنیمت میں آئیں۔ان کی قیمت ٹھہرائی گئی۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تینوں کو خرید لیا۔ان میں سے ایک اپنے صاحبزادے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی جس سے امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔دوسری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی جس سے حضرت سالم پیدا ہوئے اور تیسری حضرت محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی جس سے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔پس حضرات زین العابدین، سالم اور قاسم ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی ہیں۔حضرت قاسم اپنے والد ماجد کے قتل ہونے کے بعد اپنی پھوپھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں بطور یتیم پرورش پاتے رہے۔آپ کا انتساب علم باطن میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

حضرت قاسم تابعین اور فقہائے سبعہ میں سے ہیں۔امام، عالم، فقیہہ، پرہیزگار اور حافظ الحدیث تھے، یحییٰ بن سعید انصاری کا قول ہے کہ ہم نے مدینہ منورہ میں کسی کو ایسا نہیں پایا کہ اسے قاسم پر فضیلت دیں۔ایوب سختیانی کا بیان ہے کہ میں نے کسی کو قاسم سے افضل نہیں دیکھا، بقول امام بخاری آپ افضل اہل زمانہ تھے۔ابوالزناد کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو قاسم سے بڑھ کر سنت کا عالم نہیں پایا اور نہ کسی فقیہہ کو آپ سے بڑھ کر عالم دیکھا۔ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ ایک بدوی نے مسجد میں ان سے سوال کیا کہ آپ بڑے عالم ہیں یا سالم بن عبداللہ؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سوال کے جواب میں خاموشی اختیار فرمائی۔اس نے دوبارہ سوال کیا تو

Marfat.com

آپ نے صرف سبحان اللہ کہہ دیا۔ پھر جب اس نے تیسری مرتبہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ، سالم سے دریافت کرلو حقیقت یہ ہے کہ آپ خود یہ نہیں کہنا چاہتے تھے کہ میں بڑا عالم ہوں اور نہ ہی یہ کہنا چاہتے تھے کہ سالم بڑا عالم ہے، اس طرح یہ جھوٹ ہو جاتا کیونکہ آپ کا درجہ میدان علم میں سالم سے زیادہ تھا۔

آپ ہر روز صبح کے وقت مسجد نبوی تشریف لاتے اور کبھی ناغہ نہ کرتے۔ دو رکعت نماز پڑھتے اور پھر یہ روضۂ رسول ﷺ اور منبر کے درمیان اپنی مسندِ علم پر براجمان ہو جاتے، ہر جانب سے آنے والے طلبہ کا یہاں ہجوم رہتا اور وہ اس صاف و شفاف میٹھے چشمے سے اپنی پیاس بجھاتے، تھوڑے ہی دنوں کے بعد آپ اور آپ کے خالہ زاد بھائی عبداللہ بن عمر مدینہ کے قابلِ اعتماد امام مشہور ہوئے اور انہوں نے لوگوں کے دلوں پر حکومت کی۔

جن مسائل کا آپ کو علم ہوتا آپ جواب دیتے اور جن کا علم نہ ہوتا، ان کے متعلق برملا فرماتے کہ مجھے اس مسئلے کا کوئی علم نہیں۔ اس پر لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم جو مسائل تم پوچھ رہے ہو وہ سب کے سب ہم نہیں جانتے اگر جانتے ہوتے تو وہ آپ لوگوں سے چھپا کر نہ رکھتے اور نہ ہی دینی مسائل کو چھپانا ہمارے لیے جائز ہے۔ میرے نزدیک جاہل کہلانا اس سے کہیں بہتر ہے کہ نہ جانتے ہوئے بھی لوگوں کو غلط مسائل بتا دیے جائیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے تھے: ”کہ اگر امر خلافت میرے اختیار میں ہوتا تو میں خلافت حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیتا“۔

جب وقت وفات قریب آیا تو کفن کے متعلق وصیت کی کہ میں جن کپڑوں میں نماز پڑھتا ہوں، اسی میں کفنایا جاؤں، اس میں قمیض، ازار اور چادر وغیرہ کفن کے تمام کپڑے تھے۔ آپ کے صاحبزادے نے عرض کیا کہ کیا آپ اور دو نئے کپڑے پسند نہیں کرتے تو فرمایا: ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تین کپڑوں میں کفنائے گئے تھے۔ اور یہ کہ مُردوں کے مقابلے میں زندوں کو نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہے۔ نیز فرمایا کہ میری قبر پر میری تعریف نہ کرنا۔

Marfat.com

اس وصیت کے بعد آپ اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دورانِ سفرِ حج ''قدید'' کے مقام پر وصال فرمایا اور ''مشلل'' کے مقام پر دفن کیے گئے۔ قدید اور مشلل کے درمیان تقریباً تین میل کا فاصلہ ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال باختلافِ روایت 106ھ، 107ھ یا 108ھ میں ہوا۔ محمد بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات 108ھ میں ہوئی، جب کہ وہ ستر یا بہتر برس کے تھے، اور اُن کی نگاہ جا چکی تھی۔ ابن سعد نے بھی طبقات میں 108ھ لکھا ہے۔ جبکہ بقول ابن معین و ابن المدینی 24 جماد الاولیٰ 106ھ ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیدائش: 70ھ، 499ء بمقام: مدینہ منورہ

وصال: 15 رجب المرجب 138ھ مزار اقدس: مدینہ منورہ

......☆-=-☆......

آپ کا نام نامی جعفر صادق اور کنیت ابو محمد ہے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیم اپنے نانا جان حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کی جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نسبت اپنے والد اور جد امجد جناب امام زین العابدین سے حاصل کی۔ چنانچہ مکتوبات شریف میں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آپ کی یہ اولعزم شان تھی کہ آپ نے نسبتِ عالیہ نقشبندیہ اور نسبتِ عالیہ جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ دونوں کو احسن طریقے سے سنبھالا ہوا تھا اور جو کسی نسب کی خواہش کرتا آپ اس کو اسی نسبت میں بیعت فرماتے۔ آپ کی شان کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی اولعزم ہستیاں آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ آپ سادات اہل بیت میں سے تھے۔ آپ کی امامت و سیادت پر سب کا اتفاق ہے۔ آپ زہد و تقویٰ میں کامل تھے آپ پہلے مدینہ منورہ میں لوگوں کو اپنے فیوض و برکات سے مستفیض فرماتے رہے بعد میں عراق تشریف لے گئے اور وہاں مدت تک قیام فرمایا''۔

آپ کا درجہ صحابہ کرام کے بعد ہی آتا ہے لیکن اہل بیت میں شامل ہونے کی وجہ سے نہ صرف باب طریقت ہی میں آپ سے ارشادات منقول ہیں بلکہ بہت سی روایتیں بھی مروی ہیں اور انہیں کثیر ارشادات میں سے بعض چیزیں بطور سعادت ہم یہاں بیان کر رہے ہیں۔ جو لوگ آپ کے طریقہ پر عمل پیرا ہیں وہ بارہ اماموں کے مسلک پر گامزن ہیں کیونکہ آپ کا مسلک بارہ اماموں کے طریقت کا قائم مقام ہے اور اگر تنہا آپ ہی کے حالات و مناقب بیان

Marfat.com

کر دیئے جائیں تو بارہ اماموں کے مناقب کا ذکر تصور کیا جائے گا۔ آپ نہ صرف مجموعہ کمالات وپیشوائے طریقت کے شیخ ہیں بلکہ ارباب ذوق اور عاشقان طریقت اور زیدان عالی مقام کے مقتدا بھی ہیں۔ نیز آپ نے اپنی بہت سی تصانیف میں راز ہائے طریقت کو بڑے اچھے پیرائے میں واضح فرمایا ہے اور حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی کثیر مناقب روایت کیے ہیں۔

حضرت خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان کم فہم لوگوں پر حیرت ہوتی ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اہل سنت نعوذ باللہ اہل بیت سے دشمنی رکھتے ہیں کہ صحیح معنوں میں اہل سنت ہی اہل بیت سے محبت رکھنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کے عقائد ہی میں یہ شے داخل ہے کہ رسول خدا پر ایمان لانے کے بعد ان کی اولاد سے محبت کرنا لازم ہے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اہل بیت ہی کی محبت کی وجہ سے حضرت امام شافعی کو رافضی کا خطاب دے کر قید کر دیا گیا، جس کے متعلق امام صاحب خود اپنے ہی ایک شعر میں اشارہ فرماتے ہیں کہ اگر اہل بیت سے محبت کا نام رافض ہے تو پھر پورے عالم کو میرے رافضی ہونے پر گواہ رہنا چاہیے۔

ہر اہل ایمان کے لیے ضروری ہے کہ جس طرح وہ حضور نبی کریم ﷺ کے مراتب سے آگاہی حاصل کرتا ہے اسی طرح خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام اور اہل بیت کے مراتب کو بھی افضل خیال کرے۔

سُنّی کی تعریف: صحیح معنوں میں اُسی کو سنی کہا جاتا ہے جو حضور نبی کریم ﷺ سے رشتہ رکھنے والوں میں سے کسی کی فضلیت کا بھی منکر نہ ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ کسی نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ نبی کریم ﷺ کے متعلقین میں سب سے زیادہ افضل کون ہے؟ فرمایا: کہ بیٹیوں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، بوڑھوں میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر اور جوانوں میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ اور ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

ایک شب خلیفہ منصور نے اپنے مصاحبوں کو حکم دیا کہ امام جعفر صادق کو میرے روبرو پیش کرو تاکہ ان کو قتل کر دوں۔ ایک وزیر نے عرض کیا کہ دنیا کو خیر باد کہہ کر جو شخص عزلت نشین ہو گیا ہو اس کو قتل کرنا قرین مصلحت نہیں۔ لیکن خلیفہ نے غضب ناک ہو کر کہا کہ میرے حکم کی تعمیل تم پر ضروری ہے۔ چنانچہ مجبوراً جب وزیر امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لینے چلا گیا تو منصور نے غلاموں کو ہدایت کر دی کہ جس وقت میں اپنے سر سے تاج اُتاروں تو تم فی الفور امام جعفر صادق کو قتل کر دینا لیکن جب آپ تشریف لائے تو آپ کی عظمت و جلال نے خلیفہ کو اس قدر متاثر کیا کہ وہ بے قرار ہو کر آپ کے استقبال کے لیے کھڑا ہو گیا اور نہ صرف آپ کو صدر مقام پر بٹھایا بلکہ خود بھی مودبانہ آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ کی حاجات اور ضروریات کے متعلق دریافت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ میری سب سے اہم حاجت و ضرورت یہ ہے کہ آئندہ پھر کبھی مجھے دربار میں طلب نہ کیا جائے تاکہ میری عبادت و ریاضت میں خلل واقع نہ ہو۔ چنانچہ منصور نے وعدہ کر کے باعزت اور احترام کے ساتھ آپ کو رخصت کیا لیکن آپ کے دبدبے کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ لرزہ براندام ہو کر مکمل تین شب و روز بے ہوش رہا۔ بعض روایات میں ہے تین نمازوں کے قضا ہونے کی حد تک غشی طاری رہی۔ بہر حال خلیفہ کی یہ حالت دیکھ کر وزیر اور غلام حیران رہ گئے اور جب خلیفہ سے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ جس وقت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے تو ان کے ساتھ اتنا بڑا اژدھا تھا جو اپنے جبڑوں کے درمیان پورے چبوترے کو گھیرے میں لے سکتا تھا اور وہ اپنی زبان میں مجھ سے کہہ رہا تھا کہ اگر تو نے ذرا سی گستاخی بھی کی تو تجھ کو چبوترے سمیت نگل جاؤں گا، چنانچہ اس کی دہشت مجھ پر طاری ہو گئی اور میں نے معافی طلب کر لی۔

ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے حاضر خدمت ہو کر امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ چونکہ اہل بیت میں سے ہیں اسی لیے مجھ کو کوئی نصیحت فرمائیں

Marfat.com

لیکن آپ خاموش رہے اور جب دوبارہ داؤد طائی نے کہا کہ اہل بیت ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فضیلت بخشی ہے اس لحاظ سے نصیحت کرنا آپ کے لیے ضروری ہے تو یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ مجھے یہی تو خوف لگا ہوا ہے کہ قیامت کے دن میرے جدِ اعلیٰ ہاتھ پکڑ کر یہ سوال نہ کرلیں کہ تو نے خود میرا اتباع کیوں نہیں کیا؟ کیونکہ اعمال صالح نسب سے پہلے دیکھے جائیں گے۔ یہ سن کر داؤد طائی کو بہت عبرت ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ جب اہل بیت پر خوف کے غلبہ کا یہ عالم ہے تو میں کس گنتی میں آتا ہوں اور کس چیز پر فخر کرسکتا ہوں۔

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ تارک الدنیا ہوگئے تو حضرت ابوسفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے حاضر خدمت ہو کر فرمایا کہ مخلوق آپ کے تارک الدنیا ہونے سے آپ کے فیوض عالیہ سے محروم ہوگئی ہے تو آپ نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل شعر پڑھے۔

ذھب الوفاذھاب انس الذاھب

والناس بین تخائل و مآرب

(کسی جانے والے انسان کی طرح وفا بھی چلی گئی اور لوگ اپنے خیالات میں غرق رہ گئے)

یھشون بینھم المودۃ والوفا

وقلوبھم محشودۃ بعقارب

(گو بظاہر ایک دوسرے کیساتھ اظہارِ محبت ووفا کرتے ہیں لیکن ان کے قلوب بچھوؤں سے لبریز ہیں)۔

ایک دفعہ آپ کو بیش بہا لباس میں دیکھ کر کسی نے اعتراض کیا کہ اتنا قیمتی لباس اہل بیت کے لیے مناسب نہیں تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر جب اپنی آستین پر پھیرا تو اس کو آپ کا لباس ٹاٹ سے بھی زیادہ کھردرا محسوس ہوا۔ اس وقت آپ نے فرمایا: "ھذا للخلق و ھذا للحق" یعنی مخلوق کی نگاہوں میں تو یہ عمدہ لباس ہے لیکن حق کے لیے کھردرا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ دانش مند کی کیا تعریف

Marfat.com

ہے امام صاحب نے جواب دیا کہ جو بھلائی اور برائی میں امتیاز کر سکے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ امتیاز تو جانور بھی کر لیتے ہیں۔ کیونکہ جو ان کی خدمت کرتا ہے ان کو ایذا نہیں پہنچاتے اور جو تکلیف دیتا ہے اس کو کاٹ کھاتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ پھر آپ کے نزدیک دانشمندی کی کیا علامت ہے؟ جواب دیا کہ جو دو بھلائیوں میں سے بہتر بھلائی کو اختیار کرے اور دو برائیوں میں سے مصلحتاً کم برائی پر عمل کرے۔

کسی نے آپ سے عرض کیا کہ ظاہری و باطنی فضل و کمال کے باوجود آپ میں تکبر پایا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا متکبر تو نہیں ہوں۔ البتہ جب میں نے کبر کو ترک کر دیا تو میرے رب کی کبرائی نے مجھے گھیر لیا۔ اس لیے میں اپنے کبر پر نازاں نہیں ہوں۔ بلکہ میں تو رب کی کبرائی پر فخر کرتا ہوں۔

کسی شخص کی دینار کی تھیلی گم ہو گئی تو اس نے آپ پر الزام لگاتے ہوئے کہا کہ میری تھیلی آپ ہی نے چرائی ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے سوال کیا کہ اس میں کتنی رقم تھی؟ اس نے کہا: دو ہزار دینار، چنانچہ گھر لے جا کر آپ نے اس کو دو ہزار دینار دے دیئے بعد میں جب اس کی کھوئی ہوئی تھیلی کسی دوسری جگہ سے مل گئی تو اس نے پورا واقعہ بیان کر کے معافی چاہتے ہوئے آپ سے رقم واپس لینے کی درخواست کی، لیکن آپ نے فرمایا ہم کسی کو دے کر واپس نہیں لیتے پھر جب لوگوں سے اس کو آپ کا اسم گرامی معلوم ہوا تو اس نے بے حد ندامت کا اظہار کیا۔

ایک مرتبہ آپ تنہا اللہ جل شانہ کا ورد کرتے ہوئے کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک اور شخص بھی اللہ جل شانہ کا ورد کرتا ہوا آپ کے ساتھ ہو گیا۔ اس وقت آپ کی زبان سے نکلا کہ اے اللہ! اس وقت میرے پاس کوئی بہتر لباس نہیں ہے۔ چنانچہ یہ کہتے ہی غیب سے ایک بہت قیمتی لباس نمودار ہوا اور آپ نے زیب تن کر لیا اس شخص نے جو آپ کے ساتھ لگا ہوا تھا عرض کیا کہ میں بھی تو اللہ جل شانہ کا ورد کرنے میں آپ کا شریک ہوں لہٰذا آپ اپنا پرانا لباس

Marfat.com

مجھے عنایت کر دیں۔ آپ نے لباس اتار کر اس کے حوالے کر دیا۔

کسی نے آپ سے عرض کر دیا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار کروا دیجئے آپ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ حضرت موسیٰ سے فرمایا گیا کہ "لن ترانی" (تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا) اس نے عرض کیا یہ تو مجھے بھی علم ہے لیکن یہ تو اُمتِ محمدی ہے جس میں ایک تو یہ کہتا ہے کہ زأی قلبی میرے قلب نے اپنے پروردگار کو دیکھا، اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ "لم اعبد ربالم اراہ" یعنی میں ایسے رب کی عبادت نہیں کرتا جو مجھ کو نظر نہیں آتا۔ یہ سن کر آپ نے حکم دیا کہ اس شخص کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دریائے دجلہ میں ڈال دو۔ چنانچہ جب اس کو پانی میں ڈال دیا گیا اور پانی نے اس کو اوپر پھینکا تو اس نے حضرت سے بہت فریاد کی لیکن آپ نے پانی کو حکم دیا کہ اس کو خوب اچھی طرح اوپر نیچے غوطے دے اور جب کئی مرتبہ پانی نے غوطے دیئے اور وہ لب مرگ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ سے اعانت کا طالب ہوا۔ اس وقت حضرت نے اس کو پانی سے نکلوایا اور اس کے حواس درست ہونے کے بعد دریافت فرمایا کہ اب تو نے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا؟ اس نے عرض کیا کہ جب تک میں دوسروں سے اعانت کا طلب گار رہا اس وقت تک تو میرے سامنے ایک حجاب سا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ سے اعانت کا طالب ہوا تو میرے قلب میں ایک سوراخ نمودار ہوا اور پہلی سی بے قراری ختم ہو گئی۔ جیسا کہ باری تعالیٰ کا قول ہے "کون ہے جو حاجت مند کے پکارنے پر اس کا جواب دے" آپ نے فرمایا کہ جب تک تو نے صادق کو آواز نہ دی اس وقت تک تو جھوٹا تھا اور اب اپنے قلبی سوراخ کی حفاظت کرنا۔

کرامات

لیث بن سعد کا بیان ہے کہ میں نے ۱۱۳ھ میں حج کیا۔ جب میں نے مسجد حرام میں عصر کی نماز پڑھی تو میں کوہ ابوقبیس پر چڑھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا یوں دعا مانگ رہا ہے۔ یارب یارب، پھر خاموش ہو گیا بعد ازاں بولا۔ یاحی، یاحی۔ پھر کچھ دیر کے بعد

Marfat.com

بولا۔ الٰہی میں انگور چاہتا ہوں۔ خدایا مجھے انگور کھلا دے۔ میری دونوں چادریں پھٹ گئی ہیں۔ مجھے نئی پہنا دے۔ راوی کا قول ہے کہ اس کا کلام تمام نہ ہونے پایا تھا کہ میں نے ایک انگوروں کا بھرا ہوا ٹوکرا دیکھا حالانکہ اس وقت روئے زمین پر انگور نہ تھے۔ اور دو چادریں دیکھیں کہ جن کی مثل میں نے دنیا میں نہیں دیکھی۔ اس شخص نے چاہا کہ انگور کھالے میں نے کہا، میں تیرا شریک ہوں۔ اس نے پوچھا، کیونکر؟ میں نے جواب دیا کہ جب تم دعا کر رہے تھے تو میں بھی آمین کہہ دہا تھا، یہ سن کر اس نے کہا۔ آگے آیئے! کھایئے۔ میں آگے بڑھا اور وہ انگور کھائے کہ ایسے کبھی نہ کھائے تھے۔ ہم نے پیٹ بھر کر کھائے مگر ٹوکرا اسی طرح بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کو ذخیرہ مت کرو اور نہ چھپاؤ بعدازاں اس شخص نے ایک چادر خود لے لی اور دوسری مجھے دے دی۔ میں نے کہا اب مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اس پر اس نے ایک چادر بطور تہ بند لی اور دوسری بدن پر اوڑھ لی۔ پھر وہ دونوں پرانی چادریں ہاتھ میں لیے پہاڑ سے اترے۔ صفا و مروہ کے درمیان ایک شخص نے اس سے سوال کیا۔ اے فرزند رسول اللہ ﷺ! میں ننگا ہوں۔ مجھے اوڑھا دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اوڑھایا ہے۔ پس اس نے وہ دونوں چادریں اس سائل کو دے دیں۔ یہ دیکھ کر میں نے پوچھا کہ یہ بزرگ کون تھے؟ انہوں نے فرمایا ''جعفر صادق'' اس کے بعد میں نے اُن کو ڈھونڈا کہ ان سے کچھ سنوں مگر وہ نہ ملے۔

ایک روز حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں پھر رہے تھے۔ اچانک آپ کا گزر ایک عورت پر ہوا جس کے آگے ایک گائے مردہ پڑی ہوئی تھی اور وہ اپنے بچوں کے ساتھ رو رہی تھی۔ حضرت امام نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میرا اور میرے بچوں کا گزارہ اسی گائے کے دودھ سے ہوتا تھا۔ اب اس کے مرنے پر پریشان ہوں کہ کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تو چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ کردے؟ اس نے جواب دیا، ایک تو مجھ پر یہ مصیبت آن پڑی ہے دوسرا آپ مجھ سے ہنسی کرتے ہیں۔ امام نے فرمایا کہ میں ہنسی نہیں کرتا۔ بعدازاں آپ نے دعا فرمائی اور گائے کو ایک ٹھوکر ماری تو وہ زندہ ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئی

Marfat.com

اور آپ ان لوگوں میں جا ملے۔ اُس عورت کو معلوم نہ ہوا کہ کون تھے۔

آپ کو جب کسی چیز کی حاجت ہوتی تو یوں دعا کرتے۔ پروردگار! مجھے فلاں چیز کی حاجت ہے، آپ کی دعا تمام نہ ہوتی کہ وہ چیز آپ کے پہلو میں موجود ہوتی۔

وصال:

آپ نے مدینہ منورہ میں 15 رجب المرجب 138ھ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں قبہ اہل بیت میں مدفون ہوئے۔

ارشادات عالیہ

چار چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے شریف آدمی کو عار نہیں ہوتی۔

1۔ اپنے والدین کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جانا۔

2۔ اپنے مہمان کی خدمت کرنا۔

3۔ اپنے چوپایہ کی خبر لینا، خواہ اس کے سو غلام ہوں۔

4۔ اپنے استاد کی خدمت کرنا۔

نیکی سوائے تین خصلتوں کے تمام و کامل نہیں ہوتی۔ اُسے جلدی کرنا، اُسے چھوٹا سمجھنا اور اُسے چھپانا۔

جب دنیا کسی انسان کے پاس آتی ہے تو اسے غیروں کی خوبیاں دے دیتی ہے اور جب اس سے منہ پھیر لیتی ہے تو اس کی ذاتی خوبیاں بھی اُس سے چھین لیتی ہے۔

جب تجھے اپنے بھائی سے ایسی چیز پہنچے جو تو ناپسند کرتا ہے تو اس کیلئے ایک عذر سے ستر عذر تلاش کر۔ اگر تجھے اس کیلئے کوئی عذر نہ ملے تو یوں کہہ کہ شاید اس کیلئے کوئی عذر ہو گا جو مجھے معلوم نہیں۔

جب تم کسی مسلمان سے کوئی کلمہ سنو تو اسے اچھے سے اچھے معنی پر محمول کرو یہاں تک

Marfat.com

کہ اگر تمہیں کوئی عمل نیک نہ ملے تو اپنے تئیں ملامت کرو۔

☆ تم ایسے ہاتھ کا کھانا نہ کھاؤ جو بھوکا تھا سیر ہو گیا۔

☆ جب تو گناہ کرے تو معافی مانگ کیونکہ گناہ پر اصرار کرنا کمال درجہ ہلاکت ہے۔

☆ جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے اُسے طلب مغفرت زیادہ کرنی چاہیے۔

☆ جو شخص اپنے مالوں میں سے کسی مال پر ناز کرے اور اس مال کا بقاء چاہے تو اُسے یوں کہنا چاہیے۔ ماشاء الله لاقوة الابالله

☆ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی طرف یہ حکم بھیجا کہ جو شخص میری خدمت کرے تو اس کی خدمت کر اور جو تیرا خادم بنے تو اُسے تکلیف دے۔

☆ علمائے شریعت پیغمبروں میں امین ہیں جب تک کہ بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں۔

☆ یا اللہ! تو مجھے اس شخص کے ساتھ غم خواری عطا فرما جس پر تو نے اپنا رزق تنگ کر دیا ہے اور جس حالت میں مَیں ہوں وہ تیرے فضل سے ہے۔

☆ جس نے اللہ کو پہچانا، اُس نے ماسوا سے منہ پھیر لیا۔

☆ عبادت توبہ کے سوا درست نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا۔ چنانچہ فرمایا: التائبون العابدون.

☆ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو چار چیزوں میں مبتلا ہو کر بھی چار چیزوں سے کیسے غافل رہتا ہے؟ تعجب ہے اس پر جو غم میں مبتلا ہو، وہ یہ کیوں نہیں کہتا "لا اله الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین" کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد فرمایا ہے۔ "فا ستجبناله و نجينه من الغم و كذلک ننجی المومنين" اور تعجب ہے اس پر جو کسی آفت سے ڈرتا ہو وہ یہ کیوں نہیں کہتا "حسبنا الله ونعم الوكيل سوء" اور تعجب ہے اس پر جو لوگوں کے مکر سے ڈرتا ہو، وہ یہ کیوں نہیں کہتا "وافوض امری الی الله ان الله بصير بالعباد" کیونکہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

فرماتا ہے: فوقه الله سيات ما مكروا'' اور تعجب ہے اس پر جو جنت میں رغبت رکھتا ہے۔ وہ یہ کیوں نہیں کہتا ''ماشاء الله لا قوة الابالله'' کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''فعسى ربى ان يوتين خيرا من جنتك''۔

☆ فرمایا: پانچ لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرو۔ اول جھوٹے سے کیونکہ اس کی صحبت فریب میں مبتلا کر دیتی ہے۔ دوم بے وقوف سے کیونکہ جس قدر وہ تمہاری منفعت چاہے گا اسی قدر نقصان پہنچے گا۔ سوم کنجوس سے کیونکہ اس کی صحبت سے بہترین وقت رائیگاں ہو جاتا ہے۔ چہارم بزدل سے کیونکہ یہ وقت پڑنے پر ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ پنجم فاسق سے کیونکہ ایک نوالے کی طمع میں کنارہ کش ہو کر مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

☆☆

Marfat.com

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: بمقام بسطام وصال: 14 شعبان 161 ہجری

مزار اقدس: بسطام (ایران)

آپ کے دادا آتش پرست تھے جبکہ آپ کے والد بزرگوار کا شمار بسطام کے عظیم بزرگوں میں ہوتا تھا۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی اللہ تھے اور آپ کی کرامات کا ظہور شکم مادر میں ہی ہونے لگا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں جس وقت بایزید رحمۃ اللہ علیہ میرے شکم میں تھا تو اگر کوئی مشتبہ ''غذا'' میرے شکم میں چلی جاتی تو اس قدر بے چینی ہوتی کہ مجھے انگلی ڈال کر قے کر کے نکالنا پڑتی۔ جب آپ مکتب میں داخل ہوئے اور آپ نے سورۃ لقمان کی یہ آیت پڑھی ''ان اشکر لی ولو الدین'' یعنی ''میرا شکر کرو اور اپنے والدین کا بھی'' آپ نے اپنا سبق وہیں موقوف کیا اور اپنی والدہ کے پاس آکر عرض کرنے لگے کہ مجھ سے دو ہستیوں کا شکر ادا نہیں ہو سکتا، لہٰذا آپ مجھے خدا سے طلب کرلیں تاکہ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا رہوں یا پھر خدا کے سپرد کردیں تاکہ اس کے شکر میں مشغول رہ سکوں آپ کی والدہ نے فرمایا کہ میں حق سے دستبردار ہو کر تجھے اللہ کے سپرد کرتی ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد آپ شام کی طرف صحراؤں و میدانوں میں نکل گئے اور ریاضت شاقہ اور ذکر وفکر میں مشغول ہو گئے، آپ نے ایک سو ستر بزرگوں سے فیض حاصل کیا، جن میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل تھے۔ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بایزید بسطامی فلاں طاق میں جو کتاب رکھی ہے وہ اٹھا کر لے آؤ۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ طاق کدھر ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اتنا عرصہ رہنے کے بعد بھی تم نے طاق نہیں دیکھا تو آپ نے فرمایا طاق تو کجا، میں نے تو آپ کے روبرو کبھی سر بھی نہیں اٹھایا۔ اس وقت امام جعفر

Marfat.com

صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اب تم مکمل ہو چکے ہو لہٰذا بسطام چلے جاؤ۔ ایک مرتبہ آپ کسی بزرگ سے نیاز حاصل کرنے کیلئے پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ انہوں نے کعبہ کی جانب تھوک دیا۔ یہ دیکھ کر آپ ملاقات کیے بغیر واپس تشریف لے آئے اور فرمایا کہ اگر وہ بزرگ طریقت کے درجوں کو جانتا تو شریعت کے منافی کام نہ کرتا۔ آپ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ مسجد جاتے وقت راستے میں بھی نہ تھوکتے، سفر حج میں چند قدموں کے بعد آپ نماز ادا کرتے ہوئے فرماتے کہ بیت اللہ دنیاوی بادشاہوں کا دربار نہیں جہاں انسان ایک دم پہنچ جائے۔ اس طرح آپ پورے بارہ سال میں مکہ معظمہ پہنچے لیکن حج کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور فرمایا یہ کوئی معقول بات نہیں کہ حج کے طفیل میں مدینہ منورہ جاؤں۔ اس کی زیارت کے لیے انشاء اللہ پھر کسی دوسرے موقع پر حاضر ہوں گا۔ چنانچہ دوسرے سال مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

مدینہ منورہ کے سفر میں آپ نے اپنے اونٹ پر بیحد بوجھ لا دلیا اور جب لوگوں نے کہا کہ جانور پر اس قدر بوجھ لادنا شان بزرگی کے خلاف ہے تو فرمایا کہ پہلے آپ لوگ غور سے دیکھ لیں کہ بوجھ اونٹ کے اوپر ہے یا نہیں۔ چنانچہ جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دراصل سامان اونٹ کی کمر سے اوپر تھا یہ دیکھ کر سب حیرت زدہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنا حال پوشیدہ رکھتا ہوں تو دوسرے کو خبر نہیں ہوتی اور یہ ظاہر کر دیتا ہوں تو حیرت زدہ رہ جاتے ہیں ان حالات میں بھلا میں تمہارے ہمراہ کیسے رہ سکتا ہوں اور جب زیارت مدینہ سے فارغ ہوئے اور والدہ کی خدمت کا تصور آیا تو بسطام کیلئے روانہ ہو گئے اور جب اہل شہر کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو کافی فاصلہ پر آپ کے استقبال کیلئے پہنچ گئے لیکن اس وقت آپ کو یہ پریشانی ہوگئی کہ اگر لوگوں سے ملاقات کرتا رہوں تو یاد الٰہی میں غفلت ہوگی۔ آپ نے ان لوگوں کو متنفر کرنے کیلئے یہ ترکیب کی کہ رمضان شریف کے باوجود کھانا، کھانا شروع کر دیا۔ یہ دیکھتے ہی تمام عقیدت مند واپس ہو گئے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے تو اجازت شرعی پر عمل کیا لیکن لوگ مجھے برا سمجھ کر منحرف ہو گئے۔

Marfat.com

جب سفر سے واپسی میں مکان کے دروازے پر پہنچے اور دروازے سے کان لگا کر سنا تو والدہ وضو کرتے ہوئے یہ کہہ رہی تھیں کہ یا اللہ میرے مسافر کو راحت سے رکھنا اور بزرگوں سے اس کو خوش رکھ کر اچھا بدلہ دینا۔ یہ سن کر پہلے تو آپ روتے رہے پھر دروازے پر دستک دے دی تو والدہ نے پوچھا، کون ہے؟ عرض کیا کہ آپ کا مسافر، چنانچہ انہوں نے دروازہ کھول کر ملاقات کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے اس قدر طویل سفر کیا کہ روتے روتے میری بصارت ختم ہوگئی اور غم سے کمر جھک گئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس کام کو میں نے بعد کے لیے چھوڑا تھا وہ پہلے ہی ہوگیا اور وہ میری والدہ کی خوشنودی تھی۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جتنے بھی مراتب حاصل ہوئے سب والدہ کی اطاعت سے حاصل ہوئے، ایک مرتبہ میری والدہ نے رات کو پانی مانگا لیکن اتفاق سے اس وقت گھر میں قطعاً پانی نہیں تھا چنانچہ میں گھڑا لے کر نہر سے پانی لایا، میری آمد و رفت کی تاخیر کی وجہ سے والدہ کو پھر نیند آ گئی اور میں رات بھر پانی لیے کھڑا رہا حتیٰ کہ شدید سردی کی وجہ سے وہ پانی پیالے میں منجمد ہوگیا اور جب والدہ کی بیداری کے بعد میں نے انہیں پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے پانی رکھ دیا ہوتا، اتنی دیر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے عرض کیا کہ محض اس خوف سے کھڑا رہا کہ مبادا کہ آپ کہیں بیدار ہوکر پانی نہ پی پائیں اور آپ کو تکلیف پہنچے۔ یہ سن کر انہوں نے مجھے دعائیں دیں اسی طرح ایک رات والدہ نے فرمایا کہ دروازے کا ایک پٹ کھول دو۔ لیکن میں رات بھر اس پریشانی میں کھڑا رہا کہ نہ معلوم داہنا پٹ کھولوں یا بایاں، کیونکہ اگر ان کی مرضی کے خلاف غلط پٹ کھل گیا تو حکم عدولی میں شمار ہوگا چنانچہ انہیں خدمتوں کی برکت سے یہ مراتب مجھ کو حاصل ہوئے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بارہ سال تک نفس کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال کر مجاہدے کی آگ سے تپایا اور ملامت کے ہتھوڑے سے کوٹتا رہا۔ جس کے بعد میرا نفس آئینہ بن گیا۔ پھر پانچ سال مختلف قسم کی عبادات سے اس پر قلعی چڑھاتا رہا۔ پھر ایک سال تک جب

Marfat.com

میں نے خود اعتمادی کی نظر سے اس کا مشاہدہ کیا تو میں نے تکبر و خود پسندی کا مادہ موجود پایا۔ چنانچہ پھر پانچ سال ایک سعی بسیار کے بعد اس کو مسلمان بنایا اور جب اس میں خلائق کا نظارہ کیا تو سب کو مردہ دیکھا اور نمازِ جنازہ پڑھ کر ان سے اس طرح کنارہ کش ہو گیا جس طرح لوگ نمازِ جنازہ پڑھ کر قیامت تک کے لیے مردے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد مجھے خداوند تعالیٰ تک پہنچنے کا مرتبہ حاصل ہو گیا۔

آپ مسجد میں داخلے سے قبل دروازے پر کھڑے ہو کر گریہ زاری کرتے رہتے تھے اور جب وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ میں خود کو حائضہ عورت کی طرح نجس تصور کرتے ہوئے روتا ہوں کہ کہیں داخلے سے مسجد نجس نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ آپ سفرِ حج پر روانہ ہو کر چند منزل پہنچنے کے بعد پھر واپس تشریف لے آئے اور جب لوگوں نے ارادہ توڑنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ راستے میں مجھے ایک حبشی مل گیا اور اس نے مجھے اصرار کے ساتھ یہ کہا کہ خدا کو بسطام میں چھوڑ کر کیوں جاتے ہو؟ چنانچہ میں واپس آ گیا۔

جب آپ کے مراتب میں اضافہ ہونے لگا اور آپ کا کلام عوام کے ذہنوں سے بالا تر ہو گیا تو آپ کو سات مرتبہ بسطام سے نکالا گیا اور جب آپ نے نکالنے کی وجہ پوچھی تو کہا گیا کہ تم نہایت برے انسان ہو۔ آپ نے فرمایا کہ جس شہر کا سب سے بڑا انسان بایزید ہو وہ شہر سب سے اچھا ہے۔

آپ مسجد میں چالیس برس مقیم رہے، لیکن اس درجہ محتاط تھے کہ مسجد کا اور مسجد سے باہر کا لباس جدا جدا تھا اور اس میں سوائے مسجد کی دیوار کے آپ نے کسی چیز سے ٹیک نہیں لگائی اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے چالیس برس تک عام انسانوں کی غذا چکھی تک نہیں کیونکہ میرا رزق کہیں اور سے آتا تھا اور اس دوران اپنے قلب کی نگرانی میں مصروف رہا، اس کے بعد جب غور کیا تو ہر سمت بندگی اور خدائی نظر آئی۔ پھر تیس سال خدا کی جستجو میں گزارے اس کے بعد خدا کو طالب اور خود مطلوب پایا اور اب تیس سال سے یہ کیفیت ہے کہ جب خدا کا نام لینا چاہتا

Marfat.com

تو پہلے تین مرتبہ اپنی زبان کو دھولیتا ہوں۔

حضرت ابو موسیٰ نے جب آپ سے سوال کیا کہ خدا کی جستجو میں سب سے زیادہ دشوار مقام آپ کو کیا نظر آیا، تو فرمایا: کہ خدا کی اعانت کے بغیر قلب کو اس کی طرف متوجہ کرنا بہت دشوار ہے اور جب اس کی مدد شامل ہوتی ہے تو پھر سعی کے بغیر بھی قلب اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور مجھے اس وقت ایک خاص کشش سی محسوس ہونے لگتی ہے پھر رفتہ رفتہ اللہ نے وہ مراتب عطا کیے جنکا تصور محال ہے اور جس وقت آپ کے اوپر خوف طاری ہوتا تو پیشاب میں سے خون آنے لگتا تھا۔

ایک مرتبہ آپ ارادت مندوں کے ہمراہ ایک تنگ گلی سے گزر رہے تھے کہ سامنے سے ایک کتا آ گیا۔ چنانچہ آپ نے اور مریدین نے راستہ چھوڑ دیا اور وہ کتا نکل گیا۔ اسی وقت کسی مرید نے پوچھا کہ جب خدا نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے تو پھر آپ نے کتے کیلئے راستہ کیوں چھوڑ دیا۔ اس سے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کتے کو ہم پر برتری حاصل ہے اور یہ بات خلاف عقل ہے اور خلاف شرع بھی۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کتے نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ ازل میں مجھ کو کتا اور آپ کو سلطان العارفین کیوں بنایا گیا اور اس میں میرا کیا قصور تھا اور آپ کی کیا فضیلت تھی چنانچہ میں نے اس خیال سے کہ اللہ کا کتنا بڑا انعام ہے کہ اس نے مجھے، کتے پر فضیلت عطا کر دی اس لیے میں نے راستہ چھوڑ دیا۔ پھر ایک اور مرتبہ راہ میں کتا ملا تو آپ نے دامن سمیٹ لیا جس پر کتے نے عرض کیا کہ آپ نے دامن کیوں بچا لیا، اس لیے کہ اگر میں بھیگا ہوا نہیں ہوں تو مجھ سے ناپاکی کا خطرہ نہیں اور اگر بھیگا ہوا ہوتا تو آپ اپنے کپڑے پاک کر سکتے تھے۔ لیکن یہ تکبر جس کا آپ نے مظاہرہ فرمایا یہ تو سات سمندروں کے پانی سے بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ اس لیے کہ تیرا ظاہر نجس ہے اور میرا باطن۔ لہٰذا ہم دونوں کو ایک ساتھ رہنا چاہیے تاکہ کچھ پاکیزگی میرے باطن کو بھی حاصل ہو جائے لیکن کتے نے کہا ہم دونوں کا ایک ساتھ رہنا ممکن نہیں کیونکہ میں مردود ہوں اور آپ مقبول بارگاہ،

Marfat.com

دوسرے یہ کہ میں دوسرے دن کے لیے ایک ہڈی بھی جمع نہیں کرتا اور آپ سال بھر کا غلہ جمع کر لیتے ہیں اور آپ نے فرمایا کہ صد حیف کہ میں کتے کے ہمراہ رہنے کے قابل بھی نہیں تو پھر خدا کا قرب کیسے حاصل ہو سکتا ہے اور پاک ہے وہ اللہ جو بدترین مخلوق کی باتوں سے بہترین مخلوق کو درسِ عبرت دیتا ہے۔

حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہزاروں مریدین کے ہمراہ آپ سے ملاقات کے لیے روانہ ہوئے تو ان کے مریدین میں ایک مرید بہت ہی صاحب فضل و کمال تھا اور اس کی کیفیت تھی کہ ہوا میں اڑتا اور پانی پر چلتا تھا۔ چنانچہ جس وقت یہ جماعت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے در دولت پر پہنچی تو حضرت احمد نے مریدین کو یہ حکم دیا کہ جس میں حضرت بایزید کے دیدار کی طاقت ہو بس وہی میرے ہمراہ آئے اور باقی سب لوگ ٹھہر جائیں۔ لیکن سب ہی نے آپ کے اشتیاق دید کا اظہار کیا اور جب حضرت بایزید کے گھر پہنچے تو جوتے اتارنے کی جگہ پر اپنے عصا رکھ دیئے اور جب سب آپ کے سامنے پہنچے تو آپ نے سوال کیا کہ تمہارا وہ مرید کہاں ہے جو سب میں افضل ترین ہے اور وہ باہر کیوں کھڑا رہ گیا ہے؟ اس کو بھی اندر بلا لو، چنانچہ جب اس کو بھی اندر بلا لیا گیا تو آپ نے حضرت احمد سے پوچھا کہ آپ کب تک دنیا کی سیر و سیاحت میں مشغول رہیں گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ پانی کے ایک ٹھہر جانے سے بدبو پیدا ہو کر رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر کیوں نہیں بن جاتے کہ جس میں نہ کبھی بدبو پیدا ہو اور نہ کبھی رنگ تبدیل ہو۔ اس کے بعد پھر معرفت کے متعلق کچھ دوسری گفتگو ہوتی رہی۔ جس پر حضرت احمد نے عرض کیا کہ آپ کی باتیں میرے فہم سے بالاتر ہیں۔ انہیں ذرا وضاحت سے بیان فرمائیں تا کہ میں سمجھ سکوں۔ چنانچہ آپ نے اس انداز سے گفتگو فرمائی کہ ان کی سمجھ میں اچھی طرح آ گئیں اور جب آپ خاموش ہو گئے تو حضرت احمد نے سوال کیا کہ میں نے آپ کے مکان کے سامنے ابلیس کو پھانسی پر لٹکتے دیکھا ہے، وہ کس لیے ہے؟ حضرت بایزید نے فرمایا کہ میں نے اس سے عہد لیا تھا کہ تو کبھی بسطام میں نہیں آئے گا لیکن پھر وہ یہ وعدہ خلافی کرتے

Marfat.com

ہوئے ایک شخص کو فریب دینے بسطام میں آ گیا اور اسی وجہ سے میں نے سزا کے طور پر اسے پھانسی پر لٹکا دیا ہے۔

ایک شب آپ کو عبادت میں لذت محسوس نہیں ہوئی تو خادم سے فرمایا کہ دیکھو گھر میں کیا چیز موجود ہے؟ چنانچہ انگور کا ایک خوشہ نکلا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کسی کو دے دو اس کے بعد آپ کے اوپر انوار کی بارش ہونے لگی اور ذکر و شغل میں لذت محسوس ہونے لگی۔ ایک یہودی جو آپ کا پڑوسی تھا وہ کہیں سفر میں چلا گیا اور افلاس کی وجہ سے اس کی بیوی چراغ تک روشن نہیں کر سکتی تھی تاریکی کی وجہ سے اس کا بچہ تمام رات روتا رہتا، چنانچہ آپ ہر رات اس کے گھر میں چراغ رکھ آتے اور جس وقت وہ یہودی سفر سے واپس آیا تو اس کی بیوی نے تمام واقعہ سنایا جس کو سن کر اس نے کہا کہ یہ بات کس قدر افسوسناک ہے کہ اتنا عظیم بزرگ ہمارا پڑوسی ہو اور ہم گمراہی میں زندگی گزاریں۔ چنانچہ میاں بیوی آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

ایک مرتبہ کسی آتش پرست سے مسلمان ہونے کی تبلیغ کی گئی تو اس نے جواب دیا کہ اگر اسلام اس کا نام ہے جو حضرت بایزید کو حاصل ہے تو اس کی مجھ میں طاقت نہیں اور جس طرح کے تم سب لوگ مسلمان ہو تو مجھے اعتماد نہیں۔ ایک مرتبہ آپ اپنے ارادت مندوں کے ہمراہ تشریف فرما تھے تو اچانک ایک مرید سے فرمایا کہ خدا کا دوست آ رہا ہے، چل کر اس کا استقبال کرنا چاہیے اور جب سب لوگ باہر نکلے تو دیکھا حضرت ابراہیم ہروی ہیں جو خچر پر سوار چلے آ رہے ہیں اور حضرت بایزید نے ان سے کہا کہ مجھے آپ کے استقبال کا منجانب اللہ حکم ملا ہے اور یہ بھی حکم ہے کہ اس بارگاہ میں آپکو اپنا شفیع بنالوں۔ یہ سن کر انہوں نے جواب دیا کہ اگر پہلی شفاعت تمہیں اور آخری شفاعت مجھے عطا کی جائے جب بھی حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے مقابلہ میں اس کا مرتبہ ایک مشت خاک بھی نہیں ہے اس کے بعد دسترخوان بچھا جس پر انواع واقسام کے لذیذ اور اعلیٰ کھانے چنے ہوئے تھے اور آپ نے حضرت ابراہیم کے ہمراہ کھانا کھایا لیکن حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے قلب میں خیال گزرا کہ حضرت بایزید جیسے شیخ

Marfat.com

دوران کوایسے کھانوں سے احتراز کرنا چاہیے حضرت بایزید کو آپکی نیت کا اندازہ ہو گیا تو آپ نے کھانے کے بعد ان کو اپنے ہمراہ ایک کونے میں لے جا کر دیوار پر ہاتھ مارا تو ایک ایسا دروازہ نمودار ہوا جس کے سامنے بہت بڑا دریا ٹھاٹھیں مار رہا تھا حضرت بایزید نے ان سے کہا کہ چلیے ہم دونوں اس میں غسل کریں لیکن انہوں نے کہا کہ خدا نے یہ مرتبہ مجھے نہیں فرمایا۔ یہ جواب سن کر آپ نے ان سے کہا کہ جس جو کی روٹی تمہاری غذا ہے وہ جو ہیں جن کو جانور کھاتے ہیں اور لید کرتے ہیں لیکن تم اس کے باوجود بھی یہ تصور کرتے ہو کہ عمدہ و لذیذ کھانا کھانے والا کبھی اہل تقویٰ نہیں ہوسکتا یہ سن کر حضرت ابراہیم ہروی بہت نادم ہوئے اور معافی طلب کی۔

ایک مرتبہ لوگوں نے قحط سے عاجز آ کر آپ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے مراقبہ میں سے سر اٹھا کر فرمایا کہ جا کر پرنالوں کو درست کر لو، بارش آنے والی ہے۔ چنانچہ کچھ ہی دیر میں بارش شروع ہوگئی اور ایک دن رات مسلسل پانی برستا رہا۔

ایک دن امام مسجد نے فراغتِ نماز کے بعد حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ اتنے دنوں سے یہاں مقیم ہیں، آپ کھاتے پیتے کہاں سے ہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بولے کہ ٹھہرو! پہلے میں اپنی نماز دوبارہ پڑھ لوں کہ جو رزق پہنچانے والے ہی سے واقف نہ ہو اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے بذریعہ الہام اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبادت و خدمت تو بہت ہے لیکن اگر تو ہماری ملاقات کا متمنی ہے تو بارگاہ میں وہ شے شفاعت کے لیے بھیج جو ہمارے خزانے میں نہ ہو۔ آپ نے سوال کیا وہ کون سی شے ہے؟ فرمایا گیا کہ عجز وانکساری اور ذلت و غم حاصل کر کیونکہ ہمارا خزانہ ان چیزوں سے خالی ہے اور ان کو حاصل کرنے والے ہمارا قرب حاصل کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے پہلی مرتبہ حج کیا تو کعبہ کی زیارت کی اور دوسری مرتبہ کعبہ اور صاحبِ کعبہ دونوں کی زیارت سے مشرف ہوا اور تیسری مرتبہ کچھ بھی نظر نہیں آیا کیونکہ یادالٰہی میں اضافہ ہوتا چلا گیا اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ کسی نے دروازے پر آواز دی تو آپ نے پوچھا کہ کس کی تلاش ہے؟ جواب ملا کہ "بایزید" فرمایا کہ میں تیس سال سے اس کی تلاش میں ہوں لیکن آج تک نہیں ملا اور جس وقت یہ واقعہ حضرت ذوالنون کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ خاصان خدا کی طرح خدا سے پیوستہ ہو گئے تھے۔

آپ عشاء کی چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے ہوئے فرماتے کہ یہ نماز قابل قبول نہیں، یہ کہہ کر پھر چار رکعت نماز ادا کرتے اور پھر یہی فرماتے کہ یہ بھی قابلِ قبول نہیں حتیٰ کہ اسطرح رات ختم ہو جاتی اور صبح کو اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے تھے کہ میں نے تیری بارگاہ کے لائق نماز کی بہت سعی کی لیکن محروم رہا کیونکہ جیسا میں خود ہوں ویسی ہی میری نماز ہے لہٰذا مجھے اپنے بے نماز بندوں میں شامل کر لے۔

جو لوگ آپ سے دعا کیلئے عرض کرتے تو آپ خدا سے کہتے کہ مخلوق مجھے واسطہ بنا کر تجھ سے مانگ رہی ہے اور تو ان کی طلب سے بھی بخوبی واقف ہے۔ اس طرح کہنے سے لوگوں کی مرادیں بَر آجاتیں۔ ایک مرتبہ ایک مرید نے استدعا کی کہ مجھے اپنی پوستین کا ایک ٹکڑا عنایت فرمادیں تاکہ مجھے بھی برکت حاصل ہو سکے۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت میری کھال بھی سودمند نہیں جب تک مجھ جیسا عمل نہ ہو۔

آپ نے کسی دیوانے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! میری جانب نظر فرما، آپ نے پوچھا کہ تو نے ایسے کون سے اعمال کیے ہیں جو اس کی نظر تیری طرف اٹھے، اس نے جواب دیا کہ اس کی نظر مجھ پر پڑ جائے گی تو اعمال خود بخود اچھے ہو جائیں گے۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایا تو سچا ہے، ایک مرتبہ معرفت وحقیقت کے موضوع پر آپ کچھ فرمارہے تھے تو اپنے ہونٹ چاٹتے جاتے اور کہتے جاتے کہ مجھ سے زیادہ خوش نصیب کوئی نہیں کہ میں خود ہی مے بھی ہوں اور مے خوار بھی۔

ارشادات عالیہ

☆ میری انتھک کوششوں کے باوجود بھی در حق نہ کھل سکا اور جب کھلا تو مصائب کے ذریعہ کھلا اور ہر طرح سے میں نے اس کی راہ پر چلنے کی سعی کی لیکن جب قلبی لگاؤ کے ذریعہ چلا تو منزل تک پہنچ گیا۔

☆ میں نے مکمل تیس سال اللہ تعالیٰ سے اپنی ضروریات کے مطابق طلب کیا، لیکن اس کی راہ میں گامزن ہوتے ہی سب کچھ بھول گیا اور تمنا کرنے لگا کہ یا اللہ تو میرا ہو جا اور جو تیری مرضی ہو ویسا کر۔

☆ جب میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ تجھ تک رسائی کی کیا صورت ہے؟ جواب ملا اپنے نفس کو تین طلاقیں دے دے۔

☆ اگر محشر میں مجھے دیدار خداوندی سے محروم کر دیا گیا تو اس قدر گریہ کروں گا کہ اہل جہنم بھی اپنی تکلیف کو بھول جائیں گے۔

☆ خدا نے اپنی خوشی سے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اس لیے کہ بندہ ہونے کی حیثیت سے کس طرح اس کے دیدار کی تمنا کر سکتا ہوں۔

☆ تیس سال تک تو اللہ تعالیٰ میرا آئینہ رہا لیکن اب میں خود آئینہ بن گیا ہوں اس لیے کہ میں نے انس کی یاد میں خود بھی اس طرح فراموش کر دیا گیا کہ اب اللہ تعالیٰ میری زبان بن چکا ہے۔ یعنی میری زبان سے نکلنے والے کلمات گویا زبان خداوندی سے ادا ہوتے

Marfat.com

ہیں اور میرا وجود درمیان سے ختم ہو جاتا ہے۔

☆ اللہ نے مجھ کو وہ مقام عطا کیا کہ کل کائنات کو اپنی انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہوں۔ فرمایا عارف کا ادنیٰ مقام یہ ہے کہ صفات خداوندی کا مظہر ہو۔ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو جہنم میں جھونک دے اور میں صبر بھی کرلوں جب بھی اس کی محبت کا حق ادا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ مجھ کو پوری کائنات بخش دے جب بھی اس کی رحمت کے مقابلہ میں قلیل ہے۔ فرمایا کہ عارف کامل وہی ہے جو آتش محبت میں جلتا رہے۔

☆ ایک دانہ معرفت میں جو لذت ہے وہ جنت کی نعمتوں میں کہاں اور خدا کی یاد میں فنا ہو جانا زندہ جاوید ہو جانا ہے۔

☆ زاہد صالح کو ایسی ہوا کی طرح تصور کرو جو تمہارے اوپر چل رہی ہے۔ اور دنیا اہل دنیا کیلئے غرور ہی غرور، اور آخرت اہل آخرت کیلئے سرور ہی سرور ہے۔ اور حب خداوندی عارفین کیلئے نور ہی نور ہے اور عارف کی ریاضت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کا نگران رہے اور عارف کی شناخت یہ ہے کہ جو خاموشی کے ساتھ مخلوق سے کنارہ کش رہے۔ فرمایا کہ خدا کا طالب آخرت کی جانب بھی متوجہ نہیں ہوتا اور خدا سے محبت کرنے والا اپنی محبت کی بناء پر خدا ہی کی طرح یکتا ہو جاتا ہے۔

☆ علم وخبر ایسے فرد سے سیکھو اور سنو جو علم سے معلوم تک اور خبر سے مخبر تک رسائی حاصل کر چکا ہو اور جو اعزاز دنیاوی علم کیلئے کرے اس کی صحبت سے کنارہ کش رہو اس لیے اس کا علم خود اس کیلئے سودمند نہیں۔

☆ خداشناس خدا کو ضرور دوست رکھتا ہے کیونکہ محبت کے بغیر معرفت بے معنی ہے۔ اور عارف وہ ہے جو ملک ودولت معیوب تصور کرتا ہو لیکن اس کی عبادت کا صلہ سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ فرمایا کہ خدا دوست لوگوں کی نظر میں جنت بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

Marfat.com

گا اہل محبت ہجر میں مبتلا رہتے ہیں لیکن ان کی حالت ان بندوں کی طرح ہوتی ہے جو ہر حال میں مطلوب کے طالب رہتے ہیں جس طرح عاشق کو عشق کے اور طالب کو مطلوب کے سوا اور کچھ طلب کرنا مناسب نہیں۔

☆ اگر مخلوق اپنی ہستی کو پہچان لے تو خدا کی معرفت خود بخود حاصل ہو جاتی ہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو تین چیزیں عطا فرماتا ہے۔ اول دریا کی طرح سخاوت ، دوم آفتاب کی طرح روشنی، سوم زمین کی طرح عاجزی۔ اور اللہ تعالیٰ جس کو مقبولیت عطا فرماتا ہے اس پر ایک ایسا فرعون مقرر کر دیتا ہے جو ہمہ وقت اذیت پہنچاتا رہتا ہے۔

☆ انسانی خواہشات چھوڑ دینا درحقیقت واصل الی اللہ ہو جانا ہے اور جو واصل الی اللہ ہو جاتا ہے مخلوق اس کی فرمانبردار ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ نے یہ محسوس کر لیا کہ اُمت محمدی میں ایسے خدا رسیدہ بھی ہیں جو تحت الثریٰ سے لے کر اعلیٰ علیین تک چھائے ہوئے ہیں تو انہوں نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کی اُمت میں شمولیت کی دعا کی لیکن اس قول سے مجھے اپنی برتری مقصود نہیں ہے۔ فرمایا کہ اگر تمہارے سامنے پوری دنیا کی نعمتیں بھی پیش کر دی جائیں تو بھی مسرور نہ ہونا اور اگر اذیتیں پہنچیں تو مایوس نہ ہونا کیونکہ جس نے لفظ کن سے تمام عالم بنا دیا، اس کے قبضۂ قدرت سے کوئی شے خارج نہیں ہے۔ فرمایا کہ جو شخص خود کو بہتر اور عبادت کو مقبول تصور کرتا ہے اور اپنے نفس کو بدترین نفوس میں شمار نہیں کرتا اس کا شمار کسی بھی جماعت میں نہیں ہوتا۔

☆ عشاق کے لیے شوق ایسی راج دہانی ہے جس میں تخت فراق بچھا ہوا ہے، شمشیر ہجر رکھی ہوئی ہے اور وصل ہجر کے آغوش میں ہے اور شمشیر ہجر سے ہر وقت ہزاروں سر کاٹے جا رہے ہیں لیکن سات ہزار سال گزر جانے کے بعد بھی شاخ کو کوئی بھی ہاتھ نہیں لگا سکا۔

☆ بھوک ایک ایسا ابر ہے جس سے رحمت کی بارش ہوتی ہے۔ فرمایا کہ جو روئے تکبر

Marfat.com

اشاروں کنایوں میں گفتگو کرتا ہے وہ خدا سے دور ہے اور جو مخلوق کی اذیت رسانی کو برداشت کرتا ہے اور مخلوق سے خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے وہ خدا سے بہت نزدیک ہے۔

☆ خدا کی یاد کا مفہوم اپنے نفس کو فراموش کر دینا ہے اور جو شخص خدا کو خدا کے ذریعہ شناخت کرتا ہے وہ زندہ جاوید ہو جاتا ہے لیکن جو اپنے نفس کے ذریعہ خدا کو پہچاننے کی سعی کرتا ہے وہ فانی ہے۔ فرمایا کہ قلب عارف اس شمع کی طرح ہے جو فانوس کے اندر سے ہر سمت اپنا نور پھیلاتی رہتی ہے اور جس کو یہ مقام حاصل ہو گیا اس کو تاریکی کا خطرہ نہیں رہتا۔ فرمایا کہ دو خصلتیں مخلوق کی تباہی کا باعث بنتی ہیں۔ اول کسی بھی مخلوق کا احترام نہ کرنا، دوم خالق کے احسان کو ٹھکرا دینا۔

☆ میں اس طرح راضی برضا ہوں کہ اگر کسی کو اعلیٰ علیین میں اور مجھ کو اسفل السافلین میں ڈال دیا جائے تو بھی اپنی موجودہ حالت پر خوش رہوں گا۔

پھر لوگوں نے سوال کیا کہ انسان کو مرتبہ کمال کس وقت حاصل ہوتا ہے؟ فرمایا کہ جب مخلوق سے کنارہ کش ہو کر اپنے عیوب پر نظر پڑنے لگے تو اس وقت قرب الٰہی بھی حاصل ہوتا ہے کسی نے پوچھا کہ خدا تک رسائی کس طرح ممکن ہے؟ فرمایا کہ نہ تو دنیا کی جانب نظر اٹھاؤ اور نہ اس کی باتیں سنو اور اہل دنیا سے خود بھی بات کرنا چھوڑ دو۔

کسی نے آپ سے نصیحت کرنے کی استدعا کی تو فرمایا کہ آسمان کی جانب دیکھو اور یہ بتاؤ کہ اس کا خالق کون ہے؟ اس نے کہا کہ خدا نے تخلیق فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ بس اس سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ تمہارے ہر حال سے باخبر ہے۔ کسی نے سوال کیا کہ کیسے بندوں کی صحبت میں رہنا چاہیے؟ فرمایا کہ جو تمہاری عیادت کرے۔ جو تمہاری خطا معاف کرتا رہے اور حق بات تم سے کبھی نہ چھپائے۔

سوال ہوا کہ عارف کون ہے؟ فرمایا کہ جو دنیا میں رہ کر بھی تم سے دور بھاگتا ہے۔

Marfat.com

اور خواب میں نہ تو خدا کے سوا کسی کو دیکھے اور نہ کسی پر اپنا راز ظاہر کرے۔ پوچھا گیا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی وضاحت فرما دیجئے؟ فرمایا کہ دنیا کو چھوڑ دو تا کہ ان دونوں چیزوں کا قصہ ہی باقی نہ رہے۔

لوگوں نے پوچھا کہ نماز کی صحیح تعریف کیا ہے؟ فرمایا کہ جس کے ذریعے خدا سے ملاقات ہو سکے، لیکن اس سے ملاقات بہت دشوار ہے۔ سوال کیا گیا کہ آپ بھوکے رہنے کی تعریف کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا کہ اگر فرعون فاقہ کشی کرتا تو ''میں تمہارا رب ہوں'' کہہ کر خدائی کا دعویدار کبھی نہ بنتا۔ فرمایا کہ مغرور اس کو کہتے ہیں جو دوسروں کو کمتر تصور کرے اور مغرور کو کبھی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ پھر کسی نے عرض کیا کہ آپ کا پانی کے اوپر چلنا کرامت ہے۔ فرمایا کہ اس میں کوئی کرامت نہیں کیونکہ لکڑی کے چھوٹے ٹکڑے بھی پانی پر ہی بہتے رہتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ آپ ہوا میں پرواز کر کے مکہ معظمہ میں صرف ایک شب میں پہنچ جاتے ہیں۔ فرمایا یہ کوئی کرامت نہیں کیونکہ معمولی پرندے بھی ہوا میں پرواز کرتے ہیں اور جادوگر لوگ تو ایک شب میں تمام دنیا کی سیر کر لیتے ہیں۔

آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے یہ معرفت کس طرح حاصل کی؟ جواب دیا گیا کہ بھوکے پیٹ اور ننگے بدن سے۔ فرمایا کہ میں نے تیس سال مجاہدے میں گزارے۔ اس عرصہ میں کسی چیز کو اپنے اوپر سخت نہیں پایا، جیسا کہ علم اور اس پر عمل۔ اگر علماء کا اختلاف نہ ہوتا تو میں ایک اجتہاد پر رہتا۔ علماء کا اختلاف سوائے تجرید توحید کے رحمت ہے۔

اگر تم کسی شخص میں کرامات دیکھو۔ یہاں تک کہ ہوا میں اڑتا ہوا ہو تو اس پر فریفتہ نہ ہو جاؤ۔ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ امر و نہی، حفظ حدود اور آدابِ شریعت میں کیسا ہے۔

میں نے ایک رات اپنی محراب میں پاؤں پھیلایا، ہاتف نے مجھے آواز دی کہ

Marfat.com

جوشخص بادشاہوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے اُسے چاہیے کہ حسن ادب سے بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نعمتیں دیں تاکہ ان کے سبب سے اللہ کی طرف رجوع کریں۔ مگر وہ ان کے سبب سے اس سے غافل ہو گئے۔

آپ سے دریافت کیا گیا کہ سنت و فرض کیا ہے؟ فرمایا کہ سنت تمام دنیا کا ترک کرنا اور فریضہ اللہ کے ساتھ صحبت ہے۔ وجہ یہ کہ سنت تمام ترک دنیا پر دلالت کرتی ہے اور کتاب تمام صحبت مولیٰ پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا کلام اس کی ایک صفت اور نعمتیں ازلی ہیں۔ پس واجب ہے کہ ان کا شکر ادا ہو۔ میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا، پوچھا کہ اے میرے پروردگار! میں تجھے کس طرح پاؤں؟ ارشاد ہوا کہ اپنے نفس کو چھوڑ دے اور میری طرف آ۔

☆☆☆

Marfat.com

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

وصال: 10 محرم الحرام 425ھ مزار اقدس: خرقان، ایران

آپ طریقت وحقیقت کے سرچشمہ، فیوض ومعرفت کا منبع ومخزن تھے اور آپ کی عظمت وبزرگی مسلمہ تھی۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا دستور تھا کہ سال میں ایک مرتبہ مزارات شہداء کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے اور جب خرقان پہنچتے تو فضا میں منہ اوپر اٹھا کر اس طرح سانس کھینچتے جیسے کوئی خوشبو سونگھنے کیلئے کھینچتا ہے۔ ایک مرتبہ مریدین نے پوچھا کہ آپ کس چیز کی خوشبو سونگھتے ہیں۔ ہمیں تو کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے سر زمین خرقان سے ایک مرد خدا کی خوشبو آتی ہے جس کی کنیت ابوالحسن اور نام علی ہوگا اور کاشتکاری کے ذریعہ اپنے اہل وعیال کی رزق حلال سے پرورش کرے گا اور مجھ سے مرتبہ میں تین گنا ہوگا کیونکہ اس میں تین خصوصیات مجھ سے زیادہ ہوں گی۔ (1) اس پر بارِ عیال ہوگا (2) وہ کھیتی باڑی کرے گا (3) وہ درخت لگایا کرے گا۔

بیس سال تک آپ کا یہ معمول رہا کہ خرقان سے بعد نمازِ عشاء حضرت بایزید بسطامی کے مزار پر پہنچ کر یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! جو مرتبہ تو نے بایزید کو عطا کیا وہی مجھ کو بھی عطا فرما دے۔ اس دعا کے بعد خرقان سے واپس آتے اور عشاء کے وضو سے ہی نمازِ فجر باجماعت ادا کرتے اور آپ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ بسطام سے اس نیت کے ساتھ الٹے پاؤں واپس ہوتے کہ کہیں حضرت بایزید کے مزار کی بے ادبی نہ ہو جائے۔ پھر بارہ سال اپنے معمول پر قائم رہنے کے بعد حضرت بایزید کی قبر سے یہ آواز سنی کہ اے ابوالحسن! جو تم نے حق سے مانگا تھا، تمہیں مل چکا ہے۔ اب تم خرقان میں بیٹھ کر مخلوق خدا کی رہنمائی کرو۔ اب تیرا بھی دور آ گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں تو قطعی اُمی ہونے کی وجہ سے علوم شرعیہ سے ناواقف ہوں اس لیے میری ہمت

Marfat.com

افزائی فرمایئے۔ ندا آئی کہ مجھے کچھ مرتبہ حاصل ہوا ہے وہ صرف تمہاری ہی بدولت حاصل ہوا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ آپ تو مجھ سے انتالیس سال قبل دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں تو ندا آئی کہ یہ قول تو تمہارا درست ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس وقت بھی سرزمین خرقان سے گزرتا تھا۔ سواس سرزمین سے آسمان تک ایک نور ہی نظر آتا تھا۔ میں اپنی ایک ضرورت کے تحت بیس سال تک دعا کرتا رہا لیکن قبول نہ ہوئی اور مجھ کو یہ حکم دیا گیا کہ تو اس نور کو ہماری بارگاہ میں شفیع بنا کر پیش کرے تو تیری دعا قبول کر لی جائے گی۔ چنانچہ اس حکم پر عمل ہونے سے دعا قبول ہوگئی۔ اس واقعہ کے بعد حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ خرقان واپس ہوئے صرف 24 یوم میں قرآنِ پاک مکمل کر لیا۔ لیکن بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت بایزید کے مزار سے ندا آئی کہ سورۃ فاتحہ شروع کرو اور جب آپ نے شروع کی تو خرقان پہنچنے تک پورا قرآن مجید مکمل کر لیا۔

ایک مرتبہ آپ اپنے باغ کی کھدائی کر رہے تھے تو وہاں سے چاندی برآمد ہوئی تو آپ نے اس جگہ کو بند کر کے دوسری جگہ سے کھدائی شروع کی تو وہاں سے سونا برآمد ہوا پھر تیسری جگہ سے مروارید اور چوتھی جگہ سے جواہرات برآمد ہوئے لیکن آپ نے کسی کو بھی ہاتھ نہیں لگایا اور فرمایا کہ ابوالحسن ان چیزوں پر فریفتہ نہیں ہوسکتا۔ یہ تو کیا اگر دین و دنیا دونوں بھی مہیا ہو جائیں جب بھی وہ تجھ سے انحراف نہیں کر سکتا۔ ہل چلاتے وقت جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ بیلوں کو چھوڑ کر نماز ادا کرتے اور جب نماز پڑھ کر کھیت پر پہنچتے تو زمین تیار ملتی۔

ایک مرتبہ کوئی جماعت کسی مخدوش راستے پر سفر کرنا چاہتی تھی۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ ہمیں کوئی ایسی دعا دیجئے جس کی وجہ سے ہم راستے کے مصائب سے محفوظ رہ سکیں۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ جب تمہیں مصیبت پیش آئے تو مجھے یاد کر لینا۔لیکن لوگوں نے آپ کے اس قول پر کوئی توجہ نہیں دی اور اپنا سفر شروع کر دیا۔راستے میں ان کو ڈاکوؤں نے گھیر لیا تو ایک شخص جس کے پاس مال واسباب بہت زیادہ تھا جب ڈاکو اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے صدق دلی سے آپ کا نام لیا جس کے نتیجہ میں مال واسباب سمیت لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔یہ دیکھ کر ڈاکوؤں کو بہت تعجب ہوا۔اور جن لوگوں نے آپ کو یاد نہیں کیا تھا وہ سب لوٹ لیے گئے۔پھر ڈاکوؤں کی واپسی کے بعد سب کی نظروں کے سامنے آ گیا اور جب اس سے پوچھا گیا کہ تو کہاں غائب ہو گیا تو اس نے کہا میں نے سچے دل سے شیخ کو یاد کیا تھا اور اللہ نے اپنی قدرت سے مجھے سب کی نظروں سے پوشیدہ فرما دیا۔اس واقعہ کے بعد جب وہ جماعت خرقان واپس آئی تو حضرت ابوالحسن سے عرض کیا کہ ہم صدق دل سے خدا کو یاد کرتے رہے اس کے باوجود بھی ہمارا مال لوٹ لیا گیا۔لیکن جس شخص نے آپ کو یاد کیا وہ بچ گیا اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم صرف زبانی طور پر خدا کو یاد کرتے تھے اور ابوالحسن خلوص قلب سے خدا کو یاد کرتا ہے لہٰذا تمہیں چاہیے کہ تم ابوالحسن کو یاد کر لیا کرو کیونکہ ابوالحسن تمہارے لیے خدا کو یاد کرتا ہے۔اور خدا کو صرف زبانی یاد کرنا بے سود ہے۔

کسی مرید نے آپ سے کوہ لبنان پر جا کر قطب العالم سے ملاقات کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اس کو اجازت دے دی اور جب کوہ لبنان پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک جنازہ رکھا ہوا ہے تمام لوگ کسی کے منتظر ہیں۔اس شخص نے جب ان لوگوں سے دریافت کیا کہ تمہیں کس کا انتظار ہے تو انہوں نے بتایا کہ قطب العالم پانچوں وقت نماز پڑھانے کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ہمیں ان کا انتظار ہے۔یہ سن کر اس شخص کو بے حد مسرت ہوئی کہ بہت جلدی قطب العالم سے ملاقات ہو جائے گی۔چنانچہ کچھ ہی دیر بعد لوگوں نے صف قائم کر لی اور نمازِ جنازہ شروع ہو گئی لیکن جب اس شخص نے غور سے دیکھا تو

Marfat.com

معلوم ہوا کہ نمازِ جنازہ کے امام، اس کے مرشد ابوالحسن ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ مارے خوف کے بے ہوش ہوگیا اور ہوش میں آنے کے بعد دیکھا تو لوگ جنازے کو دفن کر چکے تھے اور آپ کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ پھر اس مرید نے اطمینان قلبی کیلئے پوچھا کہ امام صاحب کا نام کیا تھا؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ قطب العالم حضرت ابوالحسن خرقانی تھے اور اب نماز کے وقت پھر یہاں تشریف لائیں گے۔ چنانچہ وہ مرید انتظار میں رہا اور جب آپ نماز پڑھا چکے تو اس نے بڑھ کر سلام کرنے کے بعد دامن تھام لیا۔ لیکن شدتِ خوف کی وجہ سے اس کی زبان سے ایک جملہ بھی نہیں نکلا پھر آپ نے اس کو ہمراہ لے جاتے ہوئے فرمایا کہ تو نے یہاں جو کچھ دیکھا ہے اس کو کبھی زبان پر نہ لانا کیونکہ میں نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ مجھ کو مخلوق کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھتے ہوئے مخلوق کو میرے مرتبے سے آگاہ نہ فرمائے سوائے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ کے جو مرنے کے بعد بھی حیات ہیں۔

ایک مرتبہ کسی نے آپ سے عراق جا کر درس حدیث میں شرکت کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی درس حدیث دینے والا موجود نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہاں تو کوئی مشہور محدث نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ایک تو میں ہی موجود ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اُمی ہونے کے باوجود اپنے فضل و کرم سے مجھے تمام علوم پر آگاہی عطا فرمائی ہے اور حدیث تو میں نے خود حضور نبی کریم ﷺ سے پڑھی ہے لیکن آپ کے اس قول کا اس شخص کو یقین نہیں آیا۔ چنانچہ رات کو خواب میں اُس کو حضور ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں جواں مرد سچی بات کرتے ہیں۔ اس خواب کے بعد صبح سے اس نے آپ کی خدمت میں پہنچ کر حدیث کا درس لینا شروع کر دیا اور آپ درس دیتے ہوئے بعض اوقات یہ بھی فرما جاتے کہ یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی نہیں ہے۔ اس شخص نے جب پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوتا ہے تو فرمایا کہ جب تم حدیث پڑھتے ہو تو میں حضور ﷺ کے

Marfat.com

مشاہدے میں مشغول رہتا ہوں اور جو صحیح حدیث ہوتی ہے اس کو پڑھتے وقت حضور ﷺ کی پیشانی پر مسرت کی جھلک ہوتی ہے لیکن جو حدیثِ پاک صحیح نہیں ہوتی اس پر آپ ﷺ کی پیشانی مبارک شکن آلود ہو جاتی ہے۔ جس سے مجھے اندازہ ہو جاتا ہے کہ صحیح حدیث کون سی ہے۔

حضرت عبداللہ انصاری فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک جرم میں گرفتار کر کے بلخ کی جانب چلے اور راستہ بھر یہ سوچتا رہا کہ میرے پاؤں سے کیا گناہ سرزد ہو گیا کہ جس کی پاداش میں زنجیر سے جکڑا گیا ہے اور جب بلخ پہنچا تو دیکھا کہ عوام چھتوں پر چڑھے ہوئے مجھے پتھروں سے مارنے کیلئے تیار کھڑے ہیں۔ اس وقت مجھے الہام ہوا کہ تو نے فلاں دن حضرت ابوالحسن کا مصلیٰ بچھاتے ہوئے اس پر پاؤں رکھ دیا تھا اور یہ اس کی سزا ہے چنانچہ میں نے اسی وقت توبہ کی کہ جس کے نتیجہ میں لوگ ہاتھوں میں پتھر لیے کھڑے رہے اور کسی میں مجھے مارنے کی جرات نہ ہوئی اور زنجیریں خود بخود ٹوٹ کر گر گریں اور حاکم نے میری رہائی کا حکم دے دیا۔

حضرت شیخ ابوسعید اپنے مریدین کے ہمراہ آپ کے یہاں مہمان ہوئے تو اس وقت گھر میں چند روٹیوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ لیکن آپ نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ ان روٹیوں پر ایک چادر ڈھانپ دو اور بقدر ضرورت مہمانوں کے سامنے نکال نکال کر رکھتی جاؤ۔ چنانچہ اس عمل سے تمام مہمانوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ لیکن جب آزمانے کیلئے چادر اٹھا کر دیکھا تو اس میں ایک روٹی بھی نہیں تھی۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے بہت برا کیا اگر چادر نہ اٹھاتا تو قیامت تک روٹیاں نکلتی رہتیں۔

کھانے سے فارغ ہو کر جب حضرت ابوسعید نے سماع کی فرمائش کی تو اس کے باوجود کہ آپ نے کبھی سماع نہیں سنا تھا از روئے مہمان نوازی اجازت دے دی اور قوال

Marfat.com

چٹکیاں بجا کر شعر پڑھ رہے تھے تو حضرت ابوسعید سے کہا اب کھڑے ہونے کا وقت آ گیا اور تین مرتبہ اپنی آستین جھٹک کر اتنی زور سے زمین پر پاؤں مارے کہ خانقاہ کی دیواریں تک ہل گئیں اور حضرت ابوسعید نے گھبرا کر عرض کیا کہ بس کیجئے کیونکہ مکان گر جانے کا خطرہ ہو گیا ہے اور زمین و آسمان آپ کے ساتھ وجد کر رہے ہیں۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ سماع صرف اس کے لیے جائز ہے جس کو آسمان سے عرش تک اور زمین سے تحتِ الثریٰ تک کشادگی نظر آتی ہو اور اس سے تمام حجابات ختم کر دیئے گئے ہوں۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی جماعت یہ سوال کرے کہ تم لوگ اس طرح رقص کیوں کرتے ہو تو جواب دینا کہ گذشتہ بزرگوں کی اتباع میں جن کے ابوالحسن جیسے مراتب تھے۔

ایک دن آپ نے حضرت ابوسعید سے فرمایا کہ آج میں نے تمہیں موجودہ دور کا ولی مقرر کر دیا ہے۔ کیونکہ عرصہ دراز سے میں یہ دعا کیا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی ایسا فرزند عطا فرما دے جو میرا ہمراز بن سکے اور اب میں خدا کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے تم جیسا شخص عطا کیا۔ حضرت ابوسعید نے کبھی آپ کے سامنے لب کشائی نہیں کی اور جب لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ شیخ کے بالمواجہ بات نہ کرنا ہی داخل ثواب ہے کیونکہ سمندر کے مقابلے میں ندیوں کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ پھر بتایا کہ خرقان آنے کے وقت میں ایک پتھر کی طرح تھا لیکن آپ کی توجہ نے مجھے گوہر آبدار بنا دیا۔

حضرت ابوسعید ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے جس میں حضرت ابوالحسن کے صاحبزادے بھی موجود تھے۔ اس وقت ابوسعید نے فرمایا کہ خودی سے نجات پا جانے والے ایسے ہوتے ہیں جیسے بچہ شکم مادر سے پاک وصاف نکلتا ہے اور وہ لوگ ایسے ہو گئے جس طرح عالم ارواح سے عالم خاکی میں گناہوں سے پاک آتے ہیں۔ پھر آپ نے صاحبزادے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تم ان لوگوں سے واقفیت حاصل کرنا

Marfat.com

چاہتے ہوتو ان میں ان صاحبزادے کے والد بزرگوار بھی موجود ہیں۔

ابو القاسم قشیری کا یہ مقولہ تھا کہ خرقان آنے کے وقت مجھ پر حضرت ابوالحسن کا خوف اس درجہ طاری تھا کہ بات کرنے کی سکت بھی نہیں تھی جس کی وجہ سے مجھے یہ خیال پیدا ہوگیا کہ شاید مجھے ولایت کے مقام سے معزول کردیا گیا ہے۔ جب شیخ بوعلی سینا آپ کی شہرت سے متاثر ہوکر بغرض ملاقات خرقان میں آپ کے گھر پہنچے اور آپ کی بیوی سے پوچھا کہ شیخ کہاں ہیں تو بیوی نے جواب دیا کہ تم ایک زندیق وکاذب کو شیخ کہتے ہو۔ مجھے نہیں معلوم کہ شیخ کہاں ہیں۔ البتہ میرے شوہر تو جنگل میں لکڑیاں لانے گئے ہیں یہ سن کر شیخ بوعلی سینا کو خیال ہوا کہ جب آپ کی بیوی ہی اس قسم کی گستاخی کرتی ہے تو نہ معلوم آپ کا کیا مرتبہ ہے؟ گو میں نے آپ کی بہت تعریف سنی ہے لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ بہت ادنیٰ درجہ کے انسان ہیں۔ پھر جب آپ کی جستجو میں جنگل کی طرف روانہ ہوئے تو دیکھا کہ آپ ایک شیر کی کمر پر لکڑیاں لادے تشریف لا رہے ہیں۔ یہ واقعہ دیکھ کر بوعلی سینا کو بہت حیرت ہوئی لہٰذا قدم بوس ہوکر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا بلند مقام عطا فرمایا ہے اور آپ کی بیوی آپ کے متعلق بہت بری باتیں کرتی ہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر میں اُس کا بوجھ برداشت نہ کرسکتا تو پھر یہ شیر میرا بوجھ کیسے اٹھاتا؟ پھر آپ بوعلی سینا کو اپنے گھر لے گئے اور کچھ دیر گفتگو کرنے کے بعد فرمایا کہ اب مجھے اجازت دے دو کیونکہ میں دیوار تعمیر کرنے کیلئے مٹی بگھو چکا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ دیوار پر جا بیٹھے اس وقت آپ کے ہاتھ سے بسولی چھوٹ کر زمین پر گرگئی اور جب بوعلی سینا اٹھا کر دینے کے لیے آگے بڑھے تو وہ خود بخود زمین سے اٹھ کر آپ کے ہاتھ میں پہنچ گئی۔ یہ کرامت دیکھ کر بوعلی سینا آپ کے معتقدین میں شامل ہوگئے۔

ایک مرتبہ وزیر بغداد کے پیٹ میں اچانک ایسا شدید درد اٹھا کہ اطباء نے بھی

Marfat.com

جواب دے دیا اس وقت لوگوں نے آپ کا جوتا لے جا کر وزیر کے پیٹ پر پھیر دیا اور وہ فوراً صحت یاب ہو گیا۔

ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ اپنا خرقہ مجھے پہنچا دیجئے تاکہ میں بھی آپ ہی جیسا بن جاؤں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا کوئی عورت مردانہ لباس پہن کر مرد بن سکتی ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ ہرگز نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ جب یہ ممکن نہیں ہے تو پھر تم میرا خرقہ پہن کر مجھ جیسے کیسے بن سکتے ہو؟ اس جواب سے وہ بہت نادم ہوا۔ کسی نے آپ سے دعوت الی اللہ دینے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا جب تم مخلوق کو دعوت دینے کا قصد کرو تو خود کو دعوت نہ دینا۔ اس شخص نے کہا کیا کوئی خود کو بھی دعوت دیتا ہے؟ فرمایا کہ یقیناً اور اس کی صورت یہ ہے کہ جب تمہیں کوئی دوسرا شخص دعوت دے تو اس کو ناپسند کرو۔ اس طرح تم خود کو بھی دعوت دینے والے بن جاؤ گے لیکن دعوت الی اللہ دینے والے نہیں بن سکتے۔

ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی نے ایاز سے یہ وعدہ کیا کہ میں تجھے اپنا لباس پہنا کر اپنی جگہ بٹھا دوں گا اور تیرا لباس پہن کر خود غلام کی جگہ لے لوں گا۔ چنانچہ جس وقت سلطان محمود غزنوی حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی نیت سے خرقان پہنچا تو قاصد سے یہ کہا کہ حضرت ابوالحسن سے یہ کہہ دینا کہ میں صرف آپ سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ لہٰذا آپ زحمت فرما کر میرے خیمہ تک تشریف لے آئیں اور اگر وہ آنے سے انکار کر دیں تو یہ آیت تلاوت کر دینا۔ "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم" (پارہ ۵ سورۃ نساء آیت ۹۵) یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ اپنی قوم کے حاکم کی بھی اطاعت کرتے رہو۔ چنانچہ قاصد نے آپ کو جب پیغام پہنچایا تو آپ نے معذرت کی جس پر قاصد نے مذکورہ بالا آیت تلاوت کی۔ آپ نے جواب دیا کہ محمود سے کہہ دینا کہ میں تو اطیعوا اللہ میں ایسا غرق ہوں کہ اطیعوا الرسول میں بھی ندامت محسوس

Marfat.com

کرتا ہوں۔ ایسی حالت میں اولی الامر منکم کا تو ذکر ہی کیا کرنا۔ یہ قول جس وقت قاصد نے محمود غزنوی کو سنایا تو اس نے کہا کہ میں انہیں معمولی قسم کا صوفی تصور کرتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ وہ تو بہت ہی کامل بزرگ ہیں۔ لہٰذا ہم خود ہی ان کی زیارت کیلئے حاضر ہوں گے اور اس وقت محمود نے ایاز کا لباس پہنا اور دس کنیزوں کو مردانہ لباس پہنا کر ایاز کو اپنا لباس پہنایا اور خود بطور غلام کے ان دس کنیزوں میں شامل ہو کر ملاقات کرنے کے لیے پہنچ گیا۔ گو آپ نے اس کے سلام کا جواب تو دے دیا لیکن تعظیم کے لیے کھڑے نہیں ہوئے اور محمود جو غلام کے لباس میں ملبوس تھا اس کی جانب قطعی توجہ نہیں دی (جب محمود نے دل میں خیال کیا کہ یہ دام فریب تو ایسا نہیں ہے جس میں آپ جیسے شاہباز پھنس سکیں) آپ نے محمود کا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ پہلے ان نامحرموں کو باہر نکال دو پھر مجھ سے گفتگو کرنا۔ چنانچہ محمود کے اشارے پر تمام کنیزیں باہر واپس چلی گئیں اور محمود نے آپ سے فرمائش کی کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی واقعہ بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت بایزید کا قول یہ تھا کہ جس نے میری زیارت کر لی اس کو بدبختی سے نجات حاصل ہو گئی۔ اس پر محمود نے پوچھا کہ کیا ان کا مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ سے بھی زیادہ تھا۔ اس لیے کہ حضور کو ابوجہل و ابولہب جیسے منکرین نے بھی دیکھا پھر بھی ان کی بدبختی دور نہیں ہوئی۔

آپ نے فرمایا اے محمود! ادب کو ملحوظ رکھ کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کو خلفائے اربعہ اور دیگر صحابہ کے علاوہ کسی نے نہیں دیکھا۔ جس کی دلیل یہ آیت مبارک ہے۔ "یعنی اے نبی (ﷺ)! آپ ان کو دیکھتے ہیں جو آپ کی جانب نظر کرتے ہیں، حالانکہ وہ آپ کو نہیں دیکھ سکتے"۔ یہ سن کر محمود بہت محظوظ ہوا اور آپ سے نصیحت کرنے کی خواہش کی تو آپ نے فرمایا کہ نواہی سے اجتناب کرتے رہو۔ باجماعت نماز ادا کرتے رہو۔ سخاوت و شفقت کو اپنا شعار بنا لو اور جب محمود نے دعا کی درخواست کی تو فرمایا کہ میں خدا سے ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ

Marfat.com

مسلمان مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرمائے۔ پھر جب محمود نے عرض کیا کہ میرے لیے مخصوص دعا فرمایئے تو آپ نے فرمایا کہ اے محمود! تیری عاقبت محمود ہو اور جب محمود نے اشرفیوں کا ایک توڑا آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے جو کی خشک ٹکیہ اس کے سامنے رکھ کر جواب دیا کہ اس کو کھاؤ۔ چنانچہ محمود نے جب توڑ کر منہ میں رکھا اور دیر تک چبانے کے باوجود بھی حلق سے نہ اترا تو آپ نے فرمایا کہ شاید نوالہ تمہارے حلق میں اٹکتا ہے۔ اس نے کہا ہاں تو فرمایا کہ تمہاری یہ خواہش ہے کہ اشرفیوں کا یہ توڑا اسی طرح میرے حلق میں بھی اٹک جائے۔ لہٰذا اس کو واپس لے لو کیونکہ میں دنیاوی مال کو طلاق دے چکا ہوں اور محمود کے بے حد اصرار کے باوجود بھی آپ نے اس میں سے کچھ نہ لیا۔ پھر محمود نے خواہش کی کہ مجھ کو بطور تبرک کے کوئی چیز عطا فرما دیں۔ اس پر آپ نے اس کو اپنا پیراہن دے دیا۔ پھر محمود نے رخصت ہوتے وقت عرض کیا کہ حضرت آپ کی خانقاہ تو بہت خوبصورت ہے فرمایا کہ خدا نے تمہیں اتنی وسیع سلطنت بخش دی ہے پھر بھی تمہارے اندر طمع باقی ہے اور اس جھونپڑی کا بھی خواہش مند ہے۔ یہ سن کر اس کو بے حد ندامت ہوئی اور جب وہ رخصت ہونے لگا تو آپ تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے۔ تو اس نے پوچھا کہ میری آمد کے وقت تو آپ تعظیم نہیں کی پھر اب کیوں کھڑے ہو گئے۔ فرمایا کہ اس وقت تمہارے اندر شاہی تکبر موجود تھا اور میرا امتحان لینے آئے تھے لیکن اب عجز و درویشی کی حالت میں واپس جا رہے ہو اور خورشید فقر تمہاری پیشانی پر رخشندہ ہے۔ اس کے بعد رخصت ہو گیا۔ سومنات پر حملہ کرنے کے وقت جب محمود غزنوی کو غنیم کی بے پناہ قوت کی وجہ سے شکست کا خطرہ محسوس ہوا تو اس نے وضو کر کے نماز پڑھی اور آپ کا عطا کردہ پیراہن ہاتھ میں لے کر یہ دعا کی اے خدا! اس پیراہن والے کے صدقے میں مجھے فتح عطا فرما اور جو مال غنیمت اس جنگ میں حاصل ہوگا وہ سب فقراء کو تقسیم کر دوں گا۔ چنانچہ اللہ نے اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور جب وہ غنیم کے مقابلہ

Marfat.com

میں صف آراء ہوا تو غنیم اپنے باہمی اختلافات کی بناء پر خود ہی آپس میں لڑنے لگا۔ جس کی وجہ سے محمود کو مکمل فتح حاصل ہوگئی۔ رات کو محمود نے خواب میں حضرت ابوالحسن کو دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں کہ اے محمود! تو نے اس قدر معمولی شے کیلئے میرا خرقہ کے صدقہ میں دعا کی اگر تو اس وقت یہ دعا مانگتا کہ تمام عالم کے کفار اسلام قبول کرلیں اور دنیا سے کفر کا خاتمہ ہو جائے تو یقیناً تیری دعا قبول ہوتی۔

ایک مرتبہ مریدین سمیت آپ کو سات یوم تک کھانا میسر نہ آسکا تو ساتویں دن ایک آدمی آٹے کی بوری اور ایک بکری لے کر آیا اور آپ کے دروازے پر آواز دی کہ میں یہ چیزیں صوفیاء کے لیے لے کر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے مریدین سے فرمایا کہ مجھ میں تو صوفی ہونے کی کوئی صلاحیت نہیں ہے لہٰذا تم میں سے جو صوفی ہو وہ جا کر لے لے۔ لیکن کسی نے اپنے صوفی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور سب فاقہ سے بیٹھے رہے۔ آپ کے ایک اور بھائی بھی تھے اگر آپ رات کو عبادت میں مشغول ہوتے تو دوسرے بھائی پوری رات ماں کی خدمت گزاری کرتے رہتے ایک دن جب دوسرے بھائی کا نمبر ماں کی خدمت کرنے کا تھا تو اس نے آپ سے کہا کہ اگر آپ آج میرے بجائے والدہ کی خدمت میں رہ جائیں تو میں رات بھر عبادت کرلوں۔

چنانچہ آپ نے ان کو اجازت دے دی اور خود ماں کی خدمت میں رہے لیکن اسی شب عبادت کی ابتداء کرتے ہی آپ کے بھائی نے یہ غیبی ندا سنی کہ ہم نے تمہارے بھائی کی مغفرت کرنے کے ساتھ تمہیں بھی ان کے طفیل میں بخش دیا۔ یہ سن کر انہیں حیرت ہوئی اور خدا سے عرض کیا کہ یا اللہ! میں تو تیری عبادت کررہا ہوں اور وہ ماں کی خدمت گزاری میں ہے۔ ندا آئی کہ ہمیں تیری عبادت کی حاجت نہیں بلکہ محتاج ماں کی خدمت کرنے والے کی اطاعت ہمارے لیے باعثِ خوشنودی ہے۔

Marfat.com

چالیس سال تک کبھی آپ نے ایک لمحہ کیلئے بھی آرام نہیں کیا اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے رہے۔ چالیس سال کے بعد ایک دن مریدین سے فرمایا کہ تکیہ دے دو میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ مریدین کو اس سے بہت حیرت ہوئی اور پوچھا کہ آج آپ آرام کے خواہاں کیوں ہوئے؟ فرمایا کہ آج میں نے خدا کی بے نیازی واستغنا کا مشاہدہ کر لیا ہے۔ البتہ تیس سال تک اللہ تعالیٰ کے خوف کے سوا میرے قلب میں کوئی خیال پیدا ہی نہیں ہوا۔

ارشادات عالیہ

☆ ایک دن آپ نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ کون سی چیز بہتر ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے شیخ! آپ ہی فرمائیے، فرمایا کہ وہ دل کہ جس میں خدا کی یاد ہو۔

☆ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ صوفی کون ہے؟ فرمایا کہ گدڑی اور جائے نماز سے صوفی نہیں ہوتا اور رسوم وعادات سے صوفی نہیں ہوتا۔ صوفی وہ ہوتا ہے کہ نیست ہو اور آپ نے فرمایا ہے کہ صوفی اس دن ہوتا ہے کہ اس کو آفتاب کی حاجت نہ ہو اور رات میں اُس کو چاند اور ستارے کی حاجت نہ ہو اور ایسا نیست ہوتا ہے کہ ہستی کی حاجت نہ ہو۔

☆ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ صدق کیا چیز ہے؟ فرمایا صدق یہ ہے کہ دل سے بات کہے یعنی وہ بات کہے جو اس کے دل میں ہو۔

☆ آپ سے پوچھا گیا کہ اخلاص کیا ہے؟ فرمایا جو کچھ تو خدا کے واسطے کرتا ہے، اخلاص ہے اور جو بندوں کے واسطے کرتا ہے، ریا ہے۔

☆ آپ سے دریافت کیا گیا کہ فنا، بقا میں کلام کرنے کا حق کس کا ہے؟ فرمایا کہ اس شخص کا کہ ایک تار سے آسمان سے لٹکتا ہو۔ ایسی ہوا چلے کہ درختوں اور عمارتوں کو گرا دے اور تمام پہاڑوں کو اکھیڑ دے اور تمام دریاؤں کو الٹ دے مگر اس کو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے۔

Marfat.com

☆ تم ہرگز اس شخص کے ساتھ صحبت نہ رکھو کہ تم کہو، خدا اور وہ کہے کچھ اور۔

☆ اندوطلب کر یہاں تک کہ تیری آنکھ سے آنسو نکل پڑیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ رونے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کا وارث وہ شخص ہے جو آپ کے فعل کی پیروی کرے نہ کہ وہ شخص جو کاغذ کو سیاہ کرے۔

☆ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ نہ چاہوں اور آپ نے فرمایا کہ یہ بھی طلب ہے۔

☆ آج چالیس سال ہوئے ہیں کہ میں ایک حالت میں ہوں اور حق میرے دل کو دیکھتا ہے اور اپنے سوا کسی اور کو نہیں پاتا۔ مجھ میں غیر خدا کیلئے کوئی شے باقی نہیں رہی اور نہ میرے سینہ میں غیر کیلئے قرار رہا ہے۔

☆ عالم و عابد جہان میں بہت ہیں، تجھے ایسا ہونا چاہیے کہ تو صبح و شام اس طرح کرے جیسا کہ خدا پسند کرتا ہے اور رات سے صبح اس طرح کرے، جیسا خدا پسند کرتا ہے۔

☆ چالیس سال سے میرا نفس ٹھنڈے پانی یا چھاچھ کا ایک گھونٹ طلب کرتا ہے مگر اب تک میں نے اس کو نہیں دیا۔

☆ دلوں میں سب سے روشن دل وہ ہے جس میں مخلوق نہ ہو اور کاموں میں سب سے اچھا وہ ہے جس میں مخلوق کا اندیشہ نہ ہو اور نعمتوں میں سب سے حلال وہ ہے جو تیری کوشش سے ہو اور رفیقوں میں سب سے اچھا وہ ہے جس کی زندگانی حق کے ساتھ ہو۔

☆ مجھے تین چیزوں کا علم نہ ہو سکا۔ حضرت محمد ﷺ کے درجات، نفس کا مکر اور معرفت۔

☆ میں نے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز سنی۔ میرے بندے! اگر تو غم کے ساتھ

Marfat.com

میرے سامنے آئے گا تو تجھے خوش کروں گا اور اگر حاجت وفق کے ساتھ آئے گا تو میں تجھے تونگر کردوں گا جب تو اپنے سے بالکل دست بردار ہو جائے گا پانی اور ہوا کو تیرا مطیع کردوں گا۔

☆ میں نے عافیت تنہائی میں پائی اور سلامتی خاموشی میں۔

☆ تمام مسلمان نماز پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں لیکن مردوہ ہے کہ ساٹھ سال اس پر گزر جائیں مگر فرشتہ اس کے نامہ اعمال میں کوئی ایسی چیز نہ لکھے کہ جس کے سبب سے اسے حق تعالیٰ سے شرمندہ ہونا پڑے اور وہ حق کو ایک لمحہ فراموش نہ کرے۔

☆ تین مقام پر فرشتے اولیاء سے زیادہ ہیبت کھاتے ہیں۔ایک موت کا فرشتہ ان کی جان نکالنے کے وقت۔دوسرے کراماً کاتبین اُن کے اعمال لکھنے کے وقت اور تیسرے منکر نکیر اُن سے سوال کے وقت۔

☆ ایک روز خدا تعالیٰ نے مجھے آواز دی کہ جو بندہ تیری مسجد میں آئے گا اس کا گوشت و پوست دوزخ کی آگ پر حرام ہوگا اور جو بندہ تیری زندگی میں اور تیرے مرنے کے بعد تیری مسجد میں دو رکعت نماز پڑھے گا، قیامت کے دن عابدوں کے گروہ میں اٹھے گا۔

☆ خدا تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں کہ جب رات کے وقت روئے زمین پر اندھیرے گھر میں سوتے ہیں اور لحاف منہ پر ہوتا ہے تو آسمان کے ستاروں اور چاند کی سیر کو دیکھتے ہیں اور لوگوں کی اطاعت اور گناہوں کو دیکھتے ہیں جو فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں اور لوگوں کے رزقوں کو دیکھتے ہیں جو آسمان سے زمین پر آتے ہیں اُن فرشتوں کو دیکھتے ہیں جو آسمان سے زمین پر آتے ہیں پھر آسمان پر چلے جاتے ہیں اور آفتاب کو دیکھتے ہیں جو کہ زمین میں گزرتا ہے۔

☆ میں نے صرف چار ہزار باتیں خدا سے سنی تھیں اور اگر کہیں دس ہزار سن لیتا تو نہ

Marfat.com

معلوم کیا ہو جاتا اور کیا چیزیں ظہور میں آتیں۔

☆ خدا نے مجھے اتنی طاقت عطا کردی تھی کہ جس وقت میں نے قصد کیا کہ ٹاٹ دیبائے رومی میں تبدیل ہو جائے تو فوراً ہو گیا اور خدا کا شکر ہے وہ طاقت آج بھی میرے اندر موجود ہے۔

☆ میں اَن پڑھ ہوں لیکن خدا نے اپنے کرم سے مجھ کو تمام علوم سے بہرہ ور کیا ہے اور میں ان کا شکر گزار ہوں کہ اس نے اپنی حقیقت میں مجھے گم کر دیا ہے۔یعنی ظاہری جسم صرف خیال ہے۔کیونکہ میرا ذاتی وجود ختم ہو چکا ہے۔

☆ خدا نے مجھے وہ درد عطا کیا ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی نکل پڑے تو طوفان نوح سے بھی زیادہ طوفان آجائے۔

☆ مرنے کے بعد بھی میں اپنے معتقدین کی نزع کے وقت مدد کروں گا اور جس وقت فرشتہ اجل ان کی روح قبض کرنا چاہے گا تو میں اپنی قبر سے ہاتھ نکال کر ان کے لب و دندان پر لطف الٰہی کا چھینٹا دوں گا تا کہ وہ شدتِ تکلیف میں خدا سے غافل نہ ہو سکیں۔

☆ میں عشاء کے بعد اس وقت تک آرام نہیں کرتا جب تک دن بھر کا حساب خدا کو نہیں دے لیتا۔

☆ اگر قیامت میں اللہ میرے طفیل سے پوری مخلوق کی مغفرت فرمادے جب بھی میں اپنی علو ہمتی کی بناء پر جو مجھے بارگاہِ خداوندی میں حاصل ہے۔منہ موڑ کر نہ دیکھوں گا۔

☆ اے لوگو! تمہارا اس بندے کے متعلق کیا خیال ہے؟ جس کو آبادی و ویرانہ کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔لیکن یاد رکھو کہ اللہ نے ایسے بندے کو وہ مرتبہ عطا کیا ہے کہ قیامت میں اس کے دم سے ایسا نور پھیلے گا کہ آبادی اور ویرانے سب منور ہو جائیں گے اور خدا اس کے صدقہ میں تمام مخلوق کی مغفرت فرمادے گا۔حالانکہ وہ شخص دنیا میں کبھی دعا نہیں کرتا اور قیامت میں

Marfat.com

بھی کسی کی شفاعت نہیں کرے گا۔

☆ گوشہ تنہائی میں کبھی اللہ تعالیٰ مجھے ایسی قوت عطا کر دیتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایک اشارے میں آسمان کو پکڑ کر کھینچ لوں اور چاہوں تو چشم زدن میں تحتِ الثریٰ کی سیاحت کر آؤں۔

☆ میرا ہر فعل ایک کرامت ہے حتیٰ کہ جب میں ہاتھ پھیلاتا ہوں تو ہوا میرے ہاتھ میں سونے کا ذرہ محسوس ہوتی ہے۔ جبکہ میں نے کبھی اظہارِ کرامت کیلئے ہوا میں ہاتھ نہیں پھیلایا کیونکہ جو ظہور کرامت کی خواہش کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کرامت کے دروازے بند کر دیتا ہے۔

☆ جب تک تمہارے قلوب مردہ ہیں سکون نہیں مل سکتا، فرمایا کہ کرامت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر درویش پتھر سے سوال کرے تو پتھر اس کو جواب دے۔

+......☆......+

Marfat.com

حضرت ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: فارمد نزد طوس (ایران)

وصال: 4 ربیع الاوّل 477 ہجری

مزار اقدس: طوس (ایران)

☆

آپ کا اسم گرامی فضیل بن محمد ہے۔ طوس کے مضافات کے ایک گاؤں "فارمدیہ" کے رہنے والے تھے۔ آپ کی نسبت حضرت شیخ المشائخ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی اور شیخ ابوالقاسم گورگانی طوسی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی نسبت تھی۔ جوانی میں آپ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے جمال کے عاشق ہو گئے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ان کے پاس گیا تو محفل سماع تھی میں چھپ کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ پر جب خاص کیفیت طاری ہوئی اور وجد آیا تو کپڑے پھاڑ لیے جب وجد کی کیفیت سے باہر آئے تو مرید آپ کے لباس کے ٹکڑے تبرک کے طور پر لینے گئے۔ شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لباس کی آستین اور ایک دھجی اپنے ہاتھ میں پکڑی اور آواز دی "اے ابو علی طوسی کہاں ہو؟" آپ کے دو تین مرتبہ آواز دینے پر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے یہ دونوں چیزیں آستین و تبریز مجھے عنایت فرمائیں اور فرمایا کہ تم ہمارے نزدیک اس آستین و تبریز کی مانند ہو۔ فوراً میرے قلب میں روشنی ظاہر ہوئی اور روز بروز اس میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا اور کیفیتیں طاری ہونے لگیں۔ اس

Marfat.com

کے بعد آپ تحصیل علم میں تین سال مصروف رہے۔ایک دن آپ نے قلم دوات میں ڈالی تو قلم سفید باہر نکلی۔آپ نے اپنے استاد سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ چونکہ قلم نے تمہیں چھوڑ دیا ہے تم بھی اسے چھوڑ دو اور دوسرے کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ایک دن آپ کے استاد حضرت ابوالقاسم نہا رہے تھے کہ آپ نے کنویں سے چند ڈول نکال کر حمام میں ڈالے غسل سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو دریافت کیا کہ پانی کے ڈول حمام میں کس نے ڈالے۔آپ نے جب اقرار کیا تو حضرت ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ستر سال میں جو حاصل کیا تو نے پانی کے ایک ڈول سے وہ سب کچھ لے لیا۔ایک عرصہ تک آپ ان کے پاس ریاضت ومجادہ میں مصروف رہے مگر دل کی خواہش روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ چنانچہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بے حدو حساب فیوض وبرکات سے مستفیض ہوئے۔بالآخر آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

آپ کا سن وفات 477 ہجری ہے۔آپ کا مزار مبارک طوس ایران میں واقع ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 440 یا 441 ہجری　　　　بمقام: ہمدان

1048 یا 1049ء 21 رجب　　　　وصال 535 یا 536 ہجری

مزار اقدس: مَرو (ازبکستان)

آپ کا نام یوسف اور کنیت ابو یعقوب ہے۔ آپ کا تعلق ہمدان سے تھا۔ آپ کی نسبت شیخ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ نے شیخ ابو اسحق، شیخ عبداللہ جونی اور شیخ احسن سمنانی رحمہم اللہ علیہم سے فیض صحبت اٹھایا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں ہمدان سے بغداد تشریف لائے۔ آپ ان مشائخ میں سے ہیں جن کے ساتھ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو صحبت رہی اور متفع ہوئے۔ آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سرہ سے فرمایا تھا کہ لوگوں کو وعظ اور نصیحت کیا کریں۔ انہوں نے کہا میں مرد عجمی ہوں۔ فصحاء بغداد کے سامنے کیسے گفتگو کروں۔ آپ نے فرمایا کہ جب آپ نے علوم فقہ، اصول فقہ اختلاف مزاہب، نحو و لغت اور تفسیر قرآن کا علم خوب حاصل کرلیا ہے۔ پھر کیوں کر منبر پر آنے اور وعظ و پند کی صلاحیت نہیں ہے۔ آپ بلا تامل ہدایت وارشاد شروع کیجئے کیونکہ میں آپ میں ایک جڑ دیکھ رہا ہوں جو عنقریب پورا درخت ہو جائے گی۔ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء توتی اکلھا کل حین ○ ترجمہ: جس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہوں اور شاخیں آسمان میں پھیلیں گی اور وہ اپنا میوہ ہر وقت دے گا۔ (سورہ ابراہیم: رکوع 14)۔

آپ اولیاء اہل کمال میں سے تھے۔ آپ نے اصفہان، عراق، خراسان، سمرقند اور بخارا کے پیران عظام سے استفادہ کیا اور مخلوق، خدا کو اپنا فیض پہنچایا۔ کافی عرصہ ''مرو''

Marfat.com

میں رہے اس کے بعد ہرات میں کچھ عرصہ قیام کیا۔دوبارہ ''مرو'' کا ارادہ کیا لیکن راستہ میں وفات پائی۔

آپ کا سن پیدائش 440یا441ہجری جبکہ سن وفات 535یا536ہجری ہے۔آپ کا مزار مبارک مرو میں مرجع خلائق ہے۔

ارشاداتِ عالیہ

☆ سماع ایک سفیر ہے حق تعالیٰ کی طرف اور ایک ایلچی ہے حق تعالیٰ کی طرف سے۔ وہ ارواح کی خوراک، اجسام کی غذا، قلوب کی زندگی اور اسرار کی بقا ہے۔وہ پردہ کے پھاڑنے والا اور بھید کے ظاہر کرنیوالا ہے اور برق درخشاں اور آفتاب تاباں ہے۔وہ دنیا میں ہر فکر، ہر لحظہ، ہر تدبر و تفکر، ہر ہوا کے جھونکے، ہر درخت کی حرکت اور ہر ناطق کے نطق سے ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ تو اہل حقیقت کو سماع میں سرگشتہ اور حیران، مقید و اسیر اور صاحبِ خشوع و مست دیکھتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنی زیبائی کے نور سے ملائکہ مقربین میں سے ستر ہزار فرشتے پیدا کیے اور ان کو اپنی بارگاہ میں عرش و کرسی کے درمیان کھڑا کیا۔ان کا لباس ''سبز صوف'' ہے اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہیں۔وہ اپنی پیدائش کے وقت سے حالت وجد میں سرگشتہ و حیران اور فروتن و مست کھڑے ہیں اور شیفتگی کی شدت کے سبب رکن عرش سے کرسی تک دوڑتے ہیں۔پس وہ اہل آسمان کے صوفیہ اور نسبتوں کے لحاظ سے ہمارے بھائی ہیں۔حق تعالیٰ اُن کا انیس و ملیک ہے، پس ان پر سلام و تحیہ و اکرام ہو۔

☆ تم خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھو۔اگر یہ میسر نہ آئے تو اس شخص کے ساتھ محبت رکھو جو اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے۔

Marfat.com

☆ آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب اہل اللہ ہم سے روپوش ہو جاتے ہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے تا کہ ہم سلامت رہ سکیں؟ آپ نے فرمایا کہ ان کی باتیں دہراتے رہو۔

☆ جو لوگ صحیح معنوں میں خدا پرست ہیں وہ کنویں کی چرخی کی آواز پر بھی اللہ کی یاد میں مست ہو جاتے ہیں۔

☆ ایک روز ایک درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اس وقت میں شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا وہ دستر خوان پر درویشوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ کچھ دیر کے لیے شیخ پر ہیبت طاری ہوئی پھر انہوں نے فرمایا کہ اس وقت حضرت پیغمبر ﷺ تشریف فرما ہوئے اور لقمہ میرے منہ میں رکھا اور آپ نے فرمایا کہ یہ وہ خیالات ہیں جن سے اطفال طریقت تربیت پاتے ہیں۔

☆ آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سرہ۔ سے فرمایا تھا کہ لوگوں کو وعظ نصیحت کیا کریں۔ انہوں نے کہا کہ میں مرد عجمی ہوں۔ فصحاء بغداد کے سامنے کیسے گفتگو کروں۔

آپ نے فرمایا کہ جب آپ نے علوم فقہ، اصول فقہ، اختلاف مذاہب، نحو و لغت اور تفسیر قرآن کا علم حاصل کر لیا ہے۔ پھر کیوں کر منبر پر آنے اور وعظ و پند کی صلاحیت نہیں ہے۔ آپ بلا تامل ہدایت وارشاد شروع کیجئے کیونکہ میں آپ میں ایک جڑ دیکھ رہا ہوں جو عنقریب پورا درخت ہو جائے گی کہ "جس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہوں گی اور شاخیں آسمان میں پھیلیں گی اور وہ اپنا میوہ ہر وقت دے گا"۔ (سورۃ ابراہیم، رکوع ۱۴)

☆ آپ سے دریافت کیا گیا کہ جب ایسا زمانہ آجائے کہ اللہ والے تلاش کرنے کے باوجود نہ ملیں تو اس وقت کیا کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ ان حالات میں اگر ہماری سیرت کے آٹھ صفحات ہی پڑھ لے گا تو وہ یہ خلاء محسوس نہیں کرے گا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 435ھ ہجری 1044ء۔۔۔ بمقام: روم

وصال: 575ھ ہجری 1179ء۔۔۔ مزار اقدس: غجدوان، ازبکستان

☆×......×☆

آپ طبقہ خواجگان کے سردفتر اور سلسلہ نقشبندیہ کے سردار ہیں۔ طریقت میں آپ کی روش محبت ہے۔ آپ تمام فرقوں میں مقبول ہیں۔ آپ ہمیشہ راہ صدق وصفا اور متابعت شرع وسنت مصطفےٰ ﷺ اور مخالفت بدعت وہوا میں کوشاں رہے اور اپنی روش پاک کو آپ نے اغیار کی نظر سے پوشیدہ رکھا ہے۔

نسب وولادت:

آپ کے والد کا اسم گرامی عبدالجمیل ہے جو عبدالجمیل امام کر کے مشہور تھے۔ وہ اپنے وقت کے مقتدا اور عالم ظاہر وباطن تھے۔ اور امام مالک کی اولاد سے تھے۔ روم میں رہا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ روم کے شاہی خاندان سے تھیں۔ کہتے ہیں کہ عبدالجمیل حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو بشارت دی تھی کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ اُس کا نام عبدالخالق رکھنا۔ حوادث روزگار کے سبب سے عبدالجمیل مع متعلقین روم سے ماوراء النہر کی طرف نکلے۔ اور ولادت بخارا میں پہنچ کر موضع غجدوان میں جو بخارا سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ سکونت پذیر ہوئے۔ خواجہ عبدالخالق وہیں پیدا ہوئے اور نشو نما پائی اور بخارا میں تحصیل علوم میں مشغول ہوئے۔

سلوک وطریقت:

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرہ کا بیان ہے کہ خواجہ عبدالخالق

Marfat.com

اپنے استاد صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تفسیر پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے۔

"ادعوا ربکم تضرعا و خفیة و انه لا یحب المعتدین"

ترجمہ: "تم اپنے رب کو عاجزی اور پوشیدگی کے ساتھ پکارو۔

"تحقیق وہ حد سے زیادہ تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا"۔

تو آپ نے استاد سے پوچھا کہ اس پوشیدگی کی حقیقت اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ اگر ذاکر بلند آواز سے ذکر کرے یا ذکر کے وقت اعضاء سے حرکت کرے تو غیر شخص اُس ذکر سے واقف ہو جاتا ہے اور اگر دل سے ذکر کرے، تو بحکم حدیث "شیطان انسان میں خون کی طرح چلتا ہے (ابو داؤد کتاب الادب، باب فی حسن الظن)"۔ اور اس طرح شیطان ذکر سے واقف ہو جاتا ہے۔ استاد نے فرمایا کہ یہ علم لدنی ہے اگر خدا نے چاہا تو اہل اللہ میں سے کوئی تمہیں مل جائے گا اور بتا دے گا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ اولیاء اللہ کی تلاش میں رہے۔ یہاں تک کہ ایک روز حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات نصیب ہوئی۔ بعد دریافت حال حضرت خضر نے فرمایا کہ میں خضر ہوں میں نے تم کو فرزندی میں قبول کیا۔ میں تمہیں ایک سبق بتاتا

ہوں۔ اسے ہمیشہ دہراتے رہنا۔ تم پر اسرار کھل جائیں گے۔ پھر وقوف عددی کی تعلیم دی اور فرمایا کہ حوض میں اترو اور غوطہ لگاؤ اور دل سے لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو۔ حضرت خواجہ نے اسی طرح کیا اور اس ورد میں مشغول رہے یہاں تک کہ بہت اسرار کھل گئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ یوسف ہمدانی بخارا میں تشریف لائے۔ جب تک ان کا قیام بخارا میں رہا۔ آپ ان کی صحبت میں حاضر ہو کر فیض اٹھاتے رہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام آپ کے پیر سبق ہیں اور خواجہ یوسف ہمدانی پیر صحبت و پیر خرقہ۔ اگرچہ خواجہ یوسف اور ان کے مشائخ ذکر بالجہر کیا کرتے تھے، لیکن چونکہ خواجہ عبدالخالق کو ذکر خفی کی تلقین حضرت خضر

Marfat.com

علیہ السلام سے تھی اس لیے خواجہ یوسف نے اس میں ردوبدل نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ جس طرح تم کو تلقین ہوئی ہے، کیے جاؤ۔ خواجہ عبدالخالق نے اپنی بعض تحریرات میں ذکر کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے خواجہ یوسف کے سپرد کیا تو اس وقت میری عمر بائیس سال کی تھی۔ ایک مدت کے بعد خواجہ یوسف خرقان میں آ گئے تو حضرت خواجہ عبدالخالق اُن کے پاس ریاضیات ومجاہدات میں مشغول ہو گئے۔ آپ اپنے حالات پوشیدہ رکھا کرتے تھے۔ پھر بھی ملک شام میں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہو گئے۔ اور وہاں خانقاہ وآستانہ بن گیا تھا۔

حکایت درویش:

ایک روز ایک درویش حضرت خواجہ کی خدمت میں کہہ رہا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے دوزخ و بہشت کے درمیان اختیار دے تو میں دوزخ کو اختیار کروں گا۔ کیونکہ میں تمام عمر اپنے نفس کی مراد پر نہیں چلا اور اُس صورت میں بہشت میرے نفس کی مراد ہوگی۔ حضرت خواجہ نے اس درویش کے کلام کی تردید کی اور فرمایا کہ بندے کو اختیار سے کیا کام۔ جہاں مالک بھیجے، چلا جائے اور جہاں ٹھہرائے ٹھہر جائے۔ بندگی اسی کا نام ہے کہ نہ کہ جو تم کہہ رہے ہو۔ اُس درویش نے پوچھا کہ سالکان طریقت پر شیطان کا غلبہ ہوتا ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جو سالک مقام فنائے نفس کو نہ پہنچا ہو، شیطان اُس پر غصہ کے وقت قابو پاتا ہے۔ لیکن جو اس مقام پر پہنچ گیا ہو اس کو غصہ نہیں آتا بلکہ غیرت آتی ہے اور جہاں غیرت ہوتی ہے، شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ اور یہ صفت اُس شخص میں ہوتی ہے جو کتاب اللہ کو دائیں ہاتھ میں سنت رسول اللہ ﷺ کو بائیں ہاتھ میں لیے ہوئے ہو اور ان دونوں کی روشنی میں راستہ چلتا ہو۔

Marfat.com

کرامات:

ایک دفعہ ایام عاشور میں لوگوں کی ایک بڑی جماعت آپ کی خدمت میں حاضر تھی اور آپ معرفت پر کلام فرما رہے تھے۔ اچانک ایک نوجوان زاہدوں کی صورت میں خرقہ پہنے اور سجادہ کندھے پر ڈالے ہوئے حاضر ہوا اور گوشہ میں بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہ نے اس کی طرف نظر کی۔ کچھ دیر کے بعد وہ اُٹھ کر کہنے لگا۔ اے خواجہ! حضور رسالتمآب ﷺ نے فرمایا ہے۔ ''مومن کی فراست سے ڈرو، کیونکہ وہ اللہ عزوجل کے نور سے دیکھتا ہے''۔ اس حدیث کا سر کیا ہے؟

آپ نے فرمایا کہ اس حدیث کا سر یہ ہے کہ تو زنار کو توڑ دے اور ایمان لے آ۔ اس نے کہا، پناہ، بخدا کہ میرے پاس زنار ہو۔ حضرت خواجہ نے خادم کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ خادم اٹھا اور اُس جوان کے بدن پر سے خرقہ اٹھا دیا پس خرقہ کے نیچے سے زنار ظاہر ہو گیا یہ دیکھ کر جوان نے اُسی وقت زنار توڑ دیا اور ایمان لے آیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ یارو! آؤ۔ ہم بھی اس نومسلم کی طرح اپنے زنار توڑ ڈالیں۔ اور ایمان لائیں جس طرح اس نے زنار ظاہری توڑا ہے ہم اپنے زنار باطنی جس سے مراد خود پسندی ہے توڑ ڈالیں تاکہ اس کی طرح ہم بھی بخشے جائیں۔ یہ سن کر حاضرین پر عجیب کیفیت طاری ہوئی اور حضرت خواجہ کے قدموں پر گر کر توبہ کرنے لگے۔

حضرت خواجہ کی ولایت اس مرتبہ تک پہنچ گئی تھی کہ ایک وقت کی نماز آپ خانہ کعبہ جاتے اور واپس آجاتے۔ حضرت خواجہ کی وفات 12 ربیع الاول 575ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک غجدوان میں مرجع خلائق ہے۔

ارشاداتِ عالیہ

آپ کے کلماتِ قدسیہ میں سے آپ کی اصطلاحات ہیں جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنا ہے۔

Marfat.com

آٹھ کلمے ہیں۔

1) ہوش دردم　　2) نظر برقد

3) سفر دروطن　　4) خلوت دار انجمن

5) یاد کرد　　6) بازگشت

7) نگاہ داشت　　8) یاداشت

ان گیارہ کلمات پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی بنیاد ہے جن کی مختصر سی تشریح درج ذیل ہے۔

1) ہوش دردم:

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک کا ہر ایک سانس حضور و آگاہی سے ہو نہ کہ غفلت سے۔ یعنی کسی سانس میں خدا سے غافل نہ رہے۔ حضرت بہاء الدین شہنشاہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں کہ کسی سانس کو ضائع نہ ہونے دو۔ سانس کے خروج و دخول میں اور خروج و دخول کے درمیان محافظت چاہیے کہ کوئی وقفہ غفلت کا نہ پایا جائے۔

2) نظر قدم:

اس سے مراد یہ ہے کہ نظر اپنے پاؤں کی پشت پر رکھے تا کہ بے جا نظر نہ پڑے اور دل محسوسات متفرقہ سے پراگندہ نہ ہو جائے۔ پس راہ چلتے اِدھر اُدھر نہ دیکھے کہ موجب فساد عظیم و مانع حصول مقصود ہے۔

یہ عمل تفرقہ بیرونی کے دفیعہ کیلئے ہے۔ جیسا کہ ہوش دردم تفرقہ اندرونی کے دفعیہ کے واسطے ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ سالک کا قدم باطن اس کی نظر باطن سے پیچھے نہ رہے۔ رشحات میں ہے کہ شاید نظر بر قدم، سرعت سیر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مسافت کے قطع کرنے اور عقبات خود پرستی کے طے کرنے میں قدم نظر سے پیچھے نہ رہے بلکہ منتہائے نظر پر پڑے۔

Marfat.com

3) سفر در وطن:

یعنی سیر در نفس سے مراد صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف انتقال کرنا ہے۔
خواجگان نقشبندیہ نے مقام بقا میں جو سانفسی سے تعلق رکھتا ہے بجائے سیر آفاقی کے اسی سیر کیفی کو اختیار کیا ہے اور سفر ظاہر اتنا ہی کرتے ہیں کہ پیر کامل تک پہنچ جائیں۔ دوسری حرکت جائز نہیں رکھتے اور صحبت شیخ سے دوری نہیں چاہتے اور ملکہ آگاہی کے حصول کیلئے پوری پوری کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے وہ سیر آفاقی کو جو دور دراز راستہ ہے حتیٰ الامکان پسند نہیں کرتے بلکہ سیر انفسی کے ضمن میں اسے قطع کرتے ہیں اور ملکہ آگاہی کے حصول کے بعد سفر کرتے ہیں یا اقامت۔ دوسرے سلسلوں میں سلوک کو سیر آفاقی سے شروع کرتے ہیں اور سیر انفسی پر ختم کرتے ہیں۔ سیر انفسی سے شروع کرنا سلسلہ نقشبندیہ کا خاصہ ہے۔ اندراج نہایت در ہدایت کے یہی معنی ہیں کہ سیر انفسی جو دوسروں کی نہایت (انتہا) ہے وہ اکابر نقشبندیہ کی ہدایت (ابتداء) ہے۔

واضح رہے کہ سیر آفاقی مطلوب کو اپنے سے باہر ڈھونڈنا ہے اور سیر انفسی اپنے میں آنا اور اپنے دل کے گرد پھرنا ہے۔

مگر شہود نفسی میں گرفتار نہ رہنا چاہیے اور اس کو مطلوب کے ظلال میں سے ایک ظل تصور کرنا چاہیے کیونکہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ جیسا کہ ورائے آفاق ہے، ورائے نفس بھی ہے۔ پس اس کو آفاق وانفس سے باہر طلب کرنا چاہیے۔

4) خلوت در انجمن:

اس سے مراد یہ ہے کہ انجمن میں جو محل تفرقہ ہے از راہ باطن مطلوب کے ساتھ خلوت رکھے اور غفلت کو دل میں راہ نہ دے۔ ظاہر میں خلائق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ ہونا چاہیے۔ ابتداء میں یہ معاملہ بتکلف ہوتا ہے اور انتہا میں بے تکلف۔

Marfat.com

حضرت خواجہ اولیائے کبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلوت در انجمن یہ ہے کہ سالک اگر بازار میں جائے تو ذکر میں استغراق کے سبب سے کوئی اور نہ سنے۔حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ کا قول ہے کہ ذکر میں جہد اہتمام بلیغ کے ساتھ مشغول ہونے سے سالک کو پانچ چھ روز میں یہ دولت حاصل ہو جاتی ہے۔مشائخ نقشبندیہ بجائے چلہ کے اسی خلوت پر قناعت کرتے ہیں کیونکہ حاصل چلہ اس میں داخل ہے اور آفات سے دور ہے۔

5) یادکرد:

اس سے مراد یہ ہے کہ ہروقت ذکر میں مشغول رہے، خواہ زبانی ہو یا قلبی۔

6) بازگشت:

اس سے مراد یہ ہے کہ جب ذاکر بطریق معبود کلمہ توحید کا ذکر دل سے کرے تو ہر بار کلمہ توحید کے بعد زبان دل سے کہے، خدایا! مقصود میرا تو ہے اور تیری رضا۔مشائخ نقشبندیہ کا معمول یہ ہے کہ کلمہ توحید کے تلفظ کے ضمن مین لامقصود ملاحظہ کرتے ہیں۔کیونکہ جو معبود ہوتا ہے وہ مقصود ہوتا ہے۔جیسا کہ آیۃ کریمہ افرایت من اتخذالھہ ھواہ سے ظاہر ہے۔

7) نگہداشت:

اس سے مراد یہ ہے کہ قلب کو خطرات وحدیث نفس سے نگاہ میں رکھا جائے یعنی کلمہ طیبہ کے تکرار کے وقت ماسوا قلب میں خطور نہ کرے۔خطرات کے دور کرنے کیلئے کلمہ طیبہ حبس دم کے ساتھ مفید ہے۔

8) یاداشت:

اس سے مراد یہ ہے کہ دوام آگاہی بحق سبحانہ بر سبیل ذوق۔

Marfat.com

دارم ہمہ جا باہمہ کس درہمہ خیال

دردل زتو آرزو وئوررویدہ خیال

اگر دوام آگاہی اس قدر غالب ہو کہ کثرت کونیہ اس کی مزاحم نہ ہو بلکہ اپنے وجود کا بھی شعور نہ رہے تو اسے فناء کہتے ہیں۔ اگر اس بے شعوری کا شعور بھی نہ رہے تو اسے فنائے فناء یا عین الیقین بھی کہتے ہیں۔

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہ نے اخیر کے چار کلموں کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ یاد کرد سے مراد ذکر میں تکلف ہے۔ یعنی جس ذکر کی شیخ سے تلقین ہوتی ہے اس کے تکرار میں بتکلف مشغول رہے۔

یہاں تک کہ مرتبہ حضور حاصل ہو جائے۔ اور باز گشت سے مراد رجوع بحق سبحانہ بدیں طور کہ جتنی بار کلمہ طیبہ کا ذکر کرے ہر بار اس کلمہ کے بعد دل میں خیال کرے کہ ”خدایا! مقصود میرا تو ہے اور تیری رضا“۔ اور نگہداشت سے مراد ہے اس رجوع کی محافظت بغیر زبان سے کہنے کے اور یاداشت سے مراد نگہداشت میں رسوخ ہے۔

۱) وقوف زمانی:

اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ سالک کو چاہیے کہ واقف نفس رہے اور پاس انفاس کو ملحوظ رکھے۔ یعنی ہر وقت خیال رکھے کہ سانس حضور میں گزرتا ہے یا غفلت میں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ بندہ ہر وقت اپنے حال سے واقف رہے۔ اگر وقت طاعت میں گزرا ہے تو شکر بجالائے۔ اگر معصیت میں گزرا ہے تو عذر خواہی کرے۔ اسی طرح حالت بسط میں شکر اور حالت قبض میں استغفار کرے۔ صوفیہ کرام کی اصطلاح میں اسے محاسبہ کہتے ہیں۔ قول باری تعالیٰ ہے کہ: ”وانیبوا الی ربکم واسلموا لہ من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون“ (سورۃ الزمر: آیت ۵۴) ترجمہ: ”اور رجوع کرو اپنے رب کی طرف اور

Marfat.com

اسکی فرمانبرداری کرو۔ پہلے اس سے کہ آوے تم پر عذاب۔ پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آئے گا"۔

اور قول حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ترجمہ: "تم محاسبہ کرو پہلے اس سے کہ محاسبہ کیے جاؤ"۔

ب) وقوف قلبی:

اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ ذکر کے وقت دل حق سبحانہ سے واقف و آگاہ رہے اور یہ مقولہ یادداشت سے ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ بندہ اثنائے ذکر میں قلب صنوبری کی طرف متوجہ رہے اور اسے ذکر میں مشغول کرے اور ذکر اور ذکر کے مفہوم سے غافل نہ ہونے دے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے ذکر میں حبس دم اور رعایت عدد کو لازم قرار نہیں دیا۔ مگر وقوف قلبی بہر دو معنی کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ آیہ کریمہ: "یایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا" ترجمہ: اے ایمان والو! خدا کو بہت یاد کرو" (سورۃ احزاب، ۶)۔ میں اسی وقف قلبی کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ وقوف قلبی یہ ہے کہ دل کا نگران و واقف رہے۔ اور قطع نظر ذکر کر کے اس کی طرف توجہ رکھے تاکہ اس میں تفرقہ راہ نہ پائے اور وہ ماسوا کے نقوش سے منقش نہ ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ دل بے کار نہیں رہتا۔ یا ماسوا سے ملا رہتا ہے یا حقیقی ہے۔ جب دل ماسوا سے ممنوع ہو گیا تو اسے مطلوب کی طرف توجہ سے چارہ نہ ہوگا۔ غرض تم دل کو دشمن سے باز رکھو۔ دوست کی طلب کی حاجت نہیں وہ خود جلوہ گر ہو جائے گا۔

ج) وقوف عددی:

اس سے مراد ذکر نفی و اثبات میں عدد ذکر سے واقف رہنا ہے۔ یعنی ذاکر اس ذکر میں سانس کو عدد طاق پر چھوڑے نہ کہ جفت پر۔ کہتے ہیں کہ آداب و شرائط کی رعایت کے ساتھ ایک سانس میں 21 بار نفی اثبات کرنا مشہ ِ ِنا ء ہے۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار

Marfat.com

قدس سرہ، فرماتے ہیں کہ زیادہ کہنا شرط نہیں جو کچھ کہے، وقوف سے کہے۔ جب عدد 21 سے تجاوز کر جائے اور اثر ظاہر نہ ہو تو یہ اس عمل کی بے حاصلی دلیل ہے۔ اثر ذکر یہ ہے کہ زمان نفی میں وجود بشریت منفی ہو جائے اور زمان اثبات میں جذبات الٰہی کے تصرفات کے آثار میں کوئی اثر محسوس ہو۔ یہ جو کلام خواجگان میں آیا ہے کہ فلاں بزرگ نے فلاں شخص کو وقوف عددی کا امر فرمایا۔ اس سے مراد ذکر قلبی مع رعایت عدد ہے نہ کہ فقط رعایت عدد۔

آپ کا ایک وصیت نامہ آداب طریقت کے بارے میں ہے۔ جسے آپ نے اپنے خلیفہ و فرزندی معنوی خواجہ اولیائے کبیر قدس سرہ کیلئے لکھا ہے۔ ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔ جو سلسلہ نقشبندیہ کے متوسلین کیلئے مشعل راہ ہے۔

"پیارے فرزند! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ کو اپنا شعار بناؤ۔ وظائف و عبادات کی پابندی رکھو۔ اپنے حالات کی نگہبانی کرتے رہو۔ خدا تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔ خدا اور رسول ﷺ کے حقوق کو نگاہ میں رکھو۔ ماں باپ اور تمام مشائخ کے حقوق کا خیال رکھو۔ تاکہ ان خصلتوں سے تم رضائے خدا سے مشرف ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کا حکم بجالاؤ تاکہ وہ تمہارا محافظ رہے۔ تم پر لازم ہے کہ قرآن شریف کا پڑھنا ترک نہ کرو۔ تلاوت بلند آواز سے ہو یا آہستہ، زبانی ہو یا دیکھ کر، قرآن مجید کو غور و تفکر اور خوف و گریہ سے پڑھو اور تمام امور میں قرآن کی پناہ لو کیونکہ بندوں پر خدا کی حجت قرآن کریم ہے۔ علم فقہ کی طلب سے ایک قدم بھی دور نہ رہو اور حدیث کا علم سیکھو۔ جاہل صوفیوں سے دور رہو کیونکہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں۔ تم پر لازم ہے کہ "مذہب اہل سنت و جماعت" کے پابند رہو۔ اور آئمہ سلف کے مسلک کو اختیار کرو جو نئی باتیں پیدا ہوئی ہیں وہ گمراہی ہیں۔ عورتوں، نوجوانوں، بدعتیوں اور دولتمندوں سے صحبت مت اختیار کرو۔ کیونکہ یہ دین کو برباد کر دیتے ہیں اور دنیا سے دور روٹی پر قناعت کرو۔ اگر صحبت رکھو تو فقیروں سے رکھو۔ ہمیشہ خلوت نشین

Marfat.com

رہواور حلال کھاؤ کیونکہ حلال نیکی کی کنجی ہے۔حرام سے بچو ورنہ خداتعالیٰ سے دور ہوجاؤ گے۔اس پر ثابت قدم رہنا تاکہ کل دوزخ کی آگ میں نہ جاؤ۔حلال پہنوتاکہ عبادت کی لذت پاؤ۔حق تعالیٰ کی جلالت سے ڈرتے رہواور بھولو مت کہ ایک روزتم کوحساب بھی دینا ہوگا۔(یعنی قیامت کے دن) رات دن نماز بہت پڑھا کرواور جماعت کوترک نہ کرو۔امام مئوذن نہ بنو۔قبالہ پر اپنا نام نہ لکھو۔محکمہ قضاء میں حاضر نہ ہو۔خارج از طریقت بادشاہوں کی صحبت میں مت بیٹھو۔لوگوں کی وصیتوں میں دخل نہ دواور لوگوں سے بھاگو جس طرح کہ شیر سے بھاگتے ہیں۔تم پر لازم ہے کہ گمنام رہوتاکہ نیک نام ہوجاؤ۔تم پر لازم ہے کہ سفر بہت کروتاکہ تمہارا نفس خوار ہوجائے۔خانقاہ نہ بناؤ اور نہ خانقاہ میں رہو۔کسی کی مدح سے مغرور اور کسی کی مذمت سے غمگین نہ ہو۔بندوں کی مدح و مذمت تمہارے نفس کے نزدیک برابر ہونا چاہیے۔لوگوں سے حسن سلوک سے معاملہ کرو۔تم پر لازم ہے کہ تمام حالات میں ادب سے رہو۔بُرے بھلے تمام مخلوقات پر رحم کرو۔تمہیں قہقہہ مار کر ہنسنا نہ چاہیے کیونکہ قہقہہ غفلت کے سبب سے ہوتا ہے اور دل کومردہ کردیتا ہے۔حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے احوال وشواہد جو مجھے معلوم ہیں اگر تم کو ہوجائیں تو ہنسنا تھوڑا اور رونا زیادہ کردو۔اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرواور اس کی رحمت سے نا اُمید نہ رہو۔خوف واُمید میں زندگی بسر کرو۔ کیونکہ سالکوں کوکبھی خوف ہوتا ہے اور کبھی اُمید۔

اے فرزند! شیخ اپنے مرید کیلئے بمنزلہ باپ کے ہے بلکہ باپ سے بھی زیادہ مشفق کیونکہ وہ مرید کو مقام قرب میں پہنچا دیتا ہے۔اگر ہوسکے تو نکاح مت کر، ورنہ طالب دنیا بن جاؤ گے اور دنیا کی طلب میں دین کو برباد کردو گے۔اگر تمہارا نفس نکاح کا مشتاق ہوتو روزے رکھواور آخرت کے غم مین رہواور موت کو بہت یاد کرو۔طالب ریاست مت بنو کیونکہ جو طالب رسایت ہوا سے سالک طریقت نہ کہنا چاہیے۔تم پر لازم ہے کہ فقر میں پرہیزو

Marfat.com

دیانت اور پرہیز گاری وعلم کے ساتھ پاکیزہ رہو۔اور خدا تعالیٰ کے رستے میں ثابت قدم رہو۔جاہلوں سے بچو، جان وتن ومال سے مشائخ کی خدمت کرو۔ان کے دلوں کا خیال رکھو،ان کی پیروی کرو۔ان کے سیر وسلوک پر نگاہ رکھو۔ان میں سے کسی کا انکار نہ کرو۔ سوائے ان چیزوں کے جو خلاف شرع ہوں اگر تم مشائخ کا انکار کرو گے تو کبھی کامیاب نہ ہو سکو گے۔لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو اور کل کیلئے ذخیرہ نہ کرو۔حق تعالیٰ کے ذخیروں پر بھروسہ کرو کیونکہ وہ ارشاد فرماتا ہے۔اے فرزند آدم! میں ہر روز تیری روزی تجھے پہنچا دیتا ہوں تو اپنے آپ کو تکلیف نہ دے'' مقام توکل میں قدم رکھو، کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

''ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ''

ترجمہ:''جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، اللہ اس کے لیے کافی ہے''(سورۃ الطلاق،۱۴)

پس جان لو کہ رزق قسمت میں لکھا ہوا ہے۔جواں مرد سخی بنو۔جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے تم خلق خدا پر خرچ کرو۔بخل وحسد سے دور رہو، کیونکہ بخیل اور حاسد قیامت کے دن دوزخ میں ہوں گے۔اپنے آپ کو آراستہ مت کرو کیونکہ ظاہر کا آراستہ باطن کی خرابی ہے۔خدا تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کرو اور تمام خلائق سے ناامید ہو جاؤ اور ان سے انس نہ پکڑو، سچ بولو اور ڈرو مت مخلوقات میں کسی سے صحبت نہ رکھو کیونکہ وہ تمہارے دین کو برباد کر دیں گے اور تم خدا تعالیٰ سے دور ہو جاؤ گے۔تم پر لازم ہے کہ اپنے نفس کی ضروریات کا خیال کرو تا کہ وہ درست ہو جائے۔اپنے نفس کی عزت نہ کرو۔غیر ضروری باتوں سے زبان کو بند رکھو اور ہمیشہ لوگوں کو نصیحت کرتے رہو۔تم پر لازم ہے کہ کم بولو، کم کھاؤ، کم سوؤ اور جلدی اٹھو۔سماع میں زیادہ نہ بیٹھو کیونکہ سماع کی کثرت سے نفاق پیدا ہوتا ہے اور دل مردہ ہو جاتا ہے۔سماع کا انکار نہ کرو کیونکہ اصحاب سماع بہت ہیں۔سماع روا (جائز) نہیں مگر اس شخص کیلئے جس کا دل زندہ اور نفس مردہ ہو۔ورنہ نماز، روزے میں مصروف ومشغول رہنا بہتر

Marfat.com

ہے۔ چاہیے کہ تمہارا بول غمگین، تمہارا بدن بیمار، تمہاری آنکھ روتی، تمہارا عمل خالص، تمہاری دعا مجاہدہ کے ساتھ، تمہارا کپڑا پرانا، تمہارا رفیق درویش، تمہارا گھر مسجد، تمہارا مال کتب دین، تمہاری آرائش زہد اور تمہارا مونس باری تعالیٰ ہو۔ کسی شخص سے برادری نہ کرو جب تک یہ پانچ خصلتیں اس میں نہ پاؤ۔ جاننے والا ہو۔ پنجم، موت کیلئے تیار ہو۔

اے فرزند! میری نصیحتوں کو نگاہ میں رکھو۔ جس طرح میں نے اپنے شیخ قدس سرہ سے یاد کیں اور ان پر عمل کیا۔ اسی طرح اب تم بھی یاد کرو اور عمل کرو۔ خدا تعالیٰ دنیا و آخرت میں تمہارا حافظ و ناصر ہوگا۔ اگر یہ خصلتیں کسی سالک میں پائی جائیں تو اس کا شیخ و پیر ہونا مسلم ہوگا۔ جو شخص ایسے شخص کی پیروی کرے گا وہ اس کو مقصود تک پہنچا دے گا مگر یہ مرتبہ ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا"۔

ایک درویش نے آپ سے دریافت فرمایا کہ "تسلیم" کسے کہتے ہیں۔ فرمایا، تسلیم یہ ہے کہ روز الست جو نفس و مال فروخت کر کے بہشت خرید ا ہے آج بھی تسلیم کر لے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ" تسلیم نفس و مال اس طرح ہوتا ہے کہ اپنے نفس کو مملوک حق تعالیٰ سمجھے اور اپنے آپ کو وکیل خرچ حق تعالیٰ جانے اور جہاں تک ہو سکے اپنے نفس اور مال اور مال سے بندگان خدا کے ساتھ بے لوث نیکی کرے اور مال دنیا کو باطن میں جگہ نہ دے اور اپنے آپ کو حکم و قضاء حق تعالیٰ تسلیم کرے۔ ایک روز ایک خادم نے عرض کیا کہ فراغت کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا: فراغت دل یہ ہے کہ محبت دنیا دل میں راہ نہ پائے اور یہ نہیں کہ دنیا کے کام کاج سے آزاد ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ سے فرمایا: "اذا فرغت فانصب" یعنی جس وقت تمام موجودات سے دل فارغ ہو جائے اس وقت میری خدمت میں مشغول ہو۔ جو لوگ خرید و فروخت اور لوگوں سے معاملہ داری میں اللہ سے غافل ہوتے، ان کی تعریف اللہ تعالیٰ یوں

Marfat.com

فرماتا ہے۔

"رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله"

ترجمہ:

ایسے لوگ جن کو خدا کے ذکر سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید وفروخت"۔

(سورۃ النور، آیت ۳۷)

اگر ان لوگوں میں ہو جاؤ تو سبحان اللہ، ورنہ ان لوگوں کی جان و مال سے خدمت کرنے میں کوتاہی نہ کرنا تا کہ قیامت کے دن ان کی خدمت اور محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ ہی تمہارا حشر ہو۔

{x+x}

Marfat.com

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 551ہجری بمقام: ریوگر

وصال: 616ہجری یکم شوال مزار اقدس: ریوگر نزد

بخارا (ازبکستان)

آپ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔ تمام عمر اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں رہے اور باطنی فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ حضرت خواجہ غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ مسند ارشاد پر فائض ہوئے اور ہدایت خلق میں مصروف ہوئے۔ آپ علم و حلم، زہد و تقویٰ، ریاضت و متابعت سنت میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ آپ کا وصال 616ہجری میں ریوگر نزد بخارا میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار اقدس ہے۔

ارشادات عالیہ

فرمایا: جو شخص اپنی تدبیر کے دام میں دھنسا ہوا ہے وہ دوزخ کا مال ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر شاکر ہے وہ جنتی ہے۔

فرمایا: ایک دن حاضرین سے سوال کیا کہ، کھانا کھاتے وقت جسم کا ہر عضو اپنے اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے، تو دل کس کام میں مشغول ہوتا ہے؟ حاضرین نے کہا کہ ذکر خدا میں آپ نے فرمایا کہ اس موقع پر اللہ، اللہ یا لا الہ کا ذکر نہیں کرتے بلکہ اس موقع پر نعمت پا کر نعمت دینے والے کی طرف توجہ مبذول کی جاتی ہے اور نعمت سے نعمت دینے والے کو دیکھتے ہیں۔

Marfat.com

فرمایا: اگر دوست یہ چاہتے ہیں کہ ان کا بوجھ کوئی اٹھائے تو یہ بہت مشکل ہے۔

اگر دوست یہ چاہتے ہیں کہ تم دوسروں کا بوجھ اٹھاؤ تو تمام لوگ تمہارے ہی اٹھانے کے قابل ہیں۔ (یعنی پورے جہان کا بوجھ اٹھانا تمہاری ہی ذمہ داری ہے)۔

☆۞۞☆

Marfat.com

حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: بمقام انجیر فغنی، بخارا (ازبکستان) 627ہجری

وصال: 715ہجری

مزار اقدس: انجیر فغنی، بخارا (ازبکستان)

آپ کی ولادت باسعادت موضع انجیر فغنی متصل بخارا میں ہوئی۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم خلیفہ، بہترین دوست، معتمد خاص اور خلوت وجلوت کے ساتھی تھے آپ نے گلکاری کا کام زندگی بھر اختیار کیے رکھا۔ آپ نے حلال کمائی کیلئے یہ پیشا اختیار کیا ہوا تھا۔ آپ کو ذکر خفی کی نسبت ذکر جہر سے زیادہ لگاؤ تھا۔ اسی لیے آپ بعض اوقات ذکر جہر فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا وصال 715ہجری میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک انجیر فغنوی میں واقع ہے۔

ارشادات عالیہ

ایک مرتبہ آپ ذکر جہر میں مشغول تھے تو بخارا کے اِک عظیم عالم خواجہ حافظ الدین آپ کے پاس آئے اور سوال کیا کہ نقشبند تو ذکر خفی کرتے ہیں جبکہ آپ ذکر جہر میں مشغول ہیں؟ آپ نے فرمایا: تا کہ سویا ہوا بیدار اور بیدار غفلت سے ہوشیار ہو جائے، راہ راست پر آجائے اور شریعت و طریقت پر استقامت حاصل کرے اور توبہ و انابت (خدا کی طرف رجوع؛ انکساری وعاجزی) کی طرف رغبت کرے۔ اس شخص نے کہا کہ آپ کی نیت درست ہے اور آپ کیلئے یہ شغل جائز ہے لیکن ذکر جہری ایک حد مقرر کر دیجئے کہ جس سے حقیقت،

Marfat.com

مجاز سے اور بیگانہ آشنا سے ممتاز ہو جائے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ذکر جہر اس شخص کیلئے جائز ہے جس کی زبان جھوٹ اور غیبت سے پاک ہو، جس کا حلق حرام وشبہ سے، دل ریا سے اور باطن توجہ ماسوا سے پاک ہو۔

......x......

Marfat.com

حضرت خواجہ علی رامیتنی

المعروف حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 591ہجری

بمقام: رامیشن نزد بخارا

وصال: 28 ذیقعدہ 721ہجری

مزار اقدس: خوارزم، بخارا (ازبکستان)

=......☆......=

حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کے کبائر خلفاء میں سے تھے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت عطا کی اور اپنے جمیع اصحاب بھی تربیت کیلئے آپ کے سپرد کردیئے۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے کہنے پر حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے تھے اور آپ کی تربیت بھی حضرت خضر علیہ السلام نے کی۔ اہل طریقت آپ کو حضرت عزیزاں کہتے ہیں۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ آپ کا وصال 28 ذیقعدہ 721 ہجری میں ہوا۔ آپ کا مزار اقدس وارزم علاقہ بخارا میں ہے۔

ارشادات عالیہ

1) شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی نے جو حضرت عزیزاں کے ہمعصر تھے ایک درویش کو آپ کی خدمت میں بھیج کر تین مسئلے پوچھے اور ہر ایک کا جواب پایا۔ پہلا مسئلہ یہ تھا کہ ہم اور تم آنے جانے والوں کی خدمت کرتے ہیں۔ تم کھانے میں تکلف نہیں کرتے

Marfat.com

اور ہم کرتے ہیں۔مگر لوگ تمہاری آرزو اور ہماری شکایت کرتے ہیں اس کا سبب کیا ہے؟ حضرت عزیزاں نے جواب دیا کہ احسان جتا کر خدمت کرنے والے بہت ہیں اور احسان مند ہو کر خدمت کرنے والے کم ہیں۔کوشش کرو کہ تم دوسری قسم سے بنو تا کہ کوئی تمہاری شکایت نہ کرے۔دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ ہم نے سنا ہے کہ تمہاری تربیت خواجہ خضر علیہ السلام سے ہے یہ کس طرح ہے؟ حضرت نے جواب دیا کہ حق سبحانہ کے بندے اس ذات کے عاشق ہیں جس کے حضرت عاشق ہیں۔تیسرا مسئلہ یہ تھا کہ ہم سنتے ہیں کہ تم ذکر جہر کرتے ہو یہ کس طرح ہے؟ فرمایا کہ ہم بھی سنتے ہیں کہ تم ذکر خفی کرتے ہو پس تمہارا ذکر بھی جہر ہوا۔

2) مولانا سیف الدین نے جو اس زمانے کے اکبر علماء میں سے تھے، حضرت عزیزاں سے سوال کیا کہ تم ذکر علانیہ کس نیت سے کر۔تے ہو؟ فرمایا کہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اخیر دم میں ذکر بلند کرنا اور تلقین کرنا جائز ہے۔بحکم حدیث:

ترجمہ: ''تم اپنے مردوں کو لاالہ الااللہ کی شہادت کی تلقین کرو''

درویشوں کا ہر دم، دم اخیر ہے۔

3) شیخ بدرالدین نے جو شیخ حسن بلغاری کے اصحاب کبائر سے تھے، حضرت عزیزاں سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''یایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا''

ترجمہ: ''اے ایمان والو! خدا کو بہت یاد کرو'' (سورۃ الحزاب،٦)

ذکر کثیر سے ذکر زبان مراد ہے یا ذکر دل، حضرت نے فرمایا کہ مبتدی کیلئے ذکر زبان اور منتہی کیلئے ذکر دل۔مبتدی ہمیشہ تکلف وتعمل سے کام لیتا ہے۔چونکہ منتہی کے ذکر کا اثر دل تک پہنچتا ہے۔اس کے تمام اعیاء اور رگیں اور جوڑ ذکر کرنے لگتے ہیں۔اس وقت سالک ذکر کثیر سے متصف ہوتا ہے اور اس حالت میں اُس کا ایک دن کا کام دوسروں کے

Marfat.com

سال بھر کے کام کے برابر ہوتا ہے۔

4) فرمایا کہ یہ بات کہ حق سبحانہ ہر شب و روز میں بندہ مومن کے دل پر تین سو ساٹھ نظر رحمت کرتا ہے اس طرح ہے کہ دل تمام اعضا کی طرف تین سو ساٹھ دریچے رکھتا ہے۔ اور وہ دل کے متصل تین سو ساٹھ رگیں زندہ و غیر زندہ ہیں۔ جب دل ذکر سے متاثر ہوتا ہے اور اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے کہ حق سبحانہ کا منظورِ نظر ہو جائے تو اس نظر کے آثار دل سے تمام اعضاء کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ پس ہر ایک عضو اپنے اپنے حال کے مناسب طاعت میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور ہر عضو کی طاعت کے نور سے ایک فیض جس سے مراد نظر رحمت ہے، دل کو پہنچتا ہے۔

5) کسی نے حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ایمان کس کو کہتے ہیں آپ نے فرمایا، توڑنا اور جوڑنا یعنی خلق سے رشتہ توڑنا اور خالق سے جوڑنا۔ آپ نے فرمایا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی صحبت رکھو اور اگر یہ میسر نہ ہو تو ایسے کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ کے ساتھ صحبت رکھتا ہو۔

6) فرمایا: آیت "توبوا الی اللہ" (تحریم) میں اشارت بھی ہے اور بشارت بھی۔ اشارت ہے توبہ کرنے کی اور بشارت ہے اس کے قبول ہونے کی۔ کیونکہ اگر قبول نہ کرتا تو توبہ کا امر نہ کرتا۔ امر دلیل ہے قبول کی دید قصور کے ساتھ۔

7) عمل کرنا چاہیے اور نا کردہ خیال کرنا چاہیے۔ اور اپنے تئیں قصوروار سمجھنا چاہیے اور (بصورت نقصان) عمل کو از سر نو کرنا چاہیے۔

8) دو وقت اپنے تئیں خوب نگاہ رکھنا چاہیے۔ بات کرنے کے وقت اور کوئی چیز کھانے کے وقت۔

9) ایک روز حضرت خضر علیہ السلام، خواجہ عبدالخالق کے پاس آئے۔ خواجہ نے جو کی

Marfat.com

دو روٹیاں گھر سے لا کر پیش کیں۔ مگر حضرت خضر علیہ السلام نے نہ کھائیں۔ خواجہ نے عرض کیا کہ تناول فرمائیے۔ لقمہ حلال ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ درست ہے لیکن خمیر کرنے والا بے وضو تھا۔ ہمارے واسطے اس کا کھانا روا نہیں۔

10) جو شخص مسند ارشاد پر بیٹھے اور لوگوں کو راہ خدا بتائے۔ اُسے پرندے پالنے والے کی طرح ہونا چاہیے۔ جو ہر ایک پرندہ کے پوٹے سے واقف ہوتا ہے اور ہر ایک کو اس کے مناسب خوراک دیتا ہے۔ اسی طرح مرشد کو بھی چاہیے کہ اپنے مریدوں میں سے ہر ایک کی تربیت اس کی استعداد و قابلیت کے مطابق کرے۔

11) اگر تمام روئے زمین میں خواجہ عبدالخالق کے فرزندوں میں سے ایک بھی ہوتا تو منصور کبھی سولی پر نہ چڑھتا۔ یعنی اگر خواجہ کے فرزندان معنوی میں سے ایک بھی زندہ ہوتا۔ وہ حسین منصور کی تربیت کر کے اُس مقام سے اوپر لے جاتا۔

12) سالکان طریقت کو ریاضت و مجاہدہ بہت کرنا چاہیے تاکہ وہ کسی مرتبہ و مقام پر پہنچ جائیں۔ لیکن ایک راستہ ان سب سے نزدیک ہے کہ جس سے مقصود کو بہت جلد پہنچ سکتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ سالک خلق و خدمت کے ذریعے کسی صاحب دل کے دل میں جگہ پائے۔ چونکہ اس گروہ کا دل نظر حق کا مورد ہے۔ اس لیے سالک کو اُس نظر سے حصہ مل جائے گا۔

13) ایسی زبان سے دعا کرو کہ جس سے گناہ نہ کیا ہو تاکہ وہ دعا درجہ قبولیت پائے، یعنی دوستانِ خدا کے آگے تواضع اور التجا کرو کہ وہ تمہارے واسطے دعا کریں۔

14) ایک روز کسی نے حضرت عزیزاں کے سامنے یہ مصرع پڑھا۔

عاشقاں در دمے دو عید کنند

یعنی عاشق ایک دم میں دو کیا تین عید کرتے ہیں۔ اس نے عرض کیا کہ اس کی تشریح فرما دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ بندے کی ایک یاد خدا تعالیٰ کی دو یاد کے درمیان ہے۔ پہلے وہ

Marfat.com

بندے کو توفیق دیتا ہے کہ اُس کی یاد کرے پھر جب بندہ اسے یاد کرتا ہے تو اُسے شرف قبولیت سے مشرف فرماتا ہے۔ پس توفیق اور یاد اور قبولیت عیدیں ہوئیں۔

15) ایک روز شیخ فخر الدین نوری نے جو اس وقت کے اکابرین میں سے تھے، نے حضرت عزیزاں سے سوال کیا کہ روز ازل میں جب "الست بربکم" کے ساتھ سوال ہوا تو ایک گروہ نے لفظ "بلیٰ" کے ساتھ جواب دیا مگر روز ابد میں جب حق سبحانہ "لمن الملک الیوم" کہے گا تو کوئی جواب نہ دے گا۔ اس کا سبب کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ روز ازل تکالیف شرعیہ کی وضع کا دن تھا اور شرع میں گفت ہوتی ہے مگر روز ابد تکالیف شرعیہ کے اٹھا دینا اور ابتدائے عالم حقیقت کا دن ہے اور حقیقت میں گفت نہیں ہوتی۔ اس لیے اس روز حق سبحانہ خود اپنے سوال کا جواب یوں دے گا۔ "للہ الواحد القھار"۔

ارشادات مذکورہ بالا کے علاوہ حضرت عزیزاں کی تصنیف سے ایک رسالہ بھی ہے۔ اُس رسالہ میں آپ نے فرمایا ہے کہ سالک رہ کو دس شرطیں نگاہ میں رکھنی چاہییں۔

1۔ طہارت
2۔ خاموشی
3۔ خلوت
4۔ روزہ
5۔ ذکر
6۔ نگہداشت خاطر
7۔ رضا بحکم خدا
8۔ صحبت صالحین
9۔ شب بیداری
10۔ نگہداشت لقمہ

تفصیل کیلئے اس رسالہ کا مطالعہ ضروری ہے۔

حضرت عزیزاں کے اشعار میں یہ رباعی مشہور ہے۔

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت
جس شخص کے پاس تو بیٹھا اور تیری دل جمعی نہ ہوئی

Marfat.com

وزتو نرمید زحمت آب و گلت

اور تیری آب وگل کی کدورت تجھ سے دور نہ ہوئی

از صحبت وے اگر تبرا نکنی

اگر تو اس کی صحبت سے بیزار نہ ہوگا

ہرگز نکند روح عزیزاں بحلت

تو عزیزاں کی روح تجھے کبھی معاف نہ کرے گی

(رشحات)

/////

Marfat.com

حضرت خواجہ بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ

وصال: 10 جمادی الثانی 755 ہجری

مزار اقدس: سماس (ازبکستان)

☆☆☆

طریقت میں آپ کا انتساب حضرت عزیزاں خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ کا مولد قریہ سماسی ہے جو بقول صاحب رشحات دیہات رامیتن میں سے ہے۔ اور رامیتن سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ انتباہ میں فرماتے ہیں کہ سماسی مجافات طوس یعنی مشہد سے ہے۔ خواجہ محمد بابا کو اس کی طرف نسبت کر کے "سماسی" کہتے ہیں۔

جب حضرت عزیزاں کے وصال کا وقت نزدیک آیا تو آپ نے اپنے اصحاب میں سے خواجہ بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ کو پانی خلافت و نیابت کے لیے منتخب کیا۔ اور تمام اصحاب کو ان کی متابعت و ملازمت کا حکم دیا۔ آپ کی محویت واستغراق کا یہ عالم تھا کہ موضع سماس میں آپ کا ایک چھوٹا سا باغ تھا۔ جہاں آپ کبھی کبھی تشریف لے جاتے اور وہاں کے انگوروں کی شاخوں کو اپنے دست مبارک سے تراشتے مگر اس کام میں بہت دیر لگ جاتی کیونکہ جب آپ انگور کی ایک شاخ کو کاٹتے تو غلبہ حال واستغراق کی وجہ سے آری آپ کے دستِ مبارک سے گر پڑتی اور آپ بے خود ہو جاتے۔ یہ بے خودی وغیبت دیر تک رہتی۔ جب ہوش میں آتے تو پھر شاخ انگور کو کاٹنے لگتے۔ پھر وہی کیفیت آپ پر طاری ہو جاتی۔

کرامات:

آپ نے خواجہ بہاء الدین نقشبند کو اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ جس کی کیفیت اس

Marfat.com

طرح ہے کہ حضرت شاہ نقشبند کی ولادت سے قبل آپ بازگاہ کوشک ہندواں سے گزرتے اور فرماتے۔

ترجمہ: اس زمین سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے۔ جلدی ایسا ہوگا کہ کوشک ہندواں قصر عارفاں بن جائے گا''۔

ایک روز آپ اپنے خلیفہ سید امیر کلال کے مکان سے قصر عارفاں کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر فرمایا اب وہ خوشبو اور زیادہ ہوگئی ہے اور بیشک وہ مرد پیدا ہوگیا ہے۔ اس وقت حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کو تین روز گزر چکے تھے۔ آپ کے جد امجد کو لے کر خواجہ محمد بابا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ ہمارا فرزند ہے۔ ہم نے اس کو اپنی فرزندی میں قبول کیا پھر اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہ وہی مرد خدا ہے جس کی خوشبو ہم نے سونگھی تھی۔ یہ لڑکا عنقریب ہمارے وقت کا مُقتدا ہوگا۔ بعدازاں سید امیر کلال کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تم میرے فرزند بہاء الدین کے حق میں شفقت و تربیت سے دریغ نہ کرنا۔ اگر تم اس میں کوتاہی کروگے تو میں تمہیں معاف نہ کروں گا۔ امیر موصوف نے کھڑے ہوکر اور ادب سے ہاتھ سینے پر رکھ کر عرض کیا کہ اگر کوتاہی کروں تو میں مرد نہیں۔

(2) حضرت خواجہ نقشبند سے منقول ہے کہ جب میری عمر آٹھارہ سال یا کچھ کم وبیش ہوئی تو میرے جد امجد کو میرے نکاح کی فکر ہوئی۔ انہوں نے مجھے خواجہ محمد بابا قدس سرہ کے بلانے کے لیے قصر عارفاں میں بھیجا تاکہ ان کے قدم کی برکت سے یہ کام انجام کو پہنچ جائے۔ جب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا، پہلی کرامت جو دیکھنے میں آئی یہ تھی کہ اس رات آپ کی صحبت کی برکت سے مجھ میں بڑا تضرع و نیاز پیدا ہوا۔ رات کے اخیر حصہ میں اٹھ کر میں نے وضو کیا اور آپ کی مسجد مبارک میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی اور سر سجدے میں رکھ کر دعا و تضرع بہت کی۔ اس ثناء میں میری زبان سے نکلا'' خدایا! مجھے بلا کا بوجھ اٹھانے اور

Marfat.com

اپنی محبت برداشت کرنے کی قوت عطا فرما'' صبح کو جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے از روئے فراست وبصیرت میری رات کی سرگزشت سے آگاہ ہو کر فرمایا۔ اے فرزند! دعا میں یوں کہنا چاہیے۔ ''خدایا! اس بندہ ضعیف کو اپنے فضل و کرم سے اُسی پر قائم رکھ جس میں تیری رضا ہے'' پھر فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل کی رضا تو اس میں ہے کہ بندہ بلا میں مبتلا نہ ہو۔ اگر وہ بنا بر حکمت اپنے کسی دوست پر بلا بھیجتا ہے تو اپنی عنایت سے اس دوست کو اس بلا کے برداشت کرنے کی قوت عطا فرماتا ہے اور اس کی حکمت اس پر ظاہر کر دیتا ہے۔ اپنے اختیار سے بلا طلب کرنا دشوار ہے۔ گستاخی نہ کرنی چاہیے۔ بعدازاں کھانا لایا گیا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے دسترخوان پر سے ایک روٹی مجھے دی۔ میں لینا نہ چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا لے لو۔ کام آئے گی۔ میں نے وہ روٹی لے لی اور آپ کے ہمراہ قصر عارفاں کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں میرے باطن میں جب کوئی خطرہ پیدا ہوتا تو آپ فرماتے کہ باطن کی حفاظت چاہیے۔ ان حالات کے مشاہدے سے حضرت کی نسبت میرا یقین واعتقاد زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ راستے میں ایک جگہ پہنچے جہاں حضرت کا ایک محبّ مخلص تھا وہ بڑی بشاشت اور عاجزی سے پیش آیا جب آپ اس کے مکان میں اترے تو آپ نے اس کے اضطراب و بے قراری کو دیکھ کر فرمایا کہ سچ بتاؤ۔ اس اضطراب کا سبب کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ گھر میں دودھ کا پنیر تو حاضر ہے مگر روٹی موجود نہیں۔ حضرت خواجہ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''وہ روٹی لاؤ تم نے دیکھا کہ آخر کام آ گئی''۔

بعض رسائل میں آپ کا سنہ وصال 10 جمادی الثانی 755 ہجری بھی لکھا ہے۔ مزار مبارک موضع سماسی میں ہے۔ (رشحات، انیس الطالبین)

÷......☆......÷

Marfat.com

حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال قدس سرہ العزیز

ولادت: 676ھ بمطابق 1278ء

بمقام: سوخار نزد بخارا

وصال: 8 جمادی الاول 722ھ

مزار اقدس: سوخار ازبکستان

حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ صحیح النسب سید ہیں۔ طریقت میں آپ کا انتساب حضرت بابا سماسی قدس سرہ سے ہے۔ آپ کا مولد سا خار ہے جو سماسی سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ آپ کوزہ گری کا شغل رکھتے تھے۔ فارسی زبان میں کلال کوزہ گر کو کہتے ہیں۔

بیعت:

حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ابتدائے جوانی میں کشتی لڑا کرتے تھے۔ ایک روز رامیتن میں آپ کشتی میں مشغول تھے کہ خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ کا گزر اکھاڑے پر ہوا۔ خواجہ محمد بابا نظارہ کیلئے ایک دیوار کے سایہ میں ٹھہر گئے اور حضرت امیر کے حالات میں محو ہو گئے۔ حضرت بابا کے خدام میں سے ایک نے پوچھا کہ اے مخدوم! آپ ان لوگوں میں جو بدعت میں مشغول ہیں کس واسطے حیران ہیں۔ فرمایا کہ اس میدان میں ایک مرد ہے اور اس سیدگاہ میں ایسا شکار ہے کہ کاملین زمانہ اُس کی صحبت سے فیض یاب ہوں گے کیونکہ اس کی پرواز نہایت بلند ہے ہم اسی مرد کے منتظر ہیں کہ کاش وہ ہمارے جال میں آ پھنسے۔ اسی اثناء

Marfat.com

میں اچانک حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر خواجہ بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی اور ان کے دل کا پرندہ خواجہ کی محبت کے جال میں آ پھنسا۔ خواجہ موصوف نے اُسے اپنی قوت جاذبہ سے اپنی طرف کھینچ لیا، اس طرح وہ بے اختیار خواجہ کے پیچھے پیچھے ان کے دولت خانہ پر پہنچے۔ اسی روز حضرت خواجہ نے ان کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تلقین کی اور اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اس کے بعد حضرت امیر کو کسی نے کبھی کشتی کے دنگل اور بازار میں نہیں دیکھا۔ اس واقعہ کے بعد آپ بطریق خواجگان ریاضت میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ حضرت بابا کی تربیت کے سایہ میں درجہ تکمیل وارشاد پر پہنچے۔ نقل ہے کہ متواتر آٹھ سال تک آپ ہمیشہ دوشنبہ ار جمعہ کے روز نماز شام سوخار میں پڑھتے اور نماز عشاء سماس میں حضرت بابا کے ساتھ ادا کرتے اور نمازِ فجر سوخار میں ادا کرتے۔ کسی کو بھی ان کے اس حال پر اطلاع نہ ہوئی۔

تقویٰ:

ایک روز اتفاقاً رامیتن کے ایک باغ میں حضرت امیر نے اپنے کپڑے دھوئے۔ جب ان کو خشک کرنا چاہا تو فرمایا کہ کانٹوں کی باڑوں پر نہ پھیلاؤ، ایسا نہ ہو کہ باڑ کو نقصان پہنچے۔ اور نہ درختوں کی شاخوں پر پھیلاؤ۔ مبادا کہ شاخیں ٹیڑھی ہو جائیں اور زمین پر بھی نہ پھیلاؤ تاکہ مویشیوں کی گھاس خراب نہ ہو۔ یہ سن کر لوگ عاجز آ گئے اور پوچھنے لگے کہ اے امیر! آپ کپڑے کس طرح خشک کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے کپڑوں کو اپنی پیٹھ پر پھیلا لیا کرتا ہوں اور پیٹھ سورج کی طرف کر کے خشک کر لیا کرتا ہوں۔ پھر فرمایا: اگر باڑ کو نقصان پہنچے یا کسی درخت کی شاخ ٹیڑھی ہو جائے یا مویشیوں کی گھاس خراب ہو جائے تو باغ کے مالک کے آگے کیا عذر پیش کرو گے۔ یہ عمل تم خلاف شریعت کرتے ہو۔ دوسرے کی ملک میں تصرف جائز نہیں۔ گناہ کو خواہ صغیرہ ہو، سہل نہ سمجھو۔ آدمی گناہ کو سہل سمجھنے کے سبب سے دوزخ میں جاتا ہے۔ اسی حال میں حضرت امیر کی زبان مبارک سے نکلا کہ رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: ''اصرار کے ساتھ کوئی صغیرہ نہیں (بلکہ کبیرہ ہو جاتا ہے) اور استغفار کے ساتھ کوئی کبیرہ نہیں رہتا''۔

بعد ازاں فرمایا کہ راہ خدا کسی پر نہیں کھلتی جب تک کہ وہ تقویٰ کو اپنا اشعار نہ بنائے۔ یہ بیعت کے بعد کا حال ہے۔

زہد:

جب امیر تیمور نے سمرقند میں قیام کیا تو ایک قاصد کو حضرت امیر کلال کی خدمت میں بھیجا کہ آپ یہاں قدم رنجہ فرمائیں اور اس ولایت کو اپنے قدم مبارک سے مشرف کریں۔ کیونکہ ہمارا آنا دشوار ہے۔

''ان الملوک اذادخلوا قریة افسدوھا''

ترجمہ: ''تحقیق بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں۔ تو اسی کو خراب کر دیتے ہیں۔ (سورۂ نمل، ع۳)۔

وہ قاصد حضرت امیر کی خدمت میں آیا۔ حضرت نے عذر کیا اور فرمایا کہ ہم اسی جگہ دعا گوئی میں مشغول ہیں اور اپنے صاحبزادے امیر عمر کو عذر خواہی کیلئے بھیجا اور اس سے فرما دیا کہ امیر تیمور تم کو انعام یا جاگیر دے گا تم ہرگز قبول نہ کرنا۔ اگر قبول کرو تو ہمارے پاس نہ لانا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے معاملے قبول نہیں فرمائے۔ اگر تم قبول کرو گے تو اپنے جد بزرگوار ﷺ کی مخالفت کرو گے۔ علاوہ ازیں درویش ہر وقت مومنوں کیلئے دعا میں مشغول رہتے ہیں۔ اگر وہ دنیا کی طرف میلان کریں تو ان کی دعا حجاب میں ہو جاتی ہے۔ جب امیر عمر امیر تیمور کے پاس پہنچے تو عذر خواہی کی اور چند روز کے بعد اجازت طلب کی۔ امیر تیمور نے کہا کہ میں نے تمام بخارا تمہیں عطا کیا۔ سید ممدوح نے قبول نہ کیا۔ تیمور نے کہا سارا نہیں

Marfat.com

تو کچھ حصہ قبول کرو۔ آپ نے انکار کیا کہ اجازت نہیں تیمور نے کہا کہ میں حضرت امیر کے مناسب حال کیا بھیجوں کہ ہمارا تقرب ہو جائے۔ سید امیر عمر نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ درویشوں کے دل میں تمہارا تقرب ہو جائے تو تقویٰ اور عدل کو اپنا شعار بناؤ کیونکہ حق تعالیٰ اور خاصان حق کے قرب کا ذریعہ یہی چیزیں ہیں۔

کرامات:

1) حضرت امیر کلال کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیٹ میں تھے اگر اتفاقاً کبھی مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں چلا جاتا تو اس قدر درد ہوتا کہ میں بے ہوش ہو جاتی اور بعد میں مجھے قے کر کے وہ مشتبہ کھانا نکالنا پڑتا۔ جب یہ کیفیت کئی بار گزری تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ بات اس بچے کے قدم کی برکت سے ہے جو میرے پیٹ میں ہے۔

2) بیعت سے قبل حضرت امیر کلال کشتی لڑ رہے تھے۔ حاضرین کی ایک سیاہ باطن جماعت غیبت کرنے لگی کہ ایسے بزرگ زادہ اور سید زادہ کو اس کام میں جو بدعت ہے، مشغول نہ ہونا چاہیے۔ اسی وقت اُس جماعت پر خواب نے غلبہ کیا۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ قیامت برپا ہے اور وہ کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہر چند کوشش کرتے ہیں مگر نکل نہیں سکتے۔ ناگاہ حضرت امیر کلال ان کے پاس پہنچتے ہیں اور ان کو اس کیچڑ سے نکال لاتے ہیں۔ جب وہ بیدار ہوئے تو حضرت امیر نے ان کے کان پکڑ کر کہا کہ یارو! ہم اسی روز کیلئے زور آزمائی کرتے ہیں۔ تم درویشوں کے حق میں بد عتقاد نہ بنو۔ جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو سب نے توبہ کی اور مردان خدا بن گئے۔ جس بزرگ کا یہ حال کشتی لڑنے کے وقت ہو ما بعد کو اُسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔

3) ایک روز حضرت امیر اپنے اصحاب کے ساتھ خواجہ ابو حفص کبیر بخاری نور اللہ مرقدہ کی مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ اور مناسک حج بالتفصیل بیان فرما رہے تھے۔ ایک بد

Marfat.com

اعتقاد شخص کے دل میں خیال آیا کہ حضرت امیر نے کعبہ کو کب دیکھا ہے کہ بیان کر رہے ہیں۔ یہ مسائل تو وہ بیان کرے جس نے کعبہ کو دیکھا ہو۔ کچھ دیر کے بعد امیر باہر نکلے اور اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ اے ناداں! دیکھ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ اُس نے جو نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ کعبہ حضرت امیر کے سر پر طواف کر رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے نادان! جس کے پاس درہم نہ ہو وہ اس خیال میں ہے کہ کسی کے پاس کچھ نہیں تاوقتیکہ تیرے دل کی آنکھ نہ کھلے تجھے کچھ نظر نہ آئے گا۔

4) ایک روز امیر کے اصحاب کی ایک جماعت حضرت حضرت جگر دوں اتا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کو گئی۔ جب انہوں نے کچھ فاصلہ طے کیا۔ تو دیکھتے ہیں کہ ایک شیر ان کے راستے میں کھڑا ہے وہ حیران ہوئے۔ اتنے میں حضرت امیر تشریف لائے اور شیر کی گردن پکڑ کر راستہ سے ایک طرف کر دیا۔ جب وہ گزر گئے تو شیر نے بطور تعظیم سر جھکایا اور چل دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اصحاب نے حضرت سے پوچھا کہ یہ کیا حالت تھی۔ فرمایا کہ جو ظاہر و باطن میں حق تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ سب چیزیں اس سے ڈرتی ہیں۔

5) ایک روز حضرت خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ سلطان کے دربار میں جلادی میں مشغول تھے۔ ایک مجرم پیش ہوا۔ سلطان نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ خواجہ ممدوح اُسے قصاص گاہ میں لے گئے اُس کی آنکھیں باندھ لیں۔ تلوار کھینچی۔ جناب پیغمبر خدا ﷺ پر درود بھیجا۔ اور تلوار اُس کی گردن پر ماری مگر تلوار نے اثر نہ کیا۔ دوسری بار اسی طرح کیا مگر تلوار نے اثر نہ کیا تیسری بار ایسا ہی کیا گیا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت خواجہ نے دیکھا کہ تلوار کھینچتے وقت مجرم ہونٹ ہلاتا تھا اور منہ میں کچھ کہتا تھا۔ حضرت خواجہ نے پوچھا۔ خدا کی عزت کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود بحق نہیں تو سچ بتا کہ کیا کہتا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ میں اپنے شیخ کو یاد کرتا تھا۔ حضرت خواجہ نے پوچھا کہ تیرا شیخ کون؟ اس نے جواب دیا کہ میرے شیخ سید امیر کلال

Marfat.com

ہیں۔ پوچھا کہ اس وقت کہاں ہیں؟ جواب دیا کہ علاقہ بخارا میں قریہ سوخار میں ہیں۔ یہ سن کر حضرت خواجہ نے تلوار پھینک دی اور فوراً روانہ ہوئے فرماتے تھے کہ وہ بزرگ جو مرید کو تلوار کے نیچے سے بچالے اگر کوئی اسکی خدمت بجالائے تعجب نہیں کہ حق تعالیٰ اُسے دوزخ کی آگ سے بچالے۔

6) ایک روز حضرت امیر جامعہ مسجد بخارا سے نماز جمعہ ادا کر کے اپنے گھر کو روانہ ہوئے۔ راستے میں فتح آباد وکلا آباد کے درمیان امیر تیمور مع فوج خیمہ زن تھا۔ حضرت نے اپنے یاروں سے پوچھا یہ کون ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ یہ امیر تیمور کا خیمہ ہے۔ امیر تیمور یہ سن کر خیمہ سے نکلا اور حضرت کی خدمت میں عرض کی اے مخدوم! میں آج آپ کی زبان سے کچھ سننا چاہتا ہوں۔ جس سے میرے دل کو کچھ تسکین ہو۔ حضرت نے فرمایا: کہ فقیر جب تک حضرت عزیزاں کی روحانیت سے اشارہ نہ پائے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جب حضرت امیر گھر پہنچے تو نماز عشاء کو جماعت کے ساتھ ادا کر کے حضرت عزیزاں کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے ایک محرم شیخ منصور کو جو قراماں میں رہتا تھا طلب کر کے اشارہ فرمایا کہ فوراً امیر تیمور کے پاس جاؤ اور اسے پیغام دو کہ مشائخ بخارا کی ارواح طیبہ نے مملکت خوارزم تمہیں عطا کر دی ہے۔ تم بلاتوقف سوار ہو کر وہاں پہنچ جاؤ۔ امیر تیمور نے ایسا ہی کیا اور خوارزم سے کامیاب وشاداب واپس آیا۔

7) ایک روز حضرت امیر اپنے اصحاب کے ساتھ بخارا کی جامع مسجد کو جا رہے تھے ایک کسان اپنے کھیت میں کام کر رہا تھا۔ اس کے غلام نے پوچھا کہ یہ کون ہیں آقا نے جواب دیا کہ یہ مفت خورے ہیں۔ حضرت امیر نے نور کرامت سے معلوم کر لیا اور اسی وقت فرمایا کہ یارو! درویشوں کے حق میں بے اعتقادی نہ کرو اور ان کو چشم حقارت سے نہ دیکھو کہ دنیا سے ذلیل وخوار ہو کر نہ جاؤ۔ جب مسجد سے واپس آئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شخص (آقا)

Marfat.com

درد گردہ کے سبب سے قریب الموت ہے۔ جب نزدیک پہنچے۔ تو اس نے کہا کہ حضرت امیر کے پاس لے چلو جب نزدیک لائے تو حضرت نے فرمایا کہ اس شخص نے تیز تیز کھایا ہے اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اسے واپس لے جاؤ اس کا کام تمام ہو چکا ہے۔ چنانچہ گھر پہنچتے ہی مر گیا۔

وفات:

مرض اخیر میں حضرت امیر نے اپنے اصحاب کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی متابعت کا حکم دیا۔ اس پر اصحاب نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ نے ذکر جہر میں آپ کی متابعت نہیں کی۔ حضرت امیر نے فرمایا کہ اس میں ان کا کچھ اختیار نہیں جو عمل ان پر پیش کیا گیا ہے وہ البتہ حکمتِ الٰہی ہے۔ سفینۃ الاولیاء میں حضرت امیر قدس سرہ کا سنہ وفات روز پنجشنبہ 8 جمادی الاولیٰ 772 ہجری مذکور ہے۔ مزار مبارک سوخار میں ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت امیر کے ایک سو چودہ خلفاء تھے۔

ارشادات عالیہ

حضرت امیر اپنے معارف میں اپنے دوستوں سے ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر عبادت میں تمہاری پیٹھ کبڑی ہو جائے اور ریاضت میں تمہارا جسم کمان کے چلے کی طرح باریک ہو جائے تو خدائے خالق کے جلال و عظمت کی قسم کہ تم ہرگز مقصود تک نہ پہنچو گے جب تک کہ اپنے لقمہ اور خرقہ کو پاک نہ رکھو اور حضرت محمد ﷺ کی شریعت کی پیروی نہ کرو کیونکہ تمام کاموں کی اصل اسی پر ہے۔ آیۃ "وثیابک فطھر" (اور اپنے کپڑے پاک رکھ، سورۃ مدثر) سے اسی بات کی تاکید و تائید ہوتی ہے۔

جب حضرت امیر کلال پر ضعف غالب ہوا تو آپ نے اپنے صاحبزادوں اور

Marfat.com

دوستوں کو جمع کیا اور وصیتیں فرمائیں۔

1) جب تک تم زندہ ہو، طلب علم سے ایک قدم دور نہ رہو کیونکہ طلب علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اول علم ایمان، دوم علم نماز، سوم علم روزہ، چہارم علم زکوٰۃ پنجم علم حج اگر استطاعت ہو ششم والدین کی خدمت کا علم۔ ہفتم صلہ رحمی اور رعایت ہمسایہ کا علم۔ ہشتم خرید و فروخت کا علم اگر ضرورت ہو۔ نہم حلال و حرام کا علم۔ کیونکہ بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ بے علمی کے سبب تباہی کے بھنور میں گر پڑتے ہیں۔

2) چاہیے کہ تم خداداں بنو اور خداخواں بھی اور ایسے کام میں مشغول رہو کہ جس سے دنیا کے خیال میں تمہارا دین نہ جاتا رہے۔ ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ کوئی عبادت خداترسی سے بہتر نہیں ہے نیز چاہیے کہ جب تم ذکر خدا میں مشغول ہو تو کلمہ لا الہ سے تمام ماسوائے حق کی نفی کرو اور غیر شرع باتیں نہ کرو اور کلمہ لا الہ سے تمام مشروعات کا اثبات کرو اور اپنے دل میں اس امر کو نگاہ میں رکھو کہ کوئی عبادت وسجدہ کے لائق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے جو باپ بیٹے اور معونت ومدد سے بے نیاز ہے جب تم نے یہ بات جان لی تو تم ذاکرین میں سے ہو گئے اور جان لو کہ کپڑے کو پانی، زبان کو خدا تعالیٰ کا ذکر اور تمہارے جسم کو نماز کا ہمیشہ ادا کرنا پاک کر دیتا ہے اور تمہارے مال کو زکوٰۃ اور تمہاری راہ کو مطالبۂ حقوق کرنے والوں کی رضامندی اور تمہارے دین کو شرک سے بچنا پاک کر دینا ہے۔ دوستو! اخلاص اختیار کرو اور اخلاص کے ساتھ رہو۔

3) چاہیے کہ تم توبہ کرتے رہو۔ کیونکہ توبہ تمام بندگیوں کا سر ہے توبہ یہ نہیں کہ زبان سے کہو کہ میں توبہ کرتا ہوں۔ توبہ یہ ہے کہ تم پہلے اپنے گناہوں سے دل میں پشیمان ہو اور نیت کرو کہ آئندہ اس گناہ کی طرف نہ جاؤ گے اور ہمیشہ رب العزت سے ڈرتے رہو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور اپنے مطالبہ حقوق کرنے والوں کو راضی کرو اور گریہ وزاری ایسی کرو

Marfat.com

کہ توبہ کا اثر اپنے باطن میں مشاہدہ کرو تا کہ تائب کا نام تم پر صادق آئے۔

4) چاہیے کہ روزی کا غم تم اپنے دل سے نکال دو اور آخرت اور ادائے بندگی کے غم کو اپنے دل میں جگہ دو کیونکہ تمام کاموں میں اصل یہی کام ہے۔

5) فرمایا کہ ارادت کیا ہے؟ ارادت خدا کی طلب، ترک عادت، وفائے عہد، ادائے امانت، ترک خیانت، اپنی تقصیر کی دید اور اپنے عمل کی نادید کا نام ہے۔

6) ہر حال میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجالاؤ۔ اور ہمیشہ دل میں غیر شرع امر اور بدعت کے منکر رہو۔ اور آیت: "یاایھا الذین امنو اقو آانفسکم و اھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ" ترجمہ: "اے ایمان والو! بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں"۔ (سورۃ تحریم) پر غور کرو تا کہ قیامت کے دن تم درماندہ نہ ہو۔

7) تمام کاموں میں اصل شریعت اور ان حدود کی حفاظت ہے جو حق تعالیٰ نے مقرر کر دی ہے وہ حدیں وزمان میں اور نظر اور گفت وشنید میں اور چلنے کھانے پینے اور نفقہ وصدقہ کے لینے اور نہ لینے میں ہیں۔ اس جگہ ان کی رعایت کر سکتے ہیں کیونکہ موقع اور فرصت کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور وہ کام کرنا چاہیے جو نجات کا سبب ہو اور کسب حلال کی طرف۔ اس کے بعد نفقہ کی طرف بطریق شرع متوجہ ہو اور میانہ روی اختیار کرو۔ اگر صدقہ کرو تو حلال کمائی سے کرو۔ رہے حدود روزہ، جو سال میں ایک بار آتا ہے، سو وہ اپنے تئیں صبح سے شام تک کھانے پینے اور جماع سے روکنا ہے۔ یہ نگہداشت ظاہر روزہ ہے۔ اور اپنے کان کو حرام سننے سے اور ہاتھ کو حرام پکڑنے سے اور پاؤں کو حرام چلنے سے روکنا باطنی روزہ ہے۔ حقیقت روزہ یہ ہے کہ روزہ دار اپنے دل کو تمام حالات میں بالخصوص روزے کے وقت تکبر، حسد، طمع، ریا، نفاق، کینہ اور خود پسندی سے پاک رکھے اور چاہیے کہ زکوٰۃ دے اور اُس کی حدود کی

Marfat.com

نگہداشت نہایت کوشش سے کرے کیونکہ حضرت پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا اس کی نماز اور حج اور کوئی کام قبول نہیں ہوتا نیز فرمایا ہے کہ بخیل خدا تعالیٰ سے اور بندگان خدا کے دلوں سے دور ہے اور بہشت سے دور اور دوزخ سے نزدیک ہے اور سخی خدا کی رحمت سے اور بندگانِ خدا کے دلوں سے نزدیک اور دوزخ سے دور ہے، نیز تمہیں معلوم رہے کہ آدمی کے دین کو کوئی چیز اس طرح درست نہیں کرتی جیسا کہ حسن خلق اور سخاوت۔

8) پھر حضرت امیر نے فرمایا کہ دوستو! تمہیں معلوم رہے کہ لوگ اس سبب سے مقصود حقیقی تک پہنچنے سے محروم رہتے ہیں کہ انہوں نے راہ وصول کو چھوڑ دیا ہے اور دنیاوی راہوں پر قانع ہو گئے ہیں۔ لیکن صوفی کو چاہیے کہ معرفت و توحید باری تعالیٰ میں اپنے اعتقاد کو درست رکھے اور گمراہی اور بدعت سے دور رہے اور اپنے اعتقاد میں مقلد نہ بنے اور ہر بات میں دلیل و برہان رکھتا ہو تا کہ بوقت حاجت حتی الامکان اُسے بیان کر دے۔ اے یارو! اس سے بری کوئی چیز نہیں کہ لوگ تم سے مذہب کی بات کہیں اور تمہیں معلوم نہ ہو کہ یہ دلیل عقلی ہے کیونکہ دوسروں کیلئے غیبت ہے۔ تو اس گروہ کے لیے کشف ہے۔ جو کچھ معرفت سے دوسروں کا مقصود ہے۔ اُن کیلئے حق سے موجود ہے۔ کیونکہ دوسرے اہل استدلال اور ہمارے یار اہل وصال ہیں۔ اس گرو کو اُس گروہ سے کیا نسبت ہے؟ دوستو! جان لو کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں کہ جس میں خدا کے دوستوں میں سے کوئی دوست موجود نہ ہو کہ جس کی برکت سے خدا تعالیٰ سب کو آفات و مصائب سے بچاتا ہے۔ خبردار! تم ایسے مردوں کے طالب رہنا تا کہ ہر دو جہان کی دولت تمہیں نصیب ہو۔

9) چاہیے کہ تم علماء کی خدمت میں رہو اور ان کے پاس بیٹھا کرو کیونکہ وہ امت محمدیہ ﷺ کے چراغ ہیں۔ جاہلوں اور ان کی صحبت سے دور رہو اور دنیا داروں سے صحبت نہ رکھو کیونکہ ان کی صحبت تم کو خدا سے دور کر دیتی ہے۔

Marfat.com

10) چاہیے کہ سماع یعنی رقاصوں کی مجلس میں حاضر نہ ہو اور ان کے ساتھ نہ بیٹھو، کیونکہ سماع کی کثرت اور اہل سماع کی صحبت دل کو مردہ بنا دیتی ہے۔ رخصتوں سے دور رہو اور جہاں تک ہو سکے عزیمت پر عمل کرو کیونکہ رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے۔

جب حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وصیتیں کیں تو فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اور ہمارے دوستوں کے کام کا سرانجام ان وصیتوں کی نگہداشت پر ہو۔ پھر فرمایا کہ مشائخ متقدمین نے اپنے اپنے مریدین سے ارشادات فرمائے جن کو وہ بجالائے۔ میں بھی امیدوار ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمارے یاروں کو ان وصیتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

مذکورہ بالا وصیتوں کے بعد حضرت امیر تنہائی کے گوشہ میں تشریف لے گئے اور تین دن تک آپ نے کسی صاحبزادے سے بات نہ کی۔ تین دن کے بعد آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور خدا کی بہت حمد کی۔ حاضرین مجلس نے سوال کیا کہ اے مخدوم! آپ نے اس مقام میں بہت حمد کی۔ ہمیں بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اس کا سبب کیا ہے؟ حضرت امیر نے فرمایا کہ تین دن سے میں مراقبہ میں تھا اور تنہائی کے گوشہ میں لوگوں کی ملاقات سے متنفر تھا اور دریائے حیرت میں غوطہ زن تھا کہ ہمارا اور ہمارے یاروں کا کیا حال ہوگا۔ ہاتف غیبی نے ہمارے باطن میں یہ ندا دی کہ اے امیر کلال! ہم نے تجھ پر اور تیرے یاروں پر اور تیرے دوستوں پر اور ان لوگوں پر کہ جن پر آپ کے مطبخ کی مکھی بیٹھی ہو رحمت کی اور سب کے گناہ معاف کر دیئے۔ تم خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تم پر رحمت کرے گا اور تمہارے گناہ سے درگزر کرے گا۔ حضرت امیر اُسی دن جوار رحمت الٰہی میں چل بسے۔

==☆==

Marfat.com

امام الاولیاء حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ العزیز

کے احوال و آثار

ولادت: 728ھ ہجری بمطابق 1327ء بمقام: قصر عارفاں

وصال: 3 ربیع الاول 791ھ ہجری مزار اقدس قصر عارفاں، بخارا ازبکستان

حضرت خواجہ بہاؤلدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت آٹھویں صدی ہجری کے آغاز میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کے سلسلہ میں مستند ترین تذکرات میں اس قدر، مرقوم ہے کہ حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ مریدین کی ایک جماعت کے ساتھ بخارا کے قریب سے گزرے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اس شہر سے عجیب وغریب قسم کی لطیف خوشبو مشام جان معطر کر رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ ولایت کا کوئی عظیم الشان فرد اس سرزمین میں ظہور کرنے والا ہے۔ ایک مدت کے بعد دوبارہ آپ کا گذر وہیں سے ہوا تو حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس لطیف خوشبو میں اضافہ ہوگیا ہے یقیناً وہ ہستی کہ جس کا ہمیں انتظار تھا اور جس کے نور عرفاں سے چاردانگ عالم منور ہو جائے گا وہ عالم امکان میں جلوہ افروز ہو چکی ہے۔ آپ سے اس خوشبو کے پیچھے پیچھے بخارا کے گلی کوچوں سے ہوتے ہوئے حضرت خواجہ بہاؤلدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مولد مبارک تک پہنچ گئے۔

اس وقت حضرت خواجہ بہاؤلدین نقشبند قدس سرہ العزیز کو اس دنیا میں قدم رکھے

Marfat.com

ہوئے صرف تین دن گزرے تھے۔حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے احوال وآثار اورآپ کے مقام کا صحیح تعین کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ ادوار اور صدیوں کا ایک سرسری جائزہ لیا جائے۔آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے وسط ایشیاء کا علاقہ منگولوں کی بربریت اور ہولنا کیوں سے شعلہ زار بنا ہوا تھا،کشف وخون کا بازار سرگرم تھا۔اہل اسلام کی تہذیب وثقافت اور پاکیزہ اسلامی اقدار سب تہس نہس ہو چکی تھیں۔انسانیت چنگیزیوں کی دست برد سے نوحہ کناں تھی۔جس طرح فطرت الٰہیہ کا اصول ہے کہ ہر شر انتہا پر پہنچنے کے بعد خیر کیلئے بنا دیتا ہے اور خزاں کے بعد بہار کا دور دورہ ہوتا ہے۔اسی طرح اس تاخت وتاراج اور بربادی وخونریزی کے بعد چمن زار ہست وبود میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا وجود اقدس ابر بہاراں بن کے آیا۔

مشائخ سے استفاضہ:

خواجگان نقشبندیہ کے سلسلہ میں خواجہ محمود انجیر فغنوی کے وقت سے سید امیر کلال کے زمانے تک ذکر خفی کو ذکر جہر کے ساتھ جمع کیا کرتے تھے۔مگر خواجہ نقشبند ذکر خفی کیا کرتے تھے۔اور ذکر جہر سے پرہیز کرتے تھے اور جب حضرت امیر کے اصحاب حلقہ میں ذکر علانیہ کرتے تو حضرت خواجہ مجلس سے اُٹھ جایا کرتے تھے۔حضرت امیر کے اصحاب پر یہ ناگوار گزرتا مگر حضرت خواجہ حضرت امیر کی خدمت وملازمت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے اور ہمیشہ سر تسلیم ان کی ارادت ومتابعت کی آستان پر رکھتے اور حضرت بھی روز بروز حضرت خواجہ کی طرف زیادہ التفات کرتے یہاں تک کہ ایک روز آپ کے اصحاب کی ایک جماعت نے خلوت میں آپ کی خدمت میں حضرت خواجہ کی شکایت کی۔حضرت امیر نے اُس خلوت میں کچھ جواب نہ دیا۔مگر بعدازاں ایک دن آپ کے تمام اصحاب چھوٹے بڑے جن کی تعداد پانچ سو تھی سوخار میں مسجد وجماعت خانہ اور دیگر مکانات کی تعمیر کیلئے جمع تھے اور ہر ایک کام

Marfat.com

میں لگا ہوا تھا۔ جب مٹی کا کام تمام ہوا تو آپ نے اُس مجمع میں شکایت کرنے والوں سے فرمایا کہ تم میرے فرزند بہاء الدین کے حق میں بدگمانی کرتے ہو اور غلطی سے اُس کے بعض احوال کو قصور پر محمول کرتے ہو، تم نے اُس کو نہیں پہچانا، حق تعالیٰ کی نظر خاص ہمیشہ اس کے شامل حال ہے اور بندگان حق تعالیٰ کی نظر حق سبحانہ کی نظر کے تابع ہے اُس کے حق میں مزید التفات کے بارے میں میرا کچھ اختیار نہیں۔ پھر حضرت خواجہ کو جو اینٹیں لا رہے تھے طلب کیا اور اُن سے یوں خطاب کیا:

"اے فرزند بہاء الدین! حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے جو تمہارے حق میں وصیت کی تھی، میں اُسے بجالایا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جس طرح میں نے تمہاری تربیت کی میرے فرزند بہاء الدین کی تربیت بھی اسی طرح کرنا اور کوتاہی نہ کرنا۔ سو میں نے ویسا ہی کیا ہے اور اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں نے یہ پستان تمہارے واسطے خشک کیے اور تمہاری روحانیت کا مرغ بشریت بیضہ سے نکل آیا مگر تمہاری ہمت کا مرغ بلند پرواز واقع ہوا ہے۔ ترک و تاجیک سے جس جگہ کوئی خوشبو تمہارے دماغ میں پہنچے طلب کرو اور اپنی ہمت کے بموجب طلب میں کوتاہی نہ کرو"۔ اس ارشاد کے مطابق خواجہ سات سال مولانا عارف دیک کرانی کی خدمت میں رہے اور ان کی متابعت اور تعظیم و آداب بجالاتے رہے چنانچہ وضو کے وقت نہر کے کنارے مولانا سے نیچے کی طرف وضو کرنے بیٹھتے اور چلتے وقت مولانا کے قدم پر قدم نہ رکھتے۔ بعد ازاں قثم شیخ کی خدمت میں دو تین مہینے رہے۔ جب پہل شیخ کی خدمت میں پہنچتے ہیں تو شیخ اُس وقت خربوزہ کھا رہے تھے۔ شیخ نے چھلکا آپ کی طرف پھینک دیا۔ آپ نے بر سبیل تبرک کھا لیا۔ اسی مجلس میں تین بار ایسا ہی واقع میں آیا۔ اسی اثناء میں شیخ کے خادم نے آخر اطلاع دی کہ تین اونٹ اور گھوڑے ہیں۔ شیخ نے حضرت خواجہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت خواجہ مراقب ہو کر متوجہ

Marfat.com

ہو گئے۔ نمازِ شام کے ادا کرنے کے بعد خادم نے خبر دی کہ اونٹ اور گھوڑے خود بخود آ گئے ہیں۔ بعد ازاں بارہ سال حضرت اتا کی خدمت میں رہے۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ اوائل حال میں ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت حکیم اتا قدس سرہ جو کہ کبائر مشائخ ترک سے تھے مجھ سے ایک درویش کی سفارش فرماتے ہیں۔ جب میں بیدار ہوا تو اُس درویش کی صورت میرے ذہن میں تھی۔ میں نے اپنی دادی سے جو صالحہ تھیں۔ اس خواب کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ بیٹا! تجھے مشائخ ترک سے کچھ فیض پہنچے گا۔ میں ہمیشہ اُس درویش کی ملاقات کا طالب رہا۔ ایک روز بازار بخارا میں اُس سے میری ملاقات ہو گئی میں نے اس کو پہچان لیا، اُس کا نام خلیل اتا تھا۔ اس وقت تو اس کی صحبت میسر نہ ہوئی۔ جب میں گھر پہنچا اور شام ہو گئی تو ایک قاصد آیا کہ وہ درویش خلیل آپ کو یاد کرتے ہیں۔ میں نے کچھ تحفہ ساتھ لیا اور بڑے نیاز و شوق سے ان کی خدمت میں گیا۔ جب میں اُن سے ملاقات سے مشرف ہوا تو میں نے چاہا کہ وہ خواب ان سے بیان کروں مگر خود انہوں نے ترکی زبان میں مجھ سے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے وہ ہمارے سامنے عیاں ہے۔ بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سن کر میرا حال دگرگوں ہو گیا۔ اور میرا میلان خاطر ان کی طرف زیادہ ہو گیا۔ ان کی صحبت میں عجیب حالات دیکھنے میں آتے تھے۔ اتفاقاً کچھ مدت کے بعد ان کو ماوراء النہر کی بادشاہی مل گئی۔ ایک دفعہ ایام سلطنت میں ایک کام کے لیے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے اپنی ملازمت و خدمت کی عزت بخشی۔ بادشاہت کے زمانے میں بھی ان سے بڑے بڑے حالات ظہور میں آتے۔ اور میرا میلان خاطر ان کی طرف زیادہ ہوا۔ وہ مجھ پر بڑی شفقت کرتے تھے اور کبھی مہربانی سے اور کبھی غصہ سے مجھے آداب خدمت سکھاتے۔ جس سے مجھے بہت سے فائدہ پہنچتے۔ ان آداب کی تعلیم اس راہ کی سیر و سلوک میں مجھے بہت کار آمد ہوئی۔

Marfat.com

میں ان کے عہد سلطنت میں چھ سال اس طریق پر ان کی خدمت میں رہا کہ مجلس عام میں آداب سلطنت بجالاتا اور تنہائی میں ان کا محرم خاص تھا۔ اپنے خواص بارگاہ کے سامنے آپ اکثر یوں فرماتے کہ جو شخص رضائے حق تعالیٰ کے لیے میری خدمت کرے گا وہ خلق میں بزرگ ہو جائے گا۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ کا مقصود کون اور کیا ہے۔ اس سے آپ کا اشارہ اس امر کی طرف تھا کہ بادشاہوں کا اعزاز و اکرام ان کی ظاہری عظمت کی وجہ سے نہ کرنا چاہیے بلکہ اس واسطے کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو اپنے جلال و بزرگی کا مظہر بنایا ہے۔ اس مدت کے بعد ان کی سلطنت کو زوال آیا تو ایک دم میں وہ خدام و حشم و ملک ختم ہو گئے یہ دیکھ کر دنیا کا تمام کام میرے دل پر سرد ہو گیا اور میں بخارا میں آیا اور زیورتوں میں جو دیہات بخارا سے ہے ساکن ہو گیا۔

سیر مقامات:

فرمایا کہ منازل و مقامات کے طے کرنے میں حضرت حسین بن منصور حلاج کی صفت دو مرتبہ میرے وجود میں ظاہر ہوئی نزدیک تھا کہ وہ آواز جوان سے ظہور میں آئی تھی مجھ سے بھی ظاہر ہو جائے بخارا میں ایک سولی تھی، دونوں دفعہ میں اپنے تئیں اس سولی کے نیچے لے گیا اور کہا کہ تیری جگہ یہی سولی ہے چنانچہ عنایت الٰہی سے میں اس مقام سے عبور کر گیا۔

فرمایا کہ میں نے سلطان بایزید اور شیخ جنید اور شیخ شبلی اور ابن منصور حلاج کے مقامات کی سیر کی۔ جہاں وہ پہنچے تھے، میں بھی وہاں پہنچا۔ یہاں تک کہ صفات انبیاء کی سیر میں ایسی بارگاہ میں پہنچا کہ جس سے بڑی کوئی بارگاہ نہ تھی۔ میں نے جان لیا کہ یہ بارگاہ محمدی ﷺ ہے۔ سلطان العارفین جب اس بارگاہ تک پہنچے تو انہوں نے چاہا کہ سیر کرنے آنحضرت ﷺ کی مماثلت کریں اس لیے ان کی پیشانی پر دستِ رد مارا گیا تھا۔ مگر میں نے

Marfat.com

ایسی گستاخی نہ کی بلکہ سر نیاز و تعظیم آپ کے آستانہ عزت و احترام پر رکھ دیا۔

تربیت مریداں:

حضرت علاء الحق کے والدین قدس سرہ فرماتے تھے کہ ہمارے مرشد حضرت خواجہ کی نظر عنایت کی برکت سے طالبوں کا یہ حال تھا کہ قدم اول میں سب سعادت مراقبہ سے مشرف ہو جاتے تھے۔ جب نظر عنایت زیادہ ہوتی تو درجہ عدم کو پہنچ جاتے۔ جب اس سے بھی زیادہ نظر عنایت ہوتی تو مقام فناء کو پہنچ جاتے اور فانی از خود اور باقی بحق ہو جاتے۔ اس حال میں حضرت خواجہ یوں فرمایا کرتے کہ ہم تو دولت وصال کے واسطہ ہیں۔ ہم سے منقطع ہو کر مقصود حقیقی کو ملنا چاہیے اور ارباب تکمیل وایصال کا طریقہ یہ ہے کہ اس راستہ کے بچوں کو طریقت کے گہوارے میں لٹاتے ہیں اور تربیت کے پستان سے دودھ پلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ حد فصال کو پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان سے دودھ چھڑاتے ہیں اور بارگاہ کا محرم بناتے ہیں۔ تاکہ حضرت عزوجل احسانہ بلا واسطہ فیض حاصل کر سکیں۔

زہد و معاشرت:

حضرت خواجہ فقیر تھے اور ہمیشہ فقر کی تائید کیا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ہم نے جو کچھ پایا ہے، محبت فقر سے پایا ہے۔ آپ کے دولت خانہ میں موسم سرما میں خاشاک ہوا کرتا اور گرما میں پرانا بوریا۔ ہر چیز بالخصوص طعام میں حلال کی رعایت اور شبہات سے اجتناب میں نہایت احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ اپنی مجلس میں ہمیشہ اس حدیث کو بیان فرمایا کرتے تھے۔ ترجمہ: ''عبادت دس جزو ہیں۔ جن میں سے نو طلب حلال ہیں اور ان میں سے ایک باقی عبادات ہیں''۔

باوجود کمال فقر کے آپ میں ایثار اعلیٰ درجہ کا تھا۔ جو شخص آپ کی خدمت میں حدیہ لاتا۔ اتباع سنت کے طور پر آپ اسی قدر زیادہ اس کے ساتھ احسان کرتے۔ اگر کوئی دوست

Marfat.com

یا مہمان آپ کے دولت خانہ پر آتا جب شام ہوتی، کھانا جس میں کچھ تکلف ہوتا۔ لاتے اور اس کے آگے رکھتے اور ایک طرف چراغ رکھ دیتے تاکہ وہ کھانا کھالے۔ اگر وہ سو جاتا اور ہوا سرد ہوتی تو خواہ گھر میں فقط ایک کپڑا ہو اس کو مہمان پر ڈال دیتے۔ آپ کا گزارہ زراعت سے تھا۔ ہر سال کچھ جو اور کچھ ماش بوتے۔ بیج، زمین اور بیلوں سے کام لینے میں بڑی احتیاط کیا کرتے۔ اکابر و علماء جو حاضر خدمت ہوتے، آپ کا طعام بطور تبرک کھایا کرتے۔ شہر میں آپ کا کوئی مکان ملکیتی نہیں تھا۔ بطور رعایت رہا کرتے۔ آپ کے ہاں کوئی خادم یا خادمہ نہ تھی۔ جب وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا۔ بندگی با خواجگی راست نمے آید۔
آپ فرماتے تھے کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حجروں میں جو کا آٹا چھلنی سے نہ چھانا جاتا۔ (صحیح بخاری، کتاب الاطعمہ)۔ اس لیے چند روز ہمارے گھر میں جو کا آٹا بغیر چھانے پکتا۔ تمام متعلقین و فرزندان بیمار ہو گئے۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس کا باعث یہ تھا کہ اہل بیت رسالت کے ساتھ بے ادبی کی گئی۔ کیونکہ اس کھانے میں صورت مساوات کی تشبیہ پیدا ہو گئی۔ بیشک متابعت میں بہت کوشش کرنی چاہیے، مگر حقیقت میں اپنے تئیں ہر امر میں مقصر خیال کرنا چاہیے۔ بعد ازاں جو کا آٹا نہ پکایا گیا۔ تمام تندرست ہو گئے۔

حضرت خواجہ اکثر اوقات کھانا پکاتے اور دستر خوان کی خدمت خود کیا کرتے تھے اور درویشوں کو بالخصوص کھانے کے وقت وقوف و حضور کی رعایت کا حکم دیتے اور تاکید کرتے۔ اگرچہ دستر خوان پر بڑا اجتماع ہوتا مگر ان میں کوئی غفلت سے لقمہ کھاتا تو آپ براہ شفقت و تربیت اُسے آگاہ فرماتے اور لقمہ کھانے سے روک دیتے۔ اگر کھانا غصہ اور کراہت سے پکا ہوتا تو آپ نہ کھاتے اور درویشوں میں سے بھی کسی کو کھانے نہ دیتے۔

ایک درویش آپ کی خدمت میں کھانا لایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں یہ کھانا نہیں

Marfat.com

چاہیے کیونکہ غصہ کی حالت میں پکایا گیا ہے۔

اگر کوئی شخص کفگیر کو غصے یا کراہت کی حالت میں دیگ مین مارتا آپ اُس کھانے کو نہ کھاتے اور فرماتے، جو کام غضب وغفلت یا کراہت ودشواری سے کیا جائے۔ اس میں خیر وبرکت نہیں۔ کیونکہ اس میں نفس وشیطان کا دخل ہوجاتا ہے۔ اُس سے اچھا نتیجہ کب پیدا ہوسکتا ہے۔ اعمال صالحہ اور افعال حسنہ کے صدور کی بناء طعام حلال پر ہے۔ جو وقوف وآگاہی سے کھایا جائے۔ تمام اوقات بالخصوص نماز میں حضوری اسی سے حاصل ہوتی ہے۔

کرامات:

ایک روز حضرت خواجہ ایک درویش کو کسی طرف روانہ کرر ہے تھے۔ آپ نے حسبِ عادت اُس کو بغل میں لیا اور اُس پر نظر عنایت ڈالی۔ اتفاقاً اخی محمد درآہنی جو حضرت خواجہ کے بڑے درویشوں مین تھا۔ اُس درویش کے آگے آگے جاتا تھا۔ ایک ساعت کے بعد وہ درویش گر پڑا اور اس کی روح قالب سے نکل گئی۔ جب اخی محمد نے یہ حال دیکھا تو وہ جلدی حضرت خواجہ کی خدمت میں پہنچا اور ماجرا عرض کیا۔ حضرت خواجہ اس درویش کے پاس تشریف لے گئے اور اپنا قدم مبارک اس کے سینے پر رکھا وہ ہلنے لگا اور اس کی روح قالب میں آگئی۔ بعدازاں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں نے اس کی روح چوتھے آسمان میں پائی اور وہاں سے واپس کرلی۔

ایک صحیح النسب سید نے جو حضرت خواجہ سے محبت وعقیدت رکھتا تھا یہ حکایت بیان کی کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ ادائیگی حج بیت اللہ شریف کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ جس روز حاجی قربانیاں دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم بھی قربانی دیتے ہیں۔ ہمارا ایک لڑکا ہے۔ اُسی کو قربان کردیتے ہیں۔ جو درویش اُس سفر میں آپ کے ساتھ تھے، انہوں نے یہ بات لکھ لی۔ جب بخارا میں واپس آئے تو معلوم ہوا کہ جس روز کعبہ میں حضرت خواجہ کی

Marfat.com

زبان مبارک پر وہ الفاظ جاری ہوئے تھے اسی دن بخارا میں آپ کا وہ لڑکا فوت ہوا تھا۔

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ درویشوں کی جماعت کے ساتھ شہر بخارا میں درواز کلاباد میں ایک درویش کے مکان پر تشریف رکھتے تھے۔ اتفاقاً درویش کے لئے کلاہ نور درزی سی رہا تھا۔ ایسی کلا کو امراء وحکام ہی پہنا کرتے تھے۔ آپ اس وقت حالت بسط میں تھے۔ آپ کی حالت سے درویشوں میں زرا ذوق پیدا ہو رہا تھا۔ اسی حالت میں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ چونکہ ہم نے سلاطین کی ٹوپی سر پر رکھی ہے، چاہیے کہ سلطنت میں تصرف کریں۔ بتاؤ سلاطین میں پہلے پر زد کریں۔ ایک درویش پہلوان محمود نامی نے حاکم ماوراء النہر کا نام لیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے اسی پر زد کی۔ حاضرین مجلس نے وہ تاریخ لکھ لی۔ آپ نے اسی وقت ایک امیر بخارا کی طرف خط لکھا جو حاکم موصوف سے بھاگ کر کابل چلا آیا تھا اور وہ خط ایک کابل جانے والے کے ہاتھ دے دیا اُس خط کا مضمون یہ تھا کہ ایسا واقعہ وقوع میں آ گیا ہے تمہیں چاہیے کہ پانچ سو نیاز نذرانہ بذریعہ حامل خط درویشوں کی خدمت میں روانہ کردو۔ چند روز کے بعد خبر آئی کہ حاکم ماوراء النہر قتل ہو گیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ اسی تاریخ قتل ہوا تھا۔ یہ سن کر سب تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ حق تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو ایسے تصرفات عطا فرمائے ہیں۔ حضرت خواجہ فرماتے تھے۔ دوستو! جس وقت ہم سے ایسا امر ظہور میں آتا ہے ہم درمیان نہیں ہوتے۔ جو کچھ درویشوں سے صادر ہوتا ہے۔ اس میں ان کا کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ طالبوں کی رہنمائی کے لئے ایسا ہوتا ہے۔ حکایت ہے کہ حضرت خواجہ شد یوث میں تھے۔ ایک جماعت کچھ انار آپکی خدمت میں لائی اس جماعت میں درویش محمد زاہد بھی تھا۔ حضرت خواجہ نے انار تقسیم کر کے فرمایا کہ کھاؤ، محمد زاہد نے کہا کہ میرا غلام بھاگ گیا ہے اس لئے مجھے بہت تشویش ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ وہ کسی طرف نہیں جا سکتا۔ دو دن اور

Marfat.com

رات ہمارے پاس ٹھہرو۔ تیسرے روز زیورتون کی طرف اپنے مکان میں چلے جانا غلام کی خبر تم کو مل جائے گی۔ محمد زاہد نے ایسا ہی کیا۔ تیسرے روز جب وہ اپنے مکان میں پہنچا تو بیشتر اس سے کہ حضرت خواجہ کی بشارت اپنے اہل وعیال سے بیان کرے غلام دروازے سے داخل ہوا۔ محمد زاہد اوراس کے گھر والوں نے تعجب کیا اور غلام سے کیفیت دریافت کی۔ اس نے کہا کہ جب میں بخارا سے نکلا تو میں نے نسف کی طرف جانے کا قصد کیا میں نے کچھ راستہ طے کیا تھا کہ میرے پاؤں میں ایک بیڑی لگ جاتی اور تین دن یہی حال رہا میں سمجھ گیا کہ یہ کیفیت دوسری جگہ سے ہے۔ میں لوٹ کر آپ کی خدمت میں آ گیا مجھے معاف فرمایئے۔

ایک روز حضرت خواجہ قصر عارفاں میں تھے اور شیخ غدیوت سے آئے تھے۔ وہ ایک جوان کے قصور کی عذر خواہی کرتے تھے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ نذرانہ چاہیے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ایک بیل لاتا ہوں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ نذرانہ میں بیل قبول نہیں اڑتالیس دینار عدلی جو غدیوت میں تم نے مدت سے دیوار کے سوراخ میں چھپائے ہوئے ہیں اور دھوئیں نے وہ جگہ سیاہ کردی ہے نذرانہ میں لانے چاہیے یہ سن کر شیخ شادی کا حال دگرگوں ہوگیا اس لئے کہ سوراخ میں چھپاتے وقت کسی کو اطلاع نہ تھی۔ وہ جلدی غدیوت میں گئے اور وہ دینار خدمت میں پیش کیے حضرت خواجہ نے ان میں سے ایک دینار شیخ شادی کو واپس کردیا اور فرمایا کہ یہ حرام ہے۔ تجھے یہ کہاں سے ملا اس وقت شیخ شادی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان سنتالیس دیناروں سے ایک بیل خرید کر کھیتی کر اور بندگانِ خدا کی خدمت میں صرف کر۔ اس کے بعد شیخ شادی سے اس ایک دینار کا حال دریافت کیا گیا انہوں نے کہا کہ حضرت خواجہ کا مرید بننے سے پہلے میں ایک مدت تک قمار بازی کرتا رہا وہ دینار قمار بازی سے حاصل ہوا تھا۔

Marfat.com

خواجہ علاؤالدین عطار بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ درویشوں کی جماعت کے ساتھ ایک درویش کے حجرے میں تھے اس جماعت میں سے بعض حضرت خواجہ کے اشارے سے دسترخوان کے سامان کے لئے نکلے اور دو فریق ہوگئے ایک فریق بازار صرافاں کی طرف روانہ ہوا۔ انہوں نے حضرت خواجہ کو بازار میں دیکھا اور دوسرا فریق چوک کی طرف گیا اور حضرت خواجہ کو چوک میں دیکھا، بعدازاں وہ اخی محمد درآہبی سے بازار میں ملے اور اپنا قصہ اُس سے بیان کیا۔ اُس نے کہا کہ میں نے ابھی حضرت خواجہ کو فلاں جگہ دیکھا ہے کہ ایک طرف کو تشریف لے جارہے ہیں یہ سن کر درویش حیران ہوئے کہ حضرت خواجہ سے جا کر کہاں ملیں۔ اسی فکر میں تھے کہ ایک درویش آیا اور اس نے کہا کہ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے کس لیے اتنی دیر لگائی ہے، انہوں نے سارا قصہ اس درویش سے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ جس وقت تم حجرے سے نکلے ہو صاحب حجرہ اور میں حضرت خواجہ کی خدمت میں رہے ہیں۔ آپ حجرے سے نہیں نکلے۔ اس وقت آپ نے مجھے تمہارے پیچھے بھیجا ہے۔ اصحاب حیران ہوئے اور اسی حالت میں حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کیفیت دریافت کی اور اپنا قصہ بیان کیا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور صاحب حجرہ یہ سن کر بہت رویا۔ اسی وقت حضرت نے فرمایا کہ ایک دفعہ ماہ رمضان کی شام کو حضرت عزیزاں قدس سرہ کی تیرہ جگہ دعوت ہوئی۔ آپ نے قبول فرمائی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں دعوتوں میں سے ایک میں حاضر تھا۔ میں نے دوسری جگہوں سے جو دریافت کیا تو یہی سنا کہ حضرت عزیزاں تمام جگہوں میں حاضر تھے۔

خواجہ علاء الدین عطار نے یہ حکایت بیان کی کہ ایک روز موسم سرما میں حضرت خواجہ نے درویش امیر حسن سے فرمایا کہ ایندھن بہت سا جمع کرلینا چاہیے۔ جب حسب الارشاد بہت سارا ایندھن جمع ہوگیا تو دوسرے دن برف گرنے لگی اور چالیس دن تک گرتی

Marfat.com

رہی۔ اسی حال میں حضرت خواجہ شیخ شادی کو ساتھ لے کر خوارزم کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم ندی کے کنارے پہنچے تو آپ نے شیخ شادی سے فرمایا کہ پانی پر قدم رکھ کر گزر جاؤ۔ شیخ نے توقف کیا۔ آپ نے دوبارہ ہیبت سے شیخ کی طرف نگاہ کی۔ شیخ بے خود ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو قدم پانی پر رکھ کر روانہ ہوئے۔ حضرت خواجہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ جب پانی سے گزر گئے، تو خواجہ نے شیخ سے فرمایا کہ اپنے موزہ کو دیکھو۔ اس کی کوئی جگہ بھیگی یا نہیں۔ شیخ شادی نے دیکھا کہ قدرت الٰہی موزہ کی کوئی جگہ نہ بھیگی تھی۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت خواجہ ایک طرف جا رہے تھے۔ شیخ امیر حسین اور چند درویش ساتھ تھے۔ ایک نالہ کے پل پر پہنچے۔ آپ نے شیخ سے فرمایا کہ پانی سے گزر جا۔ حسبِ ارشاد شیخ پانی میں کود پڑے اور حضرت پل پر سے گزر گئے۔ کچھ دیر کے بعد فرمایا۔ امیر حسین! پانی سے نکل آ! شیخ پانی سے نکل آئے اور ان کے کپڑے خشک تھے۔ خواجہ نے پوچھا کہ جس وقت تم پانی میں کودے تمہارا کیا حال تھا؟ عرض کیا کہ میرا حال اچھا تھا۔ میں ایک نہایت صاف مکان میں تھا۔ کچھ دیر کے بعد ایک دروازہ ظاہر ہوا۔ آپ کی آواز سن کر میں اُس دروازے سے نکل آیا۔

ایک درویش بیان کرتا ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ میرے غریب خانہ میں تشریف لائے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ گھر میں آٹا نہ تھا۔ میں اس دن آٹے کی بوری لے آیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اس آٹے کو خرچ کرتے رہو۔ مگر اس کی کمی بیشی کا حال کسی سے ذکر نہ کرنا۔ حضرت خواجہ دو ماہ غریب خانہ میں رہے۔ ہر روز درویش اور دوست آپ کی زیارت کو آتے تھے۔ اسی آٹے میں سے پکتا رہا۔ مگر وہ آٹا بدستور رہا۔ جب حضرت تشریف لے گئے۔ مدتوں بعد اسی میں سے پکتا رہا۔ اور بحال خود اتنا ہی رہا۔ بعد ازاں میں نے خلاف ارشاد حضرت خواجہ کا یہ قصہ اپنے اہل وعیال سے ذکر کر دیا۔ پھر وہ برکت نہ رہی۔

Marfat.com

ایک روز قصر عارفاں میں حضرت خواجہ کے حکم سے درویش مٹی کا چھکڑا کھینچ رہے تھے۔اسی اثناء میں حضرت خواجہ کا ایک مرید محمد خرکوشی زیورتوں سے آیا۔وہ حضرت کی زیارت کے لیے بے قرار ہو رہا تھا۔چنانچہ حضرت کے مکان تک دو دفعہ اڑا۔درویشوں نے جب وہ حال دیکھا تو اس کے پیچھے روانہ ہوئے۔جب اس کے پاس پہنچے۔تو حضرت خواجہ مکان سے نکلے اور ان سے یوں ارشاد فرمایا کہ تم اس فقیر بے سروپا سے کیا چاہتے ہو؟ اس صفت سے کچھ حاصل نہیں۔اس حالت پر کچھ اعتماد نہ چاہیے۔بہت سے بیگانے ایسے ہوتے ہیں جو پرندے کی طرح ہوا میں اڑتے ہیں۔حق طلبی اور ہی چیز ہے۔درویش یہ سن کر بہت ڈرے۔اس حال میں حضرت خواجہ نے ان سے کہا کہ چھکڑے میں مٹی بھر دو۔پھر آپ نے چھکڑے کی طرف اشارہ کیا تو چھکڑا خود بخود چلتا تھا اور مٹی گرا کر واپس آجاتا تھا۔حاضرین یہ دیکھ کر اپنے فعل سے پشیمان ہوئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ نسف میں تھے۔جاڑے کا موسم تھا۔حضرت خواجہ کو بخارا جانے کا اتفاق ہوا۔اسی سفر میں خواجہ محمد سا جو مولانا حافظ الدین کبیر بخاری کے صاحبزادوں میں سے تھے،آپ کے ہمراہ تھے۔اس روز ابر ہو رہا تھا۔نسف کے درویشوں نے حضرت سے درخواست کی کہ ٹھہر جایئے۔مگر آپ نہ ٹھہرے۔درویشوں کی ایک بڑی جماعت آپ کے ہمرکاب تھی۔مینہ برسنے لگا اور ہر لحظہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔حضرت نے خواجہ محمد پارسا کی طرف اشارہ کیا کہ مینہ سے کہو،ٹھہر جائے۔خواجہ محمد نے حضرت کی موجودگی میں ایسی گستاخی نہ کی۔حضرت نے فرمایا کہ میں تجھ سے کہتا ہوں کہ یوں کہہ دے،اے مینہ! ٹھہر جا۔پس محمد پارسا نے کہا۔اے مینہ ٹھہر جا۔اسی وقت مینہ بند اور مطلع صاف ہو گیا۔

ایک روز حضرت خواجہ کا ایک درویش نیک روز نام سوخار سے آپ کی خدمت میں آیا۔وہ بہت دل گیر تھا۔حضرت نے سبب پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ سوخار میں ایک شخص

Marfat.com

حسین نامی نے مجھے بہت برا بھلا کہا لیکن اس سے مجھے رنج نہ ہوا جب اس نے آپ کی بے ادبی کی تو مجھے نہایت رنج ہوا آپ نے فرمایا، کہ وہ جلدی ہی دنیا و آخرت میں رسوا ہو گا۔ ایک روز کا بیان ہے کہ جب حضرت خواجہ نے یہ فرمایا، نماز عصر کا وقت تھا۔ میں آپ کی خدمت سے رخصت ہو کر نماز کے وقت سوخار میں پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ حسین اپنے خادم کے لیے زراعت میں کھانا لے جا رہا ہے۔ جب خادم کھانے لگا تو حسین اپنے خادم کا کام کرنے لگا۔ اسی وقت ایک بھیڑیا آیا جس نے لپک کر حسین کی ناک اور ہونٹ نوچ لیے اور اس کی شکل نہایت بھونڈی ہو گئی۔ وہ لوگوں میں رسوا ہوا اور اس کا قصہ مشہور ہو گیا اور حسین گرگ گرفتہ اس کا لقب ہو گیا۔

حضرت خواجہ کے دور مبارک میں چنگیزیوں کا ظلم و استبداد ختم ہو چکا تھا۔ خون آشام تلواریں آسودہ نیام ہو چکی تھیں۔ وہ منگول جو انسانوں کے خون کے پیاسے تھے اور قتل و غارت ان کی فطرت ثانیہ تھی۔ انہی کی اولاد آج مسلمان ہو کر سریر آرائے سلطنت تھی اور حامی دین اور ناصر اسلام بن چکی تھی۔ آپ کے مبارک زمانے میں میراں شاہ بخارا کا فرماں روا تھا اور حضرت خواجہ کا فقید المثال عقیدت مند تھا۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے مکتوبات میں میراں شاہ کی ارادت مندی کا ایک تحریر واقعہ فرمایا ہے جو عقیدت و نیاز مندی کے دفتر کا شاہکار ہے۔ صورت واقعہ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ نے اپنے مریدین کو حکم دیا کہ خانقاہ کی دریاں اور چادریں باہر لے جا کر جھاڑ دیں۔ اتفاقاً اس وقت بازار سے میراں شاہ عمائدین سلطنت کے ساتھ گزر رہا تھا۔ گرد و غبار کو دیکھ کر وہ وہیں رک گیا۔ اعیان مملکت نے مشورہ دیا کہ آپ گرد و غبار سے بچنے کے لیے ایک طرف ہو جائیں اس پر میراں شاہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت نقشبند علیہ الرحمۃ کے آستانہ عالیہ کی چٹائیوں کا گرد و غبار میرے جسم پر پڑے اور میری نجات کا موجب بن جائے۔ اس کے

Marfat.com

انتقال پر حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''میراں شاہ مردود ایمان بہ سلامت برد'' سبحان اللہ! کیا عظیم ہستی تھی کہ جس کے آستانہ پاک کی خاک پاک بھی نجات ابدی اور رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ بن گئی۔

ارشادات عالیہ

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور اسرار و معاف ایک بحر ناپیدا کنار ہے۔ آپ کے جملہ اسرار کا طرہ امتیاز احکام خداوندی کی اتباع حضور سید عالم ﷺ کی سنت مبارکہ کی پیروی اور بدعت سے اجتناب ہے حضرت خواجہ کے نزدیک تمام عبادت و ریاضت کا مقصود رضائے الٰہی ہے آپ کے نزدیک انوار و تجلیات الٰہیہ محمود ہے مقصود نہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ارشادِ گرامی آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے جس کے بارے میں حضرت امام ربانی قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک جملہ کے باعث ان کا مرید ہو گیا ہوں وہ ارشاد یہ ہے:

''معرفت حق بر بہاؤ الدین حرام است اگر ابتدائے او نتہائے بایزید (رحمۃ اللہ علیہ) نہ باشد'' خود امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ارشاد کی توضیح حیرت انگیز انداز سے فرمائی ہے کہ:

''حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فناء کے آخری مقامات تک انوار و تجلیات میں سرگرم و سرشار ہے لیکن حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کچھ دیکھا اور جو کچھ سنا سب غیر ذات کلمہ لا کے ساتھ اس کی نفی کرنی چاہیے۔ گویا جو مقامات عالیہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مہتم بالشان تھے حضرت خواجہ اپنے فکری اور نظریاتی انداز سے ایک ہی جست میں انہیں طے کر گئے یعنی جہاں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

Marfat.com

انتہا تھی وہاں حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ابتداء ہے''۔

☆ حضرے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں یہ اشعار کہے ہیں۔

سکہ کہ دریثرب وبطحا زدند

نوبت آخر بہ بخارا زدند

از خط آں سکہ نشد بہرہ ھند

جز و دل بے نقش شہ نقشبند

اول او آخر ھر منتھی

ز آخر او حبیب تمناتھی

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات اور آپ کی پاکیزہ تعلیم و تربیت نسبت نقشبندیہ میں سنگ میل کا درجہ رکھتی ہیں۔

کسی حالت میں جادہ شریعت اور استقامت سے قدم باہر نہ رکھنا چاہیے۔ عزیمت وسنت پر عمل کرنا اور رخصت اور بدعت سے دور رہنا چاہیے۔ اخبار رسول اللہ ﷺ اور آثارِ صحابہ رضوان اللہ علیہم کے متلاشہ رہنا چاہیے اور احادیث نبوی ﷺ کو ہمیشہ اپنا پیشوا بنانا چاہیے۔

ہمارے طریقے میں تھوڑے عمل سے بہت سی فتوحات ہیں مگر اتباع سنت نبوی کی رعایت بدرجہ کمال رکھنا اور آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی پیروی کرنا لازم ہے۔

ہمارا طریقہ سب سے ملے جلے رہنے کا ہے کیونکہ خلوت نشینی میں شہرت ہے۔ اور شہرت میں آفت ہے۔

خدا کی معرفت حاصل کرنے کے تین راستے ہیں۔

Marfat.com

مراقبہ، مشاہدہ، محاسبہ

مراقبہ یہ ہے کہ "نسیان رویۃ المخلوق بدوام النظر الی الخالق" ہمیشہ خالق حقیقی کی جانب نظر رکھنے اور مخلوق کی طرف سے نظریں پھیر لینے کو مراقبہ کہتے ہیں۔
مراقبہ کی مداومت نادر چیز ہے اور حضرات نقشبند نے اس کے حصول کا طریقہ مقرر فرمایا ہے، یعنی نفس کی مخالفت کرنا"۔

مشاہدہ واردات غیبی کو کہتے ہیں جو سالک کے دل پر نزول کرتی ہے۔

محاسبہ جو کچھ گزرتا ہے ہم ہر گھڑی اس کا حساب کرتے ہیں اگر کوئی عمل نقصان دہ ہے تو اس سے باز رہتے ہیں اور اگر کوئی عمل بہتر ہے تو اس میں کوشش کرتے ہیں اور دوام اختیار کرتے ہیں۔

بات یہ نہیں کہ جو شخص خدا کی جانب دوڑا اس نے خدا کو پالیا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا کو وہ پائے گا جو اس راہ میں دوڑتا رہے گا یعنی ہمیشہ اس راہ میں سعی کرتا رہے گا۔

اولیاء اللہ کو چھپی ہوئی باتوں کی اطلاع دی جاتی ہے مگر وہ بغیر حکم الٰہی کے ان کو ظاہر نہیں رکھتے۔ ہر کام میں نیت کی صحت نہایت ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر طالب کو مرشد کا کوئی کام ناپسند ہو تو چاہیے کہ بقدر طاقت صبر کرے اور انتظار کرے ممکن ہے کہ اس کا راز اس پر ظاہر کر دیا جائے لیکن اگر طالب مبتدی ہو اور طاقت صبر نہ رکھتا ہو تو وہ شیخ سے دریافت کر لے کیونکہ بدظنی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہونے سے بچ جائے گا مگر متوسط الحال طالب کے لیے لب کشائی یا سوال جائز نہیں ہے۔

ذکر جہر اور رقص سے اجتناب کی تاکید

آپ کے ایک درویش نے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ مقام قرشی میں درویشوں کی

Marfat.com

ایک جماعت کے ہمراہ خلوت میں رقص کر رہا تھا۔ میرے پاس ایک عمدہ رومال تھا میں نے وہ رومال ایک قوال کو دے دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب کسی کام کے لیے گھر سے نکلا تو سامنے حضرت خواجہ قدس سرہ کھڑے تھے، میں ہی وہ پہلا شخص تھا جس نے حضرت خواجہ قدس سرہ سے ملاقات کی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اہل قرابت فقراء کی صحبت رکھنی چاہیے۔ ہمارے طریقے میں ذکر جہر اور رقص نہیں ہے اس ارشاد کے ساتھ ہی میرا حال متغیر ہو گیا حضرت نے ایک مدت تک مجھ کو اپنی صحبت میں نہ آنے دیا جب کہ ایک درویشوں کی جماعت نے میری سفارش نہ کی۔

اس راستہ میں وجود کی نفی اور نیستی اور اپنی تئیں کم سمجھنا بڑا کام ہے مقصد حقیقی کی دولت کا حاصل ہونا مقبولیت پر موقوف ہے میں نے اس معاملہ میں موجودات کے طبقوں میں سے ہر طبقہ کی سیر کی اور اپنے آپ کا ذروں میں سے ہر ذرہ کے ساتھ مقابلہ کیا میں نے سب کو حقیقت میں اپنے آپ سے بہتر دیکھا یہاں تک کہ میں نے فضلات کے طبقہ کی بھی سیر کی اور ان میں بھی فائدہ دیکھا مگر اپنے آپ میں کوئی فائدہ نہ پایا جب کتا کے فضلا تک پہنچا تو مجھے خیال ہوا کہ اس میں کوئی فائدہ نہ ہوگا ایک مدت میں اپنے تئیں اس خیال پر برقرار رہا آخر کار معلوم ہوا کہ اس میں بھی کوئی فائدہ ہے۔

ایک دن ایک لڑکا گھر سے نکلا اس کے پاس قرآن مجید تھا۔ اس نے حضرت خواجہ کو سلام کیا جب آپ نے قرآن مجید کھولا تو یہ آیت نکلی:

"وکلبھم باسط ذراعیه بالوصید"

ترجمہ: اور انکا کتا اپنے دونوں ہاتھ چوکھٹ پر پھیلا رہا ہے۔ (سورۃ کہف)

خواجہ نے فرمایا: کہ امید ہے کہ ہم وہ ہوں گے۔

جن دنوں میں حضرت خواجہ سرخس میں تھے۔ ملک حسین کے قاصد ہرات سے

Marfat.com

آئے انہوں نے بادشاہ کا فرمان دکھایا۔جس کا مضمون یہ تھا کہ ہمیں درویشوں کی صحبت کا اشتیاق ہے۔آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں اگر چہ حضرت خواجہ کو ملوک سلاطین کی ملاقات کی عادت نہ تھی لیکن اس سبب سے کہ اگر ملک حسین طوس یا سرخس کی طرف متوجہ ہوتا تو اس ولایت کے باشندوں پر دشوار ہوتا۔حضرت خواجہ بذات خود ہرات کی طرف متوجہ ہوئے جب بادشاہ کی مجلس میں پہنچے وہاں بڑا ہجوم تھا اور مملکت ہرات اعیان وارکان اور نوکر چاکروں کی بڑی جماعت حاضر تھی۔بادشاہ نے حضرت خواجہ سے سوال کیا کہ کیا آپ کی درویشی موروثی ہے خواجہ نے جواب دیا کہ نہیں ایک جذبہ پہنچا اور میں اس سعادت سے مشرف ہوگیا بادشاہ نے پوچھا کہ کیا آپ کے طریقہ میں سماع اوع ذکر جہر وخلوت ہے خواجہ نے فرمایا نہیں بادشاہ نے پوچھا کہ پھر تمہارا طریقہ کیا ہے؟ خواجہ نے فرمایا کہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کا ہے خاندان کا قول ہے کہ خلوت در انجمن چاہیے۔بادشاہ نے پوچھا خلوت درانجمن کیا ہے۔حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ظاہر میں خلق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ ہونا۔بادشاہ نے کہا کہ کیا ایسا ہوسکتا ہے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اپنی کتاب کریم میں فرماتا ہے:

"رجال لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله"(سورة النور)

ترجمہ:وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے تجارت اور خرید وفروخت میں اللہ کی یاد سے۔

کچھ دیر کے بعد بادشاہ نے سوال کیا کہ بعض مشائخ نے کہا ہے کہ ولایت افضل ہے نبوت سے وہ کونسی ولایت ہے جو نبوت سے افضل ہے خواجہ نے فرمایا کہ اسی نبی کی ولایت افضل ہے اس کی نبوت سے۔

اگر چہ نماز وروزہ اور ریاضت ومجاہدہ حق سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچنے کا طریقہ ہے مگر ہمارے نزدیک وجود کی نفی سب طریقوں سے اقرب ہے۔اور یہ ترک اختیار اور دید قصود کے

Marfat.com

سوا حاصل نہیں ہوتی۔

ایک روز حضرت خواجہ کی زبان مبارک سے نکلا کہ اس راستہ کے سالکوں کے لیے ماسوا کے ساتھ تعلق نہایت حجاب ہے۔

فرمایا):۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ یہ ارشاد نماز حقیقی کے درجات کی طرف اشارہ ہے۔ بدیں طور کہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت چاہیے کہ حضرت حق جل وعلا کی اکبریت نمازی کے وجود مین حل ہو جائے اور اس میں خشوع و خضوع پیدا ہو جائے۔ یہاں تک کہ استغراق کی حالت طاری ہو جائے۔ اس صفت کا کمال جنابِ رسالت مآب ﷺ کو حاصل تھا۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ نماز میں پیغمبر ﷺ کے سینہ سے تانبے کی دیگ کے جوش کی مانند آواز آیا کرتی تھی۔ (شمائل ترمذی)

بخارا کے علماء میں سے ایک عالم نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ نماز میں خشوع وخضوع کس چیز سے حاصل ہوتا ہے؟ خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ طعام حلال سے جو وقوف آگاہی سے کھایا جائے۔ نماز سے خارج اوقات میں اور وضو اور تکبیر تحریمہ کے وقت بھی وقوف کی رعایت چاہیے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ میرے واسطے ہے۔ یہ صوم حقیقی کی طرف اشارہ ہے۔ جو ماسوائے حق کسے امساک کلی کا نام ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ آتش دوزخ سے میری اُمت کا نصیب ایسا ہے جیسا کہ آتش نمرود سے ابراہیمؑ کا نصیب تھا نیز ارشاد ہے کہ میری اُمت گمراہی پر متفق نہ ہو گی۔ ان حدیثوں میں اُمت سے مراد اُمت متابعت ہے اُمت تین قسم کی ہے ایک اُمت دعوت جس میں سب شامل ہیں، دوسری اُمت اجابت جو ایمان لائے ہیں تیسری اُمت متابعت جو ایمان لا کر حضرت نبی کریم ﷺ کی پیروی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد

Marfat.com

ہے کہ میرے لیے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے کہ مجھ میں اس وقت کوئی مقرب فرشتہ نہیں جسماتا اور نہ نبی مرسل اس ارشاد کے معنی ایک تو یہ ہیں کہ میرا ایک تو حال ایسا ہوتا ہے کے اس حال میں کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل ملحوظ نہیں ہوتا یہ حال مبتدی کا بھی بعض اوقات میں ہوا کرتا ہے۔ دوسرے معنی یہ کہ میرا ایک حال ایسا ہے کہ وہ حال مقرب فرشتہ اور مرسل کے حال سے اعلیٰ واشرف ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) نام ہیں ایک کم سو جو شخص ان کو احصار کرے وہ بہشت میں داخل ہوگا اس ارشاد میں احصار کرنے کے معنی ایک یہ ہیں کہ حق تعالیٰ کے ناموں کو شمار کرے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ ان ناموں کا جانے اور ایک معنی یہ ہیں کہ ہر نام کے مقتضا کے موافق عمل کر سکے مثلاً جب رزاق کہے تو روزی کا غم اس کے دل پر بالکل نہ گزرے۔ اور جب متکبر کہے تو عظمت و کبریائی و بادشاہی کو خدا ہی کی ملک سمجھے۔

ولایت ایک نعمت ہے۔ ولی کو چاہیے کہ جانے کہ میں ولی ہوں تاکہ اس نعمت کا شکر ادا کرے۔ حمایت الٰہی ولی کے شامل حال ہوتی ہے اس کو بہال خود نہیں چھوڑا جاتا بلکہ اس کو بشریت کی آفتوں سے بچایا جاتا ہے۔ خوارک عادات واحوال وکرامات کے ظہور کا کچھ اعتبار نہیں افعال واقوال میں استقامت درکار ہے۔ شیخ عبدالرحمان نے اپنی کتاب حقائق التفسیر میں آیت "فاستقم کما امرت" کی تفسیر میں ارباب حقیقت میں سے ایک سے نقل کیا ہے کہ تو استقامت کا طالب بن اور کرامت کا طالب نہ بن کیونکہ تیرا رب تجھ سے استقامت طلب کرتا ہے اور تیرا نفس تجھ سے کرامت طلب کرتا ہے۔

صوفیاء کرام کے اقوال میں سے ہے کہ اگر کوئی ولی باغ میں آئے تو درختوں کے ہر پتے میں یہ آواز آئے "یا ولی اللہ" تو چاہیے کہ ظاہر وباطن میں اُس آواز کی طرف کچھ

Marfat.com

التفات نہ ہو۔ بلکہ بندگی و تضرع میں اس کی کوشش ہر لحظہ زیادہ ہو۔ اس مقام کا کمال حضرت محمد ﷺ کو حاصل تھا کہ خدا کا احسان و اکرام و انعام آپ پر جس قدر زیادہ ہوتا اُسی قدر آپ کی بندگی، نیاز مندی اور مسکنت زیادہ ہوتی۔ اسی وجہ سے آپ فرماتے "کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟"۔

گروہ صوفیاء کی تین اقسام ہیں مقلد، کامل، کامل مکمل، مقلد اس پر عمل کرتا ہے جو اپنے شیخ سے لیتا ہے کامل فیض رسانی میں اپنی ذات سے تجاوز نہیں کرتا دوسروں کی تربیت سوائے کامل مکمل کے اور کوئی نہیں کرتا اور نہ ہی کر سکتا ہے۔

ہمارا طریقہ نوادر سے ہے اور محکم آویز ہے اور سنت مصطفےٰ ﷺ کے دامن کو پکڑنا اور آپ کے صحابہ کرام کے آثار کی پیروی کرنا ہے۔ اس راہ میں ہمیں بفضلِ الٰہی لایا گیا ہے اول سے آخر تک ہم نے یہی فضل الٰہی مشاہدہ کیا ہے نہ کہ اپنا عمل۔ اس طریقہ میں تھوڑے سے عمل سے بہت فتوح حاصل ہوتی ہے، مگر سنت کی متابعت کی رعایت بڑا کام ہے۔

ہمارا طریق صحبت سے ہے۔ کیونکہ خلوت میں شہرت اور شہرت میں آفت ہے۔

مرشد کو چاہیے کہ طالب کے تینوں حال (حال، ماضی، مستقبل) سے باخبر ہوتا ہے کہ اُس کی تربیت کر سکے۔ طالب کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ جس وقت خدا تعالیٰ کے دوستوں میں سے کسی دوست کی صحبت میں ہو اپنے حال سے واقف ہو اور صحبت کے زمانہ کا گزشتہ زمانہ سے موازنہ کرے۔ پس اگر وہ نقصان سے کمال کی طرف کچھ تفاوت دیکھے تو بحکم "اصبت فالزم" (تو نے پالیا پس لازم پکڑ) اُس بزرگ کی صحبت کو اپنے اوپر فرض جانے۔

طریقہ سب ادب ہی ادب ہے۔ طلب راہ کی ایک شرط ادب ہے۔ ایک ادب حق سبحانہ کی نسبت ہے اور ایک ادب پیغمبر ﷺ کی نسبت ہے اور ایک ادب مشائخ طریقت کی

Marfat.com

نسبت ہے۔ حق تعالیٰ کی نسبت ادب یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں بشرط کمال بندگی اُس کے احکام کو بجالائے اور ماسوا سے بالکل منہ پھیر لے۔ پیغمبر ﷺ کی نسبت ادب یہ ہے کہ اپنے تئیں ہمہ تن آپ کی اتباع و پیروی کے مقام میں رکھے اور تمام حالات میں آپ کی واجب خدمت کو نگاہ رکھے اور آپ کو تمام موجودات اور حق سبحانہ کے درمیان واسطہ سمجھے۔ جو کوئی ہے اور کچھ ہے سب کا سر آپ کے آستان عزت پر ہے۔ جو ادب مشائخ کی نسبت طالبوں پر لازم وواجب ہے وہ اس جہت سے ہے کہ مشائخ سنتِ پیغمبر ﷺ کی پیروی کے سبب سے اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائیں۔ پس درویش کو چاہیے کہ غیبت وحضور میں ان کا ادب ملحوظ رکھے۔

ذکر کی تعلیم کامل مکمل سے ہونی چاہیے۔ تاکہ موثر ہو اور اس کا نتیجہ ظہور میں آئے۔

تیر بادشاہ کی ترکش سے لینا چاہیے تاکہ شایانِ حمایت ہو۔

وقوف عددی علم لدنی کا اول مرتبہ ہے

لا الہ نفی آلہہ طبیعت ہے اور الا اللہ اثبات معبود بحق اور مقصود ذکر سے یہ ہے کہ ذاکر کلمات کی حقیقت کو پہنچ جائے۔ بہت دفعہ کہنا شرط نہیں۔ اور کلمہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ اس کلمہ کے کہنے سے ماسوا بالکل نفی ہو جائے۔

وقوف زمانی جو سالک کا کارگزار ہے۔ یہ ہے کہ سالک اپنے احوال سے واقف رہے۔ ہر زمانہ میں اُس کا حال کیسا ہے۔ موجب شکر ہے یا موجب عذر خواہی۔

سالکین خواطر شیطانی ونفسانی کو مختلف طریقوں سے دور کرتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ پیشتر اس کے کہ نفس وشیطان سے کوئی خطرہ دل میں آئے اُسے دیکھ لیتے ہیں اور وہیں سے اس کو دور کر دیتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ جب کوئی خطرہ دل میں آتا ہے تو اُسے قرار پکڑنے سے پہلے دفع کر دیتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ خطرہ کو قرار پکڑنے کے بعد دفع

Marfat.com

کرتے ہیں مگر چنداں مفید نہیں۔ہاں اگر اس کے منشاء اور اس کے انتقالات کے سبب کو معلوم کرلیں تو فائدہ سے خالی نہیں۔

جس شخص نے اللہ کو پہچان لیا اس پر کوئی شے پوشیدہ نہیں رہتی۔حضرت خواجہ علاء الدین فرماتے تھے کہ اس کلمہ قدسیہ سے حضرت خواجہ کی مراد یہ ہے کہ عارف پر اشیاء کا ظاہر ہونا اس کی توجہ پر موقوف ہے۔

مشائخ میں سے ایک کے آئینہ کی دو جہت ہیں اور ہمارے آئینہ کی چھ جہتیں ہیں۔

حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس کلمہ قدسیہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ آئینہ سے مراد عارف کا قلب ہے جو روح و نفس کے درمیان واسطہ ہے اور دو جہت سے مراد جہت روح اور جہت نفس ہے۔دوسرے طریقوں کے مشائخ جب مقام قلب پر پہنچتے ہیں تو قلب کی دونوں جہتیں منکشف ہو جاتی ہیں اور دونوں مقامات کے علوم و معارف جو مناسب قلب ہیں فائض ہوتے ہیں۔بخلاف حضرت خواجہ قدس سرہ کے طریق کے کہ اس میں آئینہ قلب کے لیے چھ جہتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔اس کا بیان یوں ہے کہ اس طریقہ عالیہ کے اکابر پر یہ بات منکشف ہوگئی ہے کہ لطائف ستہ (نفس،قلب،روح،سر،خفی،اخفی) جو کلیۃً افراد انسانی میں ثابت ہیں وہ تنہا قلب میں بھی متحقق ہیں۔چھ جہت سے حضرت خواجہ کی مراد لطائف ستہ قلب ہیں۔پس باقی مشائخ کی سیر ظاہر قلب پر ہے اور مشائخ نقشبندیہ کی سیر باطن قلب میں ہے اور وہ اس سیر سے قلب کے ابطن بطون میں پہنچ جاتے ہیں اور مقام قلب میں ان پر ان چھ لطیفوں کے علوم یا معارف جو اس مقام کے مناسب ہیں منکشف ہو جاتے ہیں۔

چالیس سال سے ہم آئینہ داری کرتے ہیں۔ہمارے آئینہ نے کبھی غلطی نہیں کی۔

اس سے حضرت خواجہ نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اولیاء اللہ جو کچھ دیکھتے ہیں،نور فراست سے دیکھتے ہیں جو حضرت لایزل نے ان کو عطا کیا ہے۔جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف

Marfat.com

سے ہوتا ہے وہ بیشک صواب و درست ہوتا ہے۔

حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ زمین اس گروہ کی نظر میں دستر خوان کی طرح ہے اور ہم کہتے ہیں روئے ناخن کی طرح ہے۔کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔ منقول ہے کہ ارشاد مذکورہ کے وقت حضرت عزیزاں دستر خوان پر تھے۔اسی کی مناسب یہ فرمادیا اور حضرت خواجہ نے ہفت دائرہ ولایت کی نسبت سے فرمایا ہے۔ورنہ عارف کے دل کی بزرگی کی شرح نہیں ہو سکتی۔

حدیث میں ہے "الکاسب حبیب اللہ" یعنی کسب کرنے والا اللہ کا حبیب ہے۔اس حدیث میں کسبِ رضا کی طرف اشارہ ہے، نہ کہ کسبِ دنیا کی طرف۔

جو شخص اپنے تئیں مکمل طور پر خود کو حضرت حق تعالیٰ و تقدس کے سپرد کر دے اس کا غیر حق جل علیٰ سے التجا کرنا شرک ہے۔یہ شرک عام لوگوں کے لیے معارف ہے مگر خواص کے لیے معاف نہیں۔

متوکل کو چاہیے کہ اپنے تئیں متوکل خیال نہ کرے اور اپنے توکل کو کسب میں چھپائے۔

حق تبارک و تعالیٰ نے مجھے دنیا کی خرابی دور کرنے کے لیے موجود کیا ہے۔اور لوگ مجھ سے دنیا کی عمارت طلب کرتے ہیں۔اگر اس وجود سے خراب کوئی اور وجود ہوتا تو فقر کے اس خزانہ کو وہاں رکھتے کیونکہ خزانہ ہمیشہ ویرانہ میں پوشیدہ رکھتے ہیں۔

اہل اللہ بار خلق اس لیے اُٹھاتے ہیں کہ ان کے اخلاق کی اصلاح ہو جائے یا کسی ولی سے ملاقات ہو جائے۔اس لیے کہ کوئی ولی ایسا نہیں کہ حضرت حق کی نظر عنایت اس کی طرف نہ ہو خواہ وہ ولی اس سے واقف ہو یا نہ ہو۔پس جو شخص اس ولی سے ملے اس نظر الٰہی سے اس کو فیض پہنچے گا۔

Marfat.com

تو شمع کی طرح بن، تو شمع کی طرح نہ بن۔ شمع کی طرح بن یعنی تو دوسروں کو روشنی پہنچائے اور شمع کی طرح نہ بن یعنی کہ تو اپنے آپ کو تاریکی میں رکھے۔ مثل مشہور ہے چراغ تلے اندھیرا۔

اس راستے میں صاحب غرور و تکبر کا کام نہایت مشکل ہے۔

درویش کو چاہیے کہ جو کچھ کہے حال سے کہے۔ مشائخ طریقت کا قول ہے کہ جو شخص ایسے حال سے کلام کرتا ہے جو اس میں نہیں حق تعالیٰ کبھی اس حال کی سعادت نہ بخشے گا۔

یہ ضروری نہیں کہ جو دوڑے وہ گیند لے جائے مگر ملتی اسی کو ہے جو دوڑتا ہے۔ یہ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ اس راہ میں ہمیشہ کوشش کرتا رہے۔

حضرت پیغمبر ﷺ کی دعا کی برکت سے مسخ صورت اس اُمت سے منقطع ہے مگر مسخ باطن باقی ہے۔

اولیاء کو اسرار پر آگاہی دی جاتی ہے لیکن وہ بغیر اجازت کے ان کو ظاہر نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ جس کے پاس جو کچھ ہے وہ اسے چھپاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں وہ شور مچاتا ہے۔ اسرار کا چھپانا ابرار کا کام ہے۔

ہم سے جو کچھ خواطر اور اعمال و افعال خلق کے اظہار کی نسبت صادر ہوتا ہے۔ اس میں ہم درمیان نہیں یا تو الہام سے ہمیں آگاہی کر دیتے ہیں یا کسی کے واسطہ سے ہم تک پہنچا دیتے ہیں۔

درویش کو تحمل و برداشت کے مقام میں ڈھول کی طرح رہنا چاہیے کہ ہر چند طمانچہ کھائے مگر صدائے مخالف اس سے ظاہر نہ ہو۔

درویش اہل نقد ہیں (یعنی اولیائے کرام سے کوئی بھلائی کی جائے تو اس کا صلہ

Marfat.com

اسی وقت دیتے ہیں) آئندہ پر نہیں چھوڑتے۔

حضرت خواجہ سے سوال کیا گیا کہ کوئی علم منطق پڑھے کس نیت سے بڑھے؟ فرمایا کہ حق و باطل میں امتیاز کی نیت سے۔

جس شخص کی قابلیت کا بیضہ صحبتوں کے سبب سے فاسد ہو گیا اس کا معاملہ دشوار ہے سوائے اہل تدبیر (اولیاء اللہ) کی صحبت کے جو سرخ گندھک کی طرح کمیاب ہے۔ درست نہیں ہوسکتا۔

خواجہ مسافر خوارزمی کا بیان ہے کہ میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کی صحبت میں بہت رہا کرتا تھا اور ان کی خدمت کیا کرتا تھا سماع (راگ) کی طرف میرا بہت کم میلان تھا۔ ایک روز میں نے آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ اتفاق کیا کہ قوال و دخاف کو حاضر کریں۔ اور حضرت خواجہ کی مجلس میں سماع میں مشغول ہو جائیں۔ دیکھیں حضرت خواجہ کیا فرماتے ہیں۔ ہم نے ایسا ہی کیا اور گانے بجانے والوں کو لے آئے۔ حضرت خواجہ اس مجلس میں بیٹھے اور کسی طرح منع نہیں فرمایا۔ اخیر میں آپ نے فرمایا کہ ہم یہ کام نہیں کرتے اور انکار بھی نہیں کرتے۔

بندہ کے اختیار کے ثابت کرنے میں بہت سعادت ہے تاکہ اگر کوئی عمل رضائے حق سبحانہ کے خلاف اس سے سرزد ہو جائے اور اپنا اختیار سمجھے تو شرم کے مارے عذر و انابت میں مشغول ہو جائے اور اگر رضائے حق تعالیٰ کے موافق اور اپنا اختیار سمجھے تو اس کی توفیق کا شکر کرے۔

مشائخ کا قول ہے۔ ''مجاز حقیقت کا پُل ہے'' اس سے مراد یہ ہے کہ تمام عبادت ظاہری قولی ہوں یا فعلی مجاز ہیں جب تک سالک ان سے نہ گزرے گا، حقیقت کو نہ پہنچے گا۔
اگر طالب کو اپنے شیخ مقتدا کے معاملہ کوئی مشکل پیش آئے تو چاہیے کہ حتیٰ

Marfat.com

المقدور صبر کرے اور بے اعتقاد نہ ہو جائے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی حکمت اس پر ظاہر ہو جائے اور اگر صبر کی طاقت نہیں اور مبتدی ہو تو شیخ سے دریافت کرلے۔ اس کے لیے سوال جائز ہے کیونکہ اپنے شیخ سے بدگمانی اس کے لیے تباہی ہے اور اگر طالب متوسط الحال ہو تو سوال نہ کرے۔

ماوراء النہر کے بڑے بڑے اہل اللہ میں سے ایک نے حضرت خواجہ سے پوچھا کہ سیر وسلوک سے مقصود کیا ہے؟ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ مقصود معرفت تفصیلی ہے۔ اس بزرگوار نے پھر دریافت کیا کہ معرفت تفصیلی کسے کہتے ہیں؟ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ معرفت تفصیلی سے مراد یہ ہے کہ حضرت مخبر صادق ﷺ سے جو کچھ بطریق اجمال قبول کیا گیا ہے اسے بطریق تفصیل پہچانا جائے اور دلیل و برہان کے مرتبہ سے کشف و عیاں کے مرتبہ تک رسائی ہو جائے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ سے دریافت کیا گیا کہ جس وقت حق تعالیٰ کسی درویش سے کوئی حال واپس کرلے۔ وہ کیا کرے؟ فرمایا کہ اگر اس حال کا کچھ بقیہ ہے تو وہ اس امر کی دلیل ہے کہ اس سے تضرع و نیاز مطلوب ہے پس وہ حق تعالیٰ سے اس کا سوال کرے اور اگر کچھ باقی نہیں رہا تو وہ اس امر کی دلیل ہے کہ اس سے صبر رضا مطلوب ہے۔

خدا طلبی بلا طلبی ہے۔ احادیث قدسیہ میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جس نے مجھے دوست رکھا، میں نے اُسے ابتلاء میں ڈالا''۔ یہ بات ظاہر ہے کہ وظیفہ محبت کو لازم ہے کہ محبّ محبوب کا جویاں ہو۔ محبوب جس قدر زیادہ عزیز ہوتا ہے اس کی طلب کی راہ میں بلا زیادہ ہوتی ہے اور احادیث میں وارد ہے کہ ایک شخص نے جنابِ رسالتمآب ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، ''یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو دوست رکھتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو فقر کے لیے تیار رہ''۔ ایک اور شخص نے عرض کیا ''میں خدا کو دوست رکھتا ہوں'' حضرت

Marfat.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلا کے لیے تیار رہ۔

حضرت خواجہ سے سوال کیا گیا کہ کرامات کے بارے میں درویش کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ کرامتوں کا کیا ذکر جو کچھ ہے کلمہ توحید کی حقیقت کے بارے مقابلہ میں نفی ہے۔اصحاب کرامت سب کے سب محجوب ہیں اور عارف کرامت کی طرف نظر کرنے سے دور رکھے گئے ہیں۔

حضرت خواجہ سے پوچھا گیا کہ اہل اللہ کو جو لوگوں کے خطرات واحوال واعمال بصیرت وشناخت ہوتی ہے وہ کہاں سے ہے فرمایا کہ اس نور کی فراست سے ہوتی ہے جو حق تعالیٰ نے ان کو عطا کیا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔"تم مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے"۔

لوگوں نے حضرت خواجہ قدس سرہ سے کرامت طلب کی آپ نے فرمایا کہ ہماری کرامت ظاہر ہے کہ باوجود اتنے گناہوں کے ہم روئے زمین پر چل پھر رہے ہیں۔

حضرت خواجہ نے فرمایا ہمارے جنازہ کے آگے یہ بیت پڑھنا۔

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو

شیئاً للہ ازجمال روئے تو

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ میں نے مکہ معظمہ میں دو شخصوں کو دیکھا ایک نہایت بلند ہمت دوسرا نہایت پست ہمت، پست ہمت وہ تھا جسے میں نے طواف میں دیکھا کہ خانہ کعبہ کے دروازے کے حلقہ پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور ایسی شریف جگہ اور ایسے عزیز وقت میں حق سبحانہ کے سوا کچھ اور مانگ رہا ہے۔بلند ہمت وہ جوان تھا جسے میں نے بازار منیٰ میں دیکھا کہ کم وبیش پچاس ہزار دینار کا سودا خرید وفروخت کیا اور اس عرصہ میں اس کا دل ایک لمحہ حق سبحانہ سے غافل نہ ہوا۔

Marfat.com

ایک شخص نے حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص بیمار ہے اور آپ کے دل مبارک کی توجہ کا طالب ہے۔ آپ نے فرمایا پہلے خستہ دل کی حاجت اس کے بعد شکستہ دل کی توجہ۔

ہم فضلی ہیں۔ ہم دو سو آدمی تھے جنہوں نے طلب کے کوچہ میں قدم رکھا مگر فضل الٰہی مجھ پر ہوا۔

جو کچھ دیکھا گیا اور سنا گیا اور سمجھا گیا وہ سب غیر ہے اور حجاب ہے حقیقت کمہ لا سے، اس کی نفی کرنی چاہیے۔

حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے اخیر کلمہ قدسیہ کو نقل کر کے یوں تحریر فرماتے ہیں۔ ''پس کثرت میں وحدت کا شہود طلبگی شایان نفی ہوا اور جو کچھ شایان نفی ہے۔ وہ اس جناب قدس سے منتفی ہے۔ حضرت خواجہ کے اس کلام نے مجھے اس شہود سے نکالا ہے اور مشاہدہ و معائنہ کی گرفتاریوں سے نجات بخشی ہے اور لباس کو علم سے جہل کی طرف اور معرفت سے حیرت کی طرف لے گیا ہے۔ جزاہ اللہ سبحان عنی خیر الجزاء۔ میں اس ایک بات سے حضرت خواجہ کا مرید ہوں اور ان کا غلام ہوں۔

حق یہ ہے کہ اولیاء میں سے کم ہی کسی نے ایسی عبادت کے ساتھ کلام کیا ہے اور تمام مشاہدات و معاینات کو اس طریق پر نفی کیا ہے۔ اس مقام پر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد (''خدا کی معرفت بہاء الدین پر حرام، اگر اس کی ابتداء بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی انتہا نہ ہو'') کی حقیقت تلاش کرنی چاہیے۔ کیونکہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ باوجود اس بزرگی کے شہود و مشاہدہ سے آگے نہیں بڑھے۔ اور انہوں نے سبحانی کے کوچہ سے قدم باہر نہیں رکھا۔ مگر حضرت خواجہ نے ایک کلمہ لا سے بایزید کے تمام مشاہدات کی نفی کر دی اور سب کو غیر حق جل سلطانہ قرار دیا۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی تنزیہ حضرت خواجہ کے نزدیک تشبیہ ہے۔ اس

Marfat.com

لیے حضرت بایزید کی انتہا جو تشبیہ سے آگے نہیں بڑھی ہے، حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدا ہوگی۔ کیونکہ ہدایت تشبیہ سے ہے اور انتہا تنزیہ پر ہے۔ شاید آخر حال میں حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو اس نقص کی اطلاع دی گئی کہ وہ مرگ کے وقت فرماتے تھے:

ترجمہ: ''میں نے تجھے یاد نہیں کیا مگر غفلت سے، اور میں نے تیری خدمت نہیں کی مگر سستی سے''۔

وجہ یہ کہ انہوں نے حضور سابق کو غفلت جانا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کا حضور نہ تھا بلکہ ظلال میں سے ایک ظل کا اور ظہورات میں سے ایک ظہور کا حضور تھا۔ پس ناچار وہ حضرت جل سلطانہ سے غافل ٹھہرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ وراء الوراء ہے۔ ظلال وظہورات تمام مبادی ومقدمات اور معارج ومعدنیات سے ہیں اور جو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نہایت کو ہدایت میں درج کرتے ہیں مطابق واقع ہے۔ کیونکہ ابتداء سے ان کی توجہ حدیث صرف کی طرف ہوتی ہے اور اسم وصفت سے

بجز ذات اُن کی مراد نہیں ہوتی۔ اس طریقہ عالیہ کے مبتدیوں کو یہ دولت بطریق انعکاس شیخ مقتدا سے جو اس کمال سے مشرف ہو حاصل ہوتی ہے۔ خواہ وہ مبتدی جانیں یا نہ جانیں۔ پس ناچار دوسرے طریقوں کے کامل مشائخ کی نہایت ان بزرگوں کی ہدایت میں مندرج ہوگی۔

☆☆☆

Marfat.com

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ، العزیز

وصال: 20 رجب 802 ہجری　　　　مزار اقدس، ازبکستان

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اول اور داماد تھے۔ آپ کا نام نامی محمد بن محمد البخاری تھا آپ بچپن ہی سے فقیری کی طرف مائل تھے والد کی وفات کے بعد ان کے ترکہ کی طرف مائل نہ ہوئے بلکہ حصول علم میں مصروف رہے۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیٹی جب بالغ ہوئی تو آپ خود قصرِ عارفاں سے چل کر شہر میں حضرت علاؤ الدین کے پاس ان کے مدرسے میں تشریف لائے اور دیکھا کہ وہ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ایک کتاب کے مطالعہ میں مصروف ہیں۔ اور ایک پکی اینٹ تکیہ کے طور پر سر کے نیچے رکھی ہے۔ آپ نے حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ میری ایک بیٹی ہے جو آج ہی بالغ ہوئی ہے اگر تم رشتہ قبول کرو تو تمہاری اس سے شادی کر دوں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ یہ اس کم ترین کے لیے بڑا باعثِ سعادت ہے لیکن میرے پاس دنیاوی اسباب میں سے کچھ نہیں جس سے میں خرچہ کے اخراجات پورے کر سکوں۔ فرمایا کہ میری بیٹی ہی تیرے لیے رزق ہے تجھے غیب سے رزق ملتا رہے گا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ نکاح کے بعد حضرت خواجہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ نقشبند کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طریقت سیکھنے میں مشغول ہو گئے۔ حضرت نے ان کی خاندانی رعونت ختم کرنے کے لیے حکم دیا کہ ایک ٹوکری میں سیب رکھ کر بیچا کرو اور رزق حلال کماؤ۔ خواجہ صاحب نے یہ حکم قبول کیا اور ٹوکری سر

Marfat.com

پر رکھ کر بازار میں سیب بیچنے لگے۔ کافی عرصہ عمل جاری رکھا حتیٰ کہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خرقہ خلافت و نیابت سے نوازا جس کے بعد آپ مخلوق خدا کی رہنمائی میں مصروف ہو گئے آپ کا مزار مبارک نوجفائیاں میں واقع ہے۔

ارشاداتِ عالیہ

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے وہ کلمات قدسیہ جمع کیے ہیں۔ جو حضرت خواجہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قدس سرہ نے مجالس صحبت میں ارشاد فرمائے ہیں ان میں سے بعض تبرکاً ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

☆ ریاضت سے مقصود تعلقات جسمانی کی پوری نفی اور عالم ارواح و عالم حقیقت کی طرف توجہ تام ہے۔ اور سلوک سے مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار کو کسب سے ان تعلقات سے جو موانع راہ ہیں گزر جائے اور ان تعلقات میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر پیش کرے۔ جس تعلق سے گز جائے وہ علامت ہے اس امر کی کہ وہ تعلق گزر مانع نہیں آیا اور جس تعلق میں وہ ٹھہر جائے اور اس سے اپنی دل بستگی پائے۔ تو جان لے کہ وہ تعلق اس کے راستے کا مانع ہو گیا ہے۔ اس کے قطع کی تدبیر کرے ہمارے حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو از روئے احتیاط فرما دیتے کہ یہ فلاں شخص کا ہے اور بطور رعایت پہنتے۔

مرشد کے ساتھ تعلق اگرچہ حقیقت میں غیر ہے اور آخر میں اس کی بھی نفی کرنی چاہیے۔ مگر ابتداء میں یہ تعلق وصول کا سبب ہے اور اس کے ماسوا کی نفی کرنا لوازم سلوک سے ہے۔ ہر طرح سے مرشد کی خوشنودی طلب کرنی چاہیے۔

بڑے بڑے مشائخ قدس رحمۃ اللہ تعالیٰ ارواحھم کا ارشاد ہے۔ التوفیق مع السعی (توفیق کیساتھ ہے)۔ اسطرح مرشد کی روحانیت کی مدد طالب کیلئے بقدر کوشش طالب کے

Marfat.com

ہوتی ہے۔ جو شیخ مقتدا کے امر سے ہو۔ بغیر اس کوشش کے مرشد کی مدد کو بقا نہیں کیونکہ طالب کی طرف شیخ کی توجہ چند روز سے زیادہ باقی نہیں رہتی۔

جب ملک الموت طالب سے پوشیدہ وفراموش ہو جائے تو یہ مرتبہ فنا ہے اور جب سالک کی ہستی بھی سالک سے پوشیدہ ہو جائے تو یہ مرتبہ فناء فنا ہے۔

جباری کی صفت کے دیکھنے سے مقصود تضرع وزاری اور توجہ وانابت کی صفت کا ظہور ہے اور اس دید کی صحت کی نشانی مناجات کی طرف مائل ہونا ہے۔ نہ کہ خرافات کی طرف "فالھمھا فجورھا و تقوھا" ترجمہ: "پس جی میں ڈالی اس کے بدکاری اس کی اور پرہیز اس کی" (سورۃ شمس) اس میں حکمت یہ ہے کہ جب رجا کا ارادہ میلان دیکھے تو شکر کرے اور اسی پر چلے۔ اور جب عدم رجا کا ارادہ میلان دیکھے تو تضرع کرے اور حق سبحانہ کی طرف رجوع کرے اور استغناء کی صفت سے ڈرے۔

خدا تعالیٰ کی سابقہ عنایت ازلی کا خیال کرنا چاہیے اور اس عنایت بے علت کی اُمید واری سے اور اس عنایت کی طلب سے ایک لحظہ غافل نہ ہونا چاہیے اور اپنے تئیں استغناء سے بچانا چاہیے اور حق سبحانہ کی تھوڑی چیز کو بڑا سمجھنا چاہیے اور استغنائے حقیقی کے ظہور سے ڈرتے اور کانپتے رہنا چاہیے۔

ولایت جب ثابت ہوتی ہے کہ سالک کو اوصاف حیوانی کے ساتھ نہ چھوڑیں کہ اگر کوئی قصور سرزد ہو تو باز پرس ہو۔

"الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحذنون"

"آگاہ رہو کہ خدا کے دوستوں کے لئے کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے" (آیت ۶۲، سورۃ یونس)

فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء اللہ کو سابقہ اوصاف حیوانی کے ظہور

Marfat.com

کا خوف نہیں کیونکہ مشائخ کا ارشاد ہے "الفانی لایردالی اوصافه" یعنی صاحب فناء اپنے اوصاف کی طرف نہیں لوٹایا جاتا۔

مشائخ کبائر قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کے مزارات سے زیارت کرنے والا اُسی قدر فیض لے سکتا ہے جس قدر اس نے اس بزرگ کی صفت کو پہچانا ہے اور اس صفت کی طرف متوجہ اور اس میں مستغرق ہوتا ہے اگرچہ مزارات مقدسہ کی زیارت میں ظاہری قرب کا بہت اثر ہے لیکن حقیقت میں ارواح مقدسہ کی طرف توجہ کے لئے ظاہری دوری مانع نہیں ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ میں وارد ہے کہ صلو اعلی حیثما کنتم (تم مجھ پر درود بھیجو جہاں کہیں تم ہو) یہ اس امر کا بیان اور دلیل قاطع ہے اور اس توجہ اور زیارت میں اہلِ قبور کی صفت کو پہچاننے کے مقابلہ میں ان اہلِ قبور کی مثالی صورتوں کا مشاہدہ چنداں وقعت نہیں رکھتا۔ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ فرماتے تھے کہ خالق سبحانہ کا مجاور ہونا مخلوق کی مجاورت سے احق و اُولیٰ ہے۔ اور آپ اکثر یہ بیت پڑھا کرتے تھے۔

تو تا کے گور مرداں را پرستی

بگرد کار مرداں گعد ورستی

اکابدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات سے مقصود یہ ہونا چاہیے کہ توجہ حق سبحانہ کی طرف ہو اور اس برگزیدۂ حق کی روح کو خدا کی طرف کمال توجہ پیدا کرنے کا وسیلہ بنائے۔ مخلوق کے ساتھ تواضع کی حالت میں چاہیے کہ اگرچہ ظاہر میں تواضع مخلوق کے ساتھ ہو مگر حقیقت میں خالق عزوجل کے ساتھ ہو کیونکہ مخلوق کے ساتھ تواضع وقت پسندیدہ ہے کہ خالص خدائے عزوجل کے لئے ہو بدیں معنی کہ مخلوق کو خالق کی قدر و حکمت کے آثار کا مظہر سمجھے ورنہ یہ تصنع ہے نہ کہ تواضع۔

☆ مراقبہ کا طریق واثبات کے طریق سے اعلیٰ اور اقرب بجذبہ الٰہیہ ہے۔ مراقبہ

Marfat.com

سے وزارت اور ملک وملکوت میں تصرف کے مرتبہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ خطرات سے آگاہی اور دوسرے پر بخشش کی نظر سے دیکھنا اور اسکے باطن کو منور کرنا دوام مراقبہ سے حاصل ہوتا ہے اور مراقبہ کے ملکہ سے جمعیت کا طر کا دوام اور دلوں میں قبولیت کا دوام حاصل ہوتا ہے۔ اس حالت کو جمع وقبول کہتے ہیں۔

خاموشی تین صفتوں سے خالی نہ ہونی چاہیے خطرات کی نگہداشت یا دل کے ذکر کا مطالعہ جو ہو گیا ہو یا ان حالات کا مشاہدہ جو دل پر گزرتے ہیں۔

خطرات مانع نہیں ان سے بچنا دشوار ہے خطرات کا روکنا بڑا کام ہے۔ بعضوں کی رائے ہے کہ خطرات کا کچھ اعتبار نہیں لیکن خطرہ کو متمکن نہ ہونے دینا چاہیے کیونکہ اس کے متمکن ہونے سے فیض کی انتریوں میں سدّہ پیدا ہوجاتا ہے اس لئے ہمیشہ باطن کے حالات کی جستجو چاہیے اور حضور یا غیبت میں مرشد کے حکم سے سانس لے کر اپنے آپ کو خالی کرنا بظاہر اُن خطرات کی نفی کے لئے ہے جو باطن متمکن ہو گئے ہوں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہر معنی ایک صورت کے پاس میں ہوا کرتا ہے۔ اس لئے ہر وقت اپنے تیئں ان خطرات وموانع سے جو متمکن ہو گئے ہوں سانس لے کر خالی کرنا چاہیے۔

اپنے آپ سے غیبت اور حق سبحانہ کے ساتھ حضور بقدر عشق کے ہوتا ہے اور افراط محبت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ عشق جس قدر زیادہ ہوتا ہے اسی قدر عاشق کو اپنے آپ سے غیبت اور معشوق کے ساتھ حضور زیادہ ہوتا ہے۔

اس زمانہ میں وجود معاش میں سے تجارت کی نسبت زراعت اور باغبانی حلیت (حلال ہونے) سے اقرب ہے۔

اہل اللہ کی صحبت میں ہمیشہ رہنا عقل معاد کی زیادتی کا ذریعہ ہے۔ صحبت سنت موکدہ ہے۔ ہر روز یا ہر دوسرے روز اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے۔ اور اُن کے

Marfat.com

آداب کوملحوظ رکھنا چاہیے۔ اگر ظاہری روزی کا اتفاق ہوتو مہینے یا دوسرے مہینے اپنے ظاہری وباطنی حالات کوخطوں کے ذریعہ سے عرض کرنا چاہیے اوراپنے مکان میں ان کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھنا چاہیے تاکہ غیبت کلی واقع نہ ہو۔

مرض موت میں آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ رسم وعادت کوچھوڑ واور رسم خلق کے خلاف کرواورایک دوسرے سے اتفاق رکھو۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت بشریت کی عادات ورسوم کے اُٹھا دینے کے لیے تھی۔ تم ایک دوسرے کی مدد وتائید کرواور تمام کاموں میں عزیمت پر عمل کرو۔ جہاں تک ہوسکے عزیمت کو ہاتھ سے نہ جانے دو اہلِ اللہ کی صحبت سنت موکدہ ہے۔ اس سنت پر خصوصاً وعموماً ہمیشگی کرواور صحبت کو ہرگز ترک نہ کرو۔ اگر تم امور مذکورہ پر استقامت اختیار کروگے تو اس استقامت سے تمہیں وہ حاصل ہوگا جو میری تمام عمر کا حاصل ہے اور تمہارے حالات ترقی پر ہوں گے اور اگر تم ان وصیتوں پر عمل نہ کروگے تو پریشان ہوجاؤ گے۔

×☆×

Marfat.com

حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہ العزیز

ولادت: 762ھ ہجری بمطابق 1360ء

بمقام: چرخ، نزد غزنی، افغانستان

وصال: 5 صفر 851ھ ہجری بمطابق 1447ء

مزار اقدس: بلغنور، ازبکستان

☆×××☆

آپ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب واحباب میں سے ہیں۔ آپ غزنی کے قریب موضع چرخ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے جامع ہرات اور کچھ عرصہ مصر میں تعلیم حاصل کی۔ جب حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ارادت کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتے۔ آج رات استخارہ کریں گے اگر تجھے قبول کرلیا گیا تو ہم بھی قبول کرلیں گے۔ مولانا یعقوب چرخی بیان کرتے ہیں کہ میں نے وہ رات بڑی بے چینی سے گزاری کہ آیا قبول بھی کرتے ہیں یا نہیں۔ علی الصبح آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے تبسم فرمایا جس سے میں سمجھ گیا کہ مجھے قبول کرلیا گیا ہے اس کے بعد مجھے بیعت کیا اور طریقت کی تلقین کی۔ کچھ مدت حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں گزاری اور اس کے بعد آپ نے سفر کی اجازت فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہم سے ملا ہے وہ بندگان خدا کو پہنچانا اور تین مرتبہ یہ فرمایا: ''تجھ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں'' حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے وصالؒ کے بعد کافی عرصہ تک آپ خواجہ علاؤ الدین عطار کی خدمت میں رہ کر فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت شاہ نقشبند کا حکم یاد آیا کہ ہم سے جو ملا ہے وہ مخلوق خدا کو

Marfat.com

پہنچانا۔ چنانچہ اس حکم کے مطابق آپ مخلوق خدا کی رہبری کے کام میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے 851 ہجری میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار اقدس قصبہ بلغنور میں مرجع خلائق ہے۔

ارشاداتِ عالیہ

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہ شیخ زین الدین خوافی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملک مصر میں مولانا شہاب الدین سیرامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہم سبق رہے ہیں۔ ایک دن آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کہتے ہیں کہ شیخ زین الدین حل وقائع اور خوابوں کی تعبیر کا شغل رکھتے ہیں اور اس بارے میں اہتمام تمام رکھتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا، ہاں درست ہے۔ پھر آپ ایک ساعت بیخود ہو گئے آپ کا طریقہ یہ تھا کہ ساعت بساعت بیخود ہو جایا کرتے تھے۔

جب ہوش میں آئے تو آپ نے یہ بیت پڑھا:

چوں غلام آفتابم ہم از آ گتاب گویم
نہ شبنم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

فرماتے تھے کہ شہر ہرات کے اوقاف میں سے تین جگہ کے سوا کوئی چیز نہیں کھا سکتے۔ یعنی حضرت خواجہ عبداللہ انصاری کی خانقاہ۔ خانقاہ ملک میں اور مدرسہ غیاثیہ میں۔ ان تینوں کے سوا کوئی اور جگہ کہ جہاں وقف میں شک نہ ہو، نہیں ہے، اسی واسطے ماوراء النہر کے اکابر قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم نے اپنے مریدوں کو ہرات کے سفر سے منع کیا ہے کیونکہ وہاں حلال کم ہے، جب سالک حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے تو عالم سفلی کی طرف رغبت قہقری (سابقہ حالت کی طرف لوٹنا) کرتا ہے۔ اور صراط مستقیم کے سلوک سے منحرف ہو جاتا ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ "تیرا ہاتھ ہمارا ہاتھ ہے، جس کسی

Marfat.com

نے تیرا ہاتھ پکڑا، اس نے ہمارے ہاتھ کو پکڑا''۔

ایک دفعہ میں نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، آپ کو قیامت میں کس عمل سے پاؤں؟ فرمایا شریعت پر عمل کرنے سے۔

درویش کے لئے سوائے لقائے مولیٰ، کوئی چیز مطلوب نہیں ہونی چاہیے تاکہ رب تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا کماحقہ، مشاہدہ کر سکے۔

صادق اور عاشق لوگوں کی صحبت اختیار کرو تاکہ تم بھی ویسے ہو جاؤ۔

صحبت مردانت از مرداں کند
ابر گریاں باغ را خندہ کند
با عاشقاں بشیں ہم عاشقی گزیں
با آنکہ نیست عاشق یکدم مشو قریں

☆ اس فقیر کا سترہ سالہ نوجوان پسر بقضائے الٰہی فوت ہوا۔ ماشاء اللہ صاحب حسن و جمال شمار ظاہری و باطنی خوبیوں سے آراستہ طبیعت پر ملال گزرا۔ جب اسکی قبر پر متوجہ ہوا تو بخاطر از روحانیت یہ شعر نظر سے گزرا۔

با دو قبلہ در رہ مقصود نتواں رفت راست
یار جائے دوست باید یا ہوائے خویشتن

☆ اس سے جوڑ جو تجھ سے قطع تعلق کرے اور کٹے۔

☆ جب خدائے پاک کی عنایت سے اس فقیر کا دل حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کی صحبت کی طرف کھنچا۔ میں بخارا میں آپ کی خدمت کرتا اور حضرت کے کرم عمیم سے توجہ پاتا تھا۔ یہاں تک کہ ہدایت صمدیت سے مجھ کو یقین حاصل ہوا کہ آپ مخصوص اولیاء اللہ سے ہیں۔ اور کامل و مکمل ہیں۔ ارشادات غیبی اور بہت سے واقعات کے بعد میں نے

Marfat.com

کلام الٰہی سے تفاول کیا تو یہ آیت نکلی اولئک الذین ھدی اللہ فبھد اھم اقتدہ (سورۃ انعام ۹۰) وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے۔ پس تو بھی ان کی ہدایتوں کی پیروی کر۔

☆ بندہ کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہر نام سے اپنا خاص حصہ حاصل کرے اور اس پر عمل کرے تاکہ اس اسم الٰہی کا مظہر بن جائے۔

حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ صاحب تصانیف بھی ہیں۔ آپ نے قرآن مجید اخیر دو پاروں کی تفسیر لکھی ہے جس کے مطالعہ سے بڑا ذوق شوق پیدا ہوتا ہے۔ رسالہ انسیہ بھی آپ کی تصنیف ہے جس میں آپ نے حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے حالات درج کئے ہیں۔

......×☆×......

Marfat.com

خواجہ ناصر الدین عبیداللہ احرار قدس سرہ العزیز

ولادت: رمضان المبارک 806ہجری 1404ء

بمقام: باغستان نزد تاشقند از بکستان

وصال: 29ربیع الاول 895ہجری، 1490ء

مزار اقدس: نو جفائیاں از بکستان

☆☆☆

آپ کا نام مبارک عبیداللہ ہے۔ ناصر الدین لقب ہے کیونکہ آپ سے دین اسلام کو نصرت پہنچی۔ احرار بھی آپ کا لقب ہے۔ جو اصل میں خواجہ احرار ہے۔ چونکہ آپ کے اسم گرامی کے معنے میں چھتائی پائی جاتی ہے اس لئے اس کے تدارک کے لئے آپ کو خواجہ احرار بالاضافت لقب دیا گیا۔ اس لقب میں آپ کی بڑی منقبت ہے، کیونکہ اہل اللہ کے نزدیک حر (واحد احرار) اسے کہتے ہیں جو عبودیت کی حدود کو بدرجہ کمال قائم کرے اور اغیار کی غلامی سے نکل جائے۔

آپ باغستان میں، جو تاشقند کے مظافات سے ہے، ماہ رمضان المبارک میں پیدا ہوئے۔ تولد کے بعد چالیس دن تک ایام نفاس میں آپ نے اپنی ماں کا دودھ نہ پیا۔ جب انہوں نے نفاس سے پاک ہو کر غسل کیا تو پینا شروع کیا۔ لڑکپن ہی سے رشد و سعادت کے آثار اور قبول وعنایت الٰہیہ کے انوار آپ کی پیشانی میں نمایاں تھے۔ تین چار سال کی عمر ہی سے نسبت آگاہی حق سبحانہ تعالیٰ حاصل تھی۔ طفولیت میں مکتب میں آمدورفت رکھتے مگر دل پر وہی نسبت غالب تھی۔ بچپن میں مزارات مشائخ پر حاضر ہوتے۔ جب سن بلوغت کو پہنچے تو تاشقند کے مزارات پر جو ایک دوسرے سے فاصلہ پر واقع ہیں پھرا کرتے اور بعض دفعہ ایک

Marfat.com

ہی رات میں تمام مزارات کا گشت کر آتے۔ آپ کے ماموں خواجہ ابراہیم علیہ الرحمۃ کو آپ کی تعلیم کا بڑا خیال تھا۔ اسی غرض سے وہ آپ کو بائیس سال کی عمر میں تاشقند سے سمرقند لے گئے۔ مگر شغل باطنی کا غلبہ علم ظاہری کی تحصیل سے مانع رہا۔ خواجہ فضل اللہ ابو اللیثی جو سمرقند کے اکابر علماء سے تھے فرماتے تھے کہ ہم خواجہ عبید اللہ کے باطن کے کمال کو نہیں جانتے مگر اتنا جانتے ہیں کہ انہوں نے بحسب ظاہر علوم رسمی سے بہت کم پڑھا ہے اور ایسا دن کم ہوگا کہ وہ تفسیر قاضی بیضاوی میں ہمارے سامنے کوئی نکتہ پیش کریں اور ہم سب اس کے حل سے عاجز نہ آئے ہوں۔ بائیس برس کی عمر سے انتیس برس تک آپ سفر ہی میں رہے۔ اس عرصہ میں آپ کو بہت مشائخ زمانہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔ چنانچہ سمرقند میں آپ اکثر، مولانا نظام الدین خلیفہ حضرت علاؤ الدین عطار قدس سرہ کی صحبت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے ایک روز مولانا نے مراقبہ کے بعد نعرہ مارا جب سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا مشرق کی طرف سے ایک شخص نمودار ہوا جس کا نام خواجہ عبید اللہ ہے۔ اس نے تمام روئے زمین کو لے لیا۔ وہ عجب بزرگ شخص ہے۔ سمرقند کے قیام میں ایک روز آپ مولانا کے ہاں سے جو نکلے تو ایک بزرگ نے پوچھا کہ یہ جوان کون ہے؟ مولانا نے فرمایا، وہ خواجہ عبید اللہ ہیں۔ عنقریب دنیا کے سلاطین ان کے زیر اثر ہوں گے۔

سمرقند ہی میں آپ حضرت سید قاسم تبریزی کی صحبت سے مشرف ہوئے، کچھ عرصہ کے بعد آپ وہاں سے بخارا کی طرف روانہ ہوئے راستے میں ایک ہفتہ شیخ سراج الدین کلال پرسی خلیفۂ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہما کی صحبت میں رہے۔ بخارا میں پہنچ کر مولانا حسام الدین شاشی کی زیارت کی جو سید امیر حمزہ بن سید امیر کلال کے خلیفہ اول تھے۔ اور خواجہ بزرگ کے خلیفہ خواجہ علاؤ الدین غجدوانی کی خدمت میں بہت دفعہ حاضر ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے خراسان کا سفر اختیار کیا اور مرو کے راستے ہرات میں آئے۔

Marfat.com

ہرات میں آپ نے چار سال قیام کیا۔ اس عرصہ میں آپ اکثر سید قاسم تبریزی اور شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہما کی صحبت میں رہے اور کبھی کبھی شیخ زین الدین خوافی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

ہرات میں آپ نے ایک سوداگر سے حضرت خواجہ یعقوب چرخی کے فضائل سُنے۔ اس لئے وہاں سے اُن کی صحبت کی نیت سے بلخ کے راستے حصار کی طرف متوجہ ہوئے۔ بلخ میں مولانا حسام الدین پارسا خلیفہ خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں سے حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کے مزار کی زیارت کے لئے چغانیاں پہنچے اور چغانیاں سے بلفتو میں مولانا یعقوب چرخی کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کا قصہ آپ خود یوں بیان فرماتے ہیں۔

''جب میں ولایت چغانیاں میں پہنچا تو بیمار ہوگیا اور بیس روز تک لرزہ آتا رہا۔ اس عرصہ میں چغانیاں کے بعضے لوگوں نے مولانا یعقوب چرخی کی بہت غیبت کی۔ بیماری کے دنوں میں ایسی پریشانیاں کن باتوں کے سننے سے مولانا کی ملاقات کے ارادے میں بڑا فتور واقع ہوا۔ آخر کار میں نے اپنے دل میں کہا کہ تو اس قدر دور فاصلہ سے آیا ہے۔ یہ اچھا نہیں کہ تو ان سے ملاقات نہ کرے۔ میں روانہ ہوگیا اور ان کی خدمت میں پہنچا۔ وہ بڑی عنایت سے پیش آئے اور ہر طرح کی باتیں کیں لیکن دوسرے روز جو میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا تو بہت غصہ ہوئے اور سختی و درشتی سے پیش آئے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ان کے غصہ کا سبب غیبت کا سننا اور تیرے ارادے میں فتور کا آنا ہوگا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ لطف سے پیش آئے اور بہت توجہ عنایت فرمائی اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ سے اپنی ملاقات کا حال بیان فرما کر اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اور کہا کہ بیعت کر چونکہ ان کی پیشانی مبارک پر کچھ سفیدی مشابہ برص تھی جو طبیعت کی نفرت کا موجب ہوتی ہے اس لئے میری طبیعت ان

Marfat.com

کے ہاتھ پکڑنے کی طرف مائل نہ ہوئی۔ وہ میری کراہت کو سمجھ گئے اور جلدی اپنا ہاتھ ہٹالیا اور اپنی صورت تبدیل کر کے ایسی صورت میں ظاہر ہوئے کہ میں بے اختیار ہو گیا۔ قریب تھا کہ بیخود ہو کر آپ سے لپٹ جاؤں۔ آپ نے دوسری دفعہ اپنا دست مبارک بڑھایا اور فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا کہ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے جس نے تیرا ہاتھ پکڑا اس نے میرا ہاتھ پکڑا۔ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کا ہاتھ پکڑلو۔ میں نے توقف مولانا یعقوب کا ہاتھ پکڑ لیا۔ حسب طریقہ حضرات خواجگان مجھے شغل نفی واثبات جس کو وقوف عددی کہتے ہیں سکھایا اور فرمایا کہ جو کچھ ہم کو حضرت خواجہ بزرگ سے پہنچا ہے یہی ہے۔ اگر تم بطریق جذبہ طالبوں کی تربیت کرو تو تمہیں اختیار ہے"۔

کہتے ہیں کہ مولانا کے بعض اصحاب نے آپ سے پوچھا کہ جس طالب کو آپ نے اس وقت طریقہ کی تعلیم دی اس کی نسبت کس طرح آپ نے فرمادیا کہ تمہیں اختیار ہے چاہو بطریق جذبہ تربیت کرو اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ طالب کو مرشد کے پاس اس طرح آنا چاہیے کہ سب چیزیں تیار ہوں صرف اجازت کی دیر ہو۔ مولانا جامی نفحات الانس میں لکھتے ہیں۔ کہ مولانا یعقوب فرماتے تھے کہ جو طالب کسی بزرگ کی صحبت میں آنا چاہے اسے خواجہ عبیداللہ کی طرح آنا چاہیے کہ چراغ اور تیل بتی سب تیار ہے صرف دیا سلائی دکھانے کی دیر ہے۔ خواجہ عبیداللہ احرار فرماتے تھے کہ جب میں نے مولانا یعقوب سے اجازت طلب کی تو آپ نے مجھ سے حضرات خواجگان کے تمام طریقے بیان فرمادیئے۔ جب طریق رابطہ کی نوبت پہنچی تو فرمایا کہ اس طریقہ کی تعلیم میں دہشت نہ کھانا اور صرف استعداد والوں کو بتانا۔

حضرت خواجہ عبیداللہ مولانا یعقوب کی خدمت سے رخصت پا کر پھر ہرات میں آئے اور کم وبیش ایک سال وہاں رہے۔ بعدازاں انتیس سال کی عمر میں وطن مولوگ کی

Marfat.com

کی طرف مراجعت فرمائی۔اور تاشقند میں مقیم ہو کر زراعت کا کام ایک شخص کی شراکت میں شروع کیا۔دونوں ایک جوڑی بیل سے کھیتی کا کام کرنے لگے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی زراعت میں بڑی برکت دی۔آپ کے مال ومتال اور گلہ ومویشی اور اسباب واملاک اندازہ کی حد سے زائد تھے مگر یہ سب درویشوں کے لئے تھے۔

کرامات:

حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمت سے مراد دل کا ایک امر پر اس طرح جمع کرنا ہے کہ اس کا خلاف دل میں نہ آئے۔ایسی ہمت سے مراد مختلف نہیں ہوتی۔ فرماتے ہیں کہ اوائل جوانی میں جب کہ ہم مولانا سعدالسین کاشغری کے ساتھ ہرات میں تھے اور دونوں سیر کیا کرتے تھے تو کبھی کشتی لڑنے والوں کے اکھاڑہ میں جا پہنچتے اور اپنی قوت توجہات کا امتحان کرتے۔دو پہلوانوں میں سے ایک کی طرف توجہ مبذول کرتے تو وہ غالب آتا پھر مغلوب کی طرف متوجہ ہوتے تو وہ غالب ہو جاتا اس طرح کئی بار اتفاق ہوا۔ مقصود یہ تھا کہ معلوم ہو جائے کہ ہمت کی تاثیر کس درجہ پر پہنچی ہے۔

مولانا ناصر الدین احرار جو حضرت عبید اللہ احرار کے خادموں میں سے تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے واقعہ میں دیکھا تھا کہ آپ کی مدد سے شریعت کو تقویت پہنچے گی۔ آپ کے مبارک دل میں آیا کہ یہ بات سلاطین کی مدد کے بغیر حاصل نہ ہو گی۔اس غرض سے آپ سمرقند کی طرف آئے۔اس وقت میرزا عبداللہ سمرقند کا حاکم تھا۔میں اس سفر میں آپ کی خدمت میں تھا۔جب آپ سمرقند پہنچے تو میرزا عبداللہ کا ایک امیر آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ یہاں آنے سے ہماری غرض تمہارے میرزا سے ملاقات ہے۔ اگر تمہارے ذریعہ سے یہ کام ہو جائے تو خوب ہے۔اس امیر نے بے ادبی سے جواب دیا کہ ہمارا امیر لاپرواہ جوان ہے۔اس سے ملاقات مشکل ہے۔درویشوں کو ایسی باتوں سے کیا

Marfat.com

مطلب آپ نے خفا ہو کر فرمایا کہ ہم کو سلاطین کی ملاقات کا حکم ہوا ہے۔ ہم اپنے آپ نہیں آئے اگر تمہارا امیر پرواہی نہیں کرتا تو دوسرا لایا جائے گا جو پرواہ کرے گا۔ جب وہ امیر چلا گیا تو آپ نے اس کا نام سیاہی سے اس مکان کی دیوار پر لکھا اور لعاب سے مٹایا اور فرمایا کہ ہمارا نام اس بادشاہ اور اس کے امیروں سے نہیں چل سکتا اور اسی روز تاشقند کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ امیر مر گیا اور ایک مہینے کے بعد سلطان ابوسعید اطراف ترکستان سے ظاہر ہوا اور اس نے امیر عبداللہ پر حملہ کر کے اسے ۸۵۵ھ میں قتل کر ڈالا۔

مولانا شیخ ابوسعید جو میرزا شاہ رخ کے زمانہ میں نہایت خوبصورت جوان تھے بیان کرتے ہیں کہ جوانی میں ایک خوبصورت عورت سے اتفاقاً میری ملاقات ہوگئی۔ وہ میرے مکان میں آگئی۔ میں نے چاہا کہ خلوت میں اس سے بات چیت کروں اس اثناء میں ناگاہ میں نے حضرت خواجہ کی آواز سنی کہ فرماتے ہیں: ابوسعید! چہ کارے کئی؟۔ یہ سن کر میری حالت بدل گئی اور میرے دل پر ہیبت طاری ہوگئی اور میرے اعضا میں رعشہ پیدا ہو گیا میں نے اُٹھ کر فوراً اس عورت کو اپنے مکان سے نکال دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت تشریف لائے۔ جب آپ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمانے لگے کہ اگر حق تعالیٰ کی توفیق تیری یاوری نہ کرتی تو شیطان تجھ کو برباد کر دیتا۔

خواجہ کلاں فرماتے ہیں کہ حضرت کا ایک خادم سمرقند کو جا رہا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ہمارے واسطے سمرقند سے چند ڈبے خالص شہد کے لانا۔ وہ سمرقند سے کئی مہر بند ڈبے شہد سے بھر کر روانہ ہوا۔ اتفاقاً بازار سمرقند میں کسی کام کے لئے ایک بزاز کی دکان پر ٹھہر گیا اور اس نے شہد کے ڈبوں کو اپنے سامنے رکھ لیا۔ ناگاہ ایک خوبصورت مست عورت جو اس بزاز کی آشنا تھی وہاں آئی اور دکان کے ایک طرف بیٹھ کر بزاز سے باتیں کرنے لگی اس خادم نے دو تین بار نظر حرام سے اس عورت کو دیکھا۔ پھر وہ ڈبوں کو اُٹھا کر تاشقند لے آیا۔

Marfat.com

جب وہ حضرت کے دولت خانہ پر پہنچا تو آپ جنگل تشریف لے گئے تھے۔اس نے آپ کے پیچھے جانا چاہا۔اتنے میں حضرت تشریف لے آئے اس نے وہ ڈبے پیش کیے۔جب حضرت کی نظران ڈبوں پر پڑی تو خفا ہوکر فرمایا کہ ان ڈبوں سے شراب کی بوآتی ہے۔اے بدبخت! میں نے تجھ سے شہد لانے کو کہا تھا تو میرے واسطے شراب لے آیا۔خادم نے عرض کیا کہ میں تو شہد لایا ہوں لیکن جب ڈبوں کو کھولا گیا تو اس میں سے حضرت خواجہ کے ارشاد کے مطابق شراب ہی برآمد ہوئی۔یعنی محرم عورت کی طرف نظر بد کی وجہ سے شہد شراب میں تبدیل ہوگیا۔

وفات:

آپ کی تاریخ وفات شب شنبہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ ہے شام کے قریب جب آپ کا نفس شریف منقطع ہونے لگا۔تو مکان میں بہت سی شمعیں روشن کی گئیں جن سے وہ مکان نہایت روشن ہوگیا۔اس حال میں اچانک دیکھا گیا کہ آپ کے دو بروئے مبارک کے درمیان سے ایک نور چمکتی بجلی کی طرح نمودار ہوا۔جس کی روشنی نے شمعوں کے نور کو مات کردیا۔حاضرین نے اس نور کا مشاہدہ کیا بعد ازاں آپ کا وصال ہوگیا۔اور محلہ خواجہ کفشیر دفن ہوئے۔آپ کی اولاد بزرگوار نے آپ کے مرقد مبارک پر عالیشان عمارت تعمیر کردی اور قبر کو نہایت عمدہ بنایا۔

ارشادات عالیہ

آپ سے پوچھا گیا کہ پیر کون ہے؟ تو فرمایا پیر وہ ہے جو کچھ رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ نہیں وہ اس میں نہ رہا ہو اور جو کچھ آپ کا پسندیدہ ہے وہ اس میں رہ گیا ہو بلکہ وہ اور اس کی خواہش تمام اس سے گم ہوگئی ہو اور وہ آئینہ ہوگیا ہو کہ جس میں سوائے نبی ﷺ کے اخلاق واوصاف

Marfat.com

کے کچھ نظر نہ ہو اس مقام میں وہ صفات نبوی ﷺ سے متصف ہونے کے سبب سے حق سبحانہ کے تصرف کا مظہر ہو جاتا ہے اور تصرف الٰہی سے اصحاب استعداد کے باطن میں تصرف کرتا ہے۔

☆ مرید وہ ہے کہ ارادت کی آگ کی تاثیر سے اس خواہش جل گئی ہو اور اس کی مرادوں میں سے کچھ نہ رہا ہو اور اپنے دل کی بصیرت سے پیر کے آئینہ میں مراد کا جمال دیکھ کر اس نے سب قبلوں سے منہ پھیر لیا ہو اور پیر کا جمال اس کا قبلہ ہو گیا ہو اور پیر کی بندگی میں آزادی سے فارغ ہو کر سوائے پیر کے آستانہ کے اپنے سر نیاز کو کہیں خم نہ کرتا ہو اور سب سے منہ پھیر کر اپنی سعادت پیر کی قبولیت میں اور اپنی شقاوت پیر کے رد میں سمجھتا ہو۔ بلکہ نیستی کا خط وجود کی پیشانی پر کھینچ کر وجود کے شعور کے تفرقہ سے رہائی پا گیا ہو۔

☆ ارباب جمیعت کی صحبت مانگنی چاہیے کیونکہ اس کے ضمن میں تمام سعادتیں حاصل ہیں۔

☆ اگر تجھ سے پوچھا جائے کہ توحید کیا ہے۔ تو جواب دے کہ غیر حق سبحانہ کی آگاہی سے دل کا آزاد کرنا توحید ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ وحدت کیا ہے تو جواب دے کہ غیر حق سبحانہ کے وجود کے علم و شعور سے دل کی خلاصی وحدت ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ اتحاد کیا ہے۔ تو جواب دے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی ہستی میں استغراق اتحاد ہے اگر پوچھا جائے کہ سعادت کیا ہے تو جواب دے کہ اللہ تعالیٰ کی دید کے ساتھ خودی سے خلاصی سعادت ہے اگر پوچھا جائے کہ شقاوت کیا ہے۔ تو جواب دے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ سے خودی میں رہنا اور حق سے باز رہنا شقاوت ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ وصل کیا ہے تو جواب دے کہ وجود حق سبحانہ کے نور کے شہود کے ساتھ اپنے آپ کا نسیان وصل ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ فصل کیا ہے تو جواب دے کہ دل کا غیر حق سبحان سے جدا کرنا فصل ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ شکر کیا ہے

Marfat.com

تو جو وہ دے ایسے حال کا دل پر ظاہر ہونا کہ دل اس چیز کو پوشیدہ نہ رکھ سکے جس کا حال سے پہلے واجب تھا۔

فرمایا)۔اگر تمام احوال اور مواجید ہمیں عطا کئے جائیں اور ہمیں اہل سنت و جماعت کے عقائد سے آراستہ نہ کیا جائے۔تو ہم اس بجز خرابی کچھ نہیں سمجھتے۔اور اگر تمام خرابیاں ہم پر جمع کی جائیں اور اہل سنت و جماعت کے عقائد سے سرفراز فرمایا جائے تو ہمیں کچھ ڈر نہیں۔

☆ ہماری زبان دل کا آئینہ ہے۔اور دل روح کا آئینہ ہے۔اور روح حقیقت انسانی کا آئینہ ہے اور حقیقت انسانی حق سبحانہ وتعالیٰ کا آئینہ ہے۔حقائق غیبیہ غیب ذات سے دور دراز فاصلے طے کر کے زبان پر آتے ہیں۔اور یہاں صورت لفظی قبول کر کے مستعدانِ حقائق کے کانوں میں پہنچتے ہیں۔

☆ میں بعض اکابر کی خدمت میں رہا تو انہوں نے مجھے دو چیزیں عطا فرمائیں۔ایک یہ کہ میں جو کچھ لکھوں جدید ہوگا نہ کہ قدیم دوسرے یہ کہ میں جو کچھ کہوں مقبول ہوگا۔

☆ آیۃ وکونوا مع الصدقین کے معنی میں آپ فرماتے تھے کہ اس ایک بحسب صورت اور وہ یوں ہے کہ اہل صدق کے ساتھ مجالست ومصاحبت کو لازم پکڑے تا کہ ان کی صحبت کے دوام کے سبب سے اس کا باطن ان کی صفات واخلاق کے انوار سے روشن ہوجائے۔دوسرے معنی بدیں طور کہ باطن کی شاہراہ سے اس گروہ کے ساتھ رابطہ کا طریق اختیار کرے جو واسطہ ہونے کا استحقاق رکھتے ہیں۔اور صحبت کے لیے ضروری نہیں کہ ہمیشہ آنکھ کے ساتھ دیکھے بلکہ ایسا کرے کہ صحبت دائمی ہوجائے اور صورت سے معنی کی طرف عبور کرے تا کہ واسطہ ہمیشہ نظر میں رہے۔جب اس بات کو دوام کے طور پر ملحوظ رکھے گا تو اس کے باطن کو ان کے باطن کے ساتھ نسبت و اتحاد پیدا ہوجائے گا اور اس واسطہ سے اسے مقصود اصلی حاصل

Marfat.com

ہو جائے گا۔

☆ حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ "شیبتنی سورۃ ھود" (یعنی سورۃ ھود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے) اُس کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں استقامت کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "فاستقم کما امرت"، "ترجمہ: پس تو استقامت کر جیسا کہ تجھے حکم ہوا ہے"۔ اور استقامت نہایت دشوار ہے۔ کیونکہ استقامت کے معنی ہیں قائم رہنا۔ حدود وسط میں تمام افعال واقوال اور اخلاق واحوال میں بدیں طور کہ تمام افعال میں ضرورت سے تجاوز صادر نہ ہو اور افراط وتفریط سے محفوظ رہے۔ اسی سبب سے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ضروری کام تو استقامت ہے۔ کرامات وخوارق عادات کے ظہور کا کچھ اعتبار نہیں۔

لوگوں کے اعمال واخلاق سے جمادات کا متاثر ہونا محققین کے نزدیک ایک ثابت امر ہے۔ حضرت شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ نے اس بارے میں بہت تحقیقات کی ہیں۔ یہ تاثر اس درجہ تک ہے کہ اگر ایک شخص نماز کو جو افضل عبادات ہے۔ ایسی جگہ میں ادا کرے جو ایک جماعت کے اعمال واخلاق ناپسندیدہ سے متاثر ہوگئی ہو تو اس نماز کا جمال اور رونق اس نماز کے برابر نہیں جو ایسی جگہ میں ادا کی جائے جو ارباب جمیعت کی برکت سے متاثر ہو۔ یہی سبب ہے کہ حرم مکہ میں دو رکعت نماز غیر حرم میں بہت سی رکعتوں کے برابر ہے۔

☆ ایک روز آپ نے ایک شخص سے کہا کہ اگر تمہیں حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کی صحبت میں ایک نسبت حاصل ہو جائے۔ اس کے بعد تم کسی دوسرے بزرگ کی خدمت میں چلے جاؤ اور اس کی صحبت میں بھی وہی نسبت پھر حاصل ہو جائے تو تم کیا کرو گے؟ کیا خواجہ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ دو گے؟۔ پھر آپ نے فرمایا: کہ کسی دوسری جگہ

Marfat.com

سے اگر تمہیں وہی نسبت حاصل ہو۔ تمہیں چاہیے کہ اُسکو حضرت خواجہ بہاء الدین سے سمجھو اور یہ حکایت بیان کی کہ قطب الدین حیدر کے ایک مرید شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کی خانقاہ میں گیا وہ نہایت بھوکا تھا۔ اس نے اپنے پیر کے گاؤں کی طرف منہ کر کے کہا۔ شیء اللہ قطب الدین حیدر شیخ شہاب الدین کو جو اس کا حال معلوم ہوا تو اپنے خادم کو حکم دیا کہ وہ کھانا اس کے پاس لے جاؤ۔ جب وہ درویش کھانا کھا کر فارغ ہوا تو پھر اپنے پیر کے گاؤں کی طرف منہ کر کے کہا۔ شکر اللہ قطب الدین حیدر۔ کہ آپ نے ہم کو کسی جگہ نہیں چھوڑا۔ جب خادم حضرت شیخ کے پاس گیا تو آپ نے پوچھا کہ تم نے اس درویش کو کیسا پایا؟ خادم نے عرض کیا کہ وہ مہمل شخص تھا۔ کھانا تو آپ کا کھاتا ہے مگر شکر قطب الدین حیدر کا کرتا ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ مریدی اس سے سیکھنی چاہیے کہ ظاہری و باطنی فائدہ جس جگہ سے پائے اسے اپنے پیر کی برکت سے ہی سمجھے۔

☆ ایک روز سادات کی توقیر و تعظیم کے بارے میں فرما رہے تھے کہ جس بستی میں سادات رہتے ہوں۔ میں اس میں نہیں رہنا چاہتا۔ کیونکہ ان کی بزرگی اور شرف زیادہ ہے۔ میں ان کی تعظیم کا حق بجا نہیں لا سکتا اور یہ واقعہ بیان کیا کہ:

"ایک روز امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ درس کی مجلس میں کئی بار اُٹھے، کسی کو اس کا سبب معلوم نہ ہوا۔ آخر کار حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد نے دریافت کیا۔ حضرت امام نے فرمایا کہ سادات علوی کا ایک لڑکا ان لڑکوں میں ہے جو مدرسہ کے صحن میں کھیل رہے ہیں۔ وہ لڑکا جب اس درس کے قریب آتا ہے اور اس پر میری نظر پڑتی ہے تو میں اس کی تعظیم کے لیے اُٹھتا ہوں۔

☆ کشف قبور یہ ہے کہ صاحب قبر کی روح مثالی صورتوں میں سے کسی مناسب صورت کے ساتھ متمثل ہو جاتی ہے۔ صاحب کشف اس کو بصارت کی آنکھ سے اسی صورت

Marfat.com

میں مشاہدہ کرتا ہے۔لیکن چونکہ شیطانوں کو مختلف صورتوں اور شکلوں کے ساتھ متمثل و متشکل ہو جانے کی قوت ہوتی ہے۔اس لیے ہمارے خواجگان قدس اللہ ارواحہم نے اس کشف کا اعتبار نہیں کیا ہے۔اصحاب قبور کی زیارت میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ جب وہ کسی بزرگ کی قبر پر پہنچتے ہیں تو اپنے تئیں تمام کیفیتوں اور نسبوں سے خالی کر کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہیں کہ کیا نسبت ظاہر ہو۔اس نسبت سے صاحب قبر کا حال معلوم کر لیتے ہیں اور بے گانوں کی صحبت میں بھی ان کا یہی طریقہ ہے کہ جو شخص ان کے پاس بیٹھے وہ اپنے باطن پر نظر ڈالتے ہیں۔جو کچھ اس شخص کے آنے کے بعد ظاہر ہو وہ جان لیتے ہیں کہ یہ اس کی نسبت ہے۔اور ہمارا اس میں کچھ دخل نہیں ہے۔اس نسبت کے مطابق لطف یا قہر سے اس سے پیش آتے ہیں۔

☆ محققین کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ موت کے بعد اولیاء اللہ ترقی کرتے ہیں۔

☆ اس سلسلہ کے خواجگان قدس اللہ ہر ریا کار و بازی گر کی طرف نسبت نہیں رکھتے۔ ان کا کارخانہ بلند ہے۔

☆ ہر زمانہ میں رجال غیب صالحین میں سے اس شخص کی صحبت میں رہتے ہیں جو عزیمت پر عمل کرتا ہے۔یہ گروہ رخصت سے بھاگتا ہے۔رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے۔ہمارے خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا طریقہ عزیمت ہے۔

☆ جس وقت آپ عزیمت واحتیاط کے طریق سے کوئی کام کرتے تو فرماتے کہ لقمہ وطعام میں احتیاط کرنا ضروری ہے۔چاہیے کہ کھانا پکانے والا باوضو ہو۔وہ شعور و آگاہی سے لکڑی چولھے میں رکھے اور آگ جلائے۔جس پکانے میں غصہ یا پریشان باتیں ظہور میں آئیں حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ اس کھانے کو نہ کھاتے اور فرماتے کہ اس کھانے میں ظلمت ہے۔ہمیں اس کا کھانا جائز نہیں۔

☆ چاہیے کہ مرید کی توجہ پیر کے دو ابرو کے درمیان ہو اور ہیر کو تمام اوقات اور احوال

Marfat.com

میں آگاہ حاضر سمجھے تاکہ پیر کی بزرگی اور عظمت اس میں تصرف کرے اور جو چیز پیر کے حضور میں نامناسب ہو وہ مرید کے باطن سے کوچ کر جائے اور اس امر کے کمال کے سبب سے یہ حال ہو جائے کہ پیر و مرید کے درمیان سے حجاب اُٹھ جائے اور پیر کی تمام مرادیں اور مقاصد بلکہ اس کے احوال و مواجید مرید کے مشاہدہ و معائنہ میں آجائیں۔

☆ ردی خطرات اور طبعی مقتضیات میں گرفتاری سے خلاصی کا طریق تین چیزوں میں سے ایک ہوسکتی ہے۔ اول یہ کہ اعمال خیر جو اس گروہ نے مقرر کیے ہیں ان میں سے ہر ایک عمل اپنے اوپر لازم کرے اور ریاضت کا طریق اختیار کرے۔

دوسرے یہ کہ اپنی قوت و طاقت کو درمیان سے اُٹھا دے اور جان لے کہ میں ایسا نہیں کہ خود بخود اس بلا سے خلاصی حاصل کرسکوں اور عاجزی و محتاجی کے طور پر ہمیشہ حق سبحانہ کی جناب میں تضرع اور انکساری کرے تاکہ حق سبحانہ اس کو اس بلا سے نجات دے۔ تیسرے یہ کہ اپنے پیر کی ہمت باطن سے مدد طلب کرے اور اس کو اپنی توجہ کا قبلہ بنائے۔ اس تقریر کے بعد آپ نے حاضرین سے پوچھا کہ ان تین طریقوں میں سے بہتر کون سا ہے۔

پھر آپ ہی نے فرمایا کہ پیر کی ہمت سے مدد مانگنا اور اس کی طرف متوجہ ہونا بہتر ہے۔ کیونکہ طالب اس صورت میں اپنے تئیں حق سبحانہ کی طرف توجہ سے عاجز سمجھ کر پیر کو اس توجہ اور حق سبحانہ کی جناب میں وصول کا وسیلہ بناتا ہے۔ یہ امر حصول نتیجہ کے قریب تر ہے۔ جو کچھ طالب کا مقصود ہے اس تقدیر پر زیادہ جلدی متفرع ہوگا کیونکہ وہ ہمیشہ پیر کی ہمت سے مدد طلب کرنے والا ہوگا۔

☆ عبادت سے مراد یہ ہے کہ اوامر پر عمل کریں اور نواہی سے پرہیز کریں۔ عبودیت سے مراد حق سبحانہ کی جانب کی طرف ہمیشہ توجہ و اقبال ہے۔

☆ شریعت، طریقت، حقیقت تین چیزیں ہیں۔ ظاہر پر احکام کا جاری کرنا شریعت

Marfat.com

ہے۔ جمعیت باطن میں تعمل وتکلف طریقت ہے اور اس جمعیت میں رسوخ حقیقت ہے۔

☆ علم دو ہیں۔ علم وراثت اور علم لدنی، علم وراثت وہ ہے جس سے پہلے کوئی عمل ہو۔ چنانچہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو وراثت بناتا ہے۔ اس علم کا جو اسے معلوم نہیں''۔

اور علم لدنی وہ علم ہے جس سے پہلے کوئی عمل نہ ہو۔ بلکہ بغیر کسی سابق عمل کے حق سبحانہ محض عنایت بے علت سے اپنے پاس سے بندے کو کسی خاص علم کے ساتھ مشرف کرے۔

چنانچہ حق سبحانہ کا ارشاد ہے:

''وعلمنہ من لدنا علما'' (سورۃ کھف، ع ۹)

ترجمہ: ''اور سکھایا تھا ہم نے اس کو اپنے پاس سے علم''

آپ نے فرمایا کہ علم کی طرح اجر بھی دو قسم کا ہے۔ اجر ممنون اور اجر غیر ممنون۔ اجر ممنون وہ ہے جو کسی عمل کے مقابلہ میں نہ ہو بلکہ محض محبت ہو اور اجر غیر ممنون وہ ہے جو کسی عمل کے مقابلہ میں ہو۔

☆ فنائے مطلق کے معنی یہ نہیں کہ صاحب فنا کو اپنے اوصاف و افعال کا شعور نہ ہو بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بطریق ذوق اپنے آپ سے اوصاف و افعال کے اسناد کی نفی کرے اور فاعل حقیقی جل ذکرہ کے لیے اسناد ثابت کرے۔ وہ جو صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ اروا حہم نے فرمایا ہے کہ نفی اثبات کے ساتھ مخالفت نہیں رکھتی اس کے یہی معنی ہیں آپ نے مثال کے طور پر فرمایا کہ یہ کپڑا جو میں پہنے ہوئے ہوں، رعایتی ہے اور مجھے اس کے رعایتی ہونے کا علم نہیں اور اس سبب سے کہ اس کو میں اپنی ملک سمجھتا ہوں۔ اس سے تعلق رکھتا ہوں۔ ناگاہ مجھے اس

Marfat.com

کپڑے کے رعایتی ہونے کا علم ہو گیا۔ اسی وقت میرا تعلق اس سے منقطع ہو گیا۔ حالانکہ میں بالفعل پہن رہا ہوں۔ اسی پر تمام صفات کو قیاس کرنا چاہیے کہ سب رعایتی ہیں تاکہ غیر حق سبحانہ سے دل منقطع ہو جائے اور پاک و مطہر ہو جائے۔

☆ وصل حقیقت میں یہ ہے کہ دل بطریق ذوق سبحانہ کے ساتھ جمع ہو جائے اور جب یہ بات دائم ہو جائے تو اسے دوام وصل بولتے ہیں۔ نہایت یہی ہے۔ وہ جو حضرت خواجہ بہاء الدین قدس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نہایت کو بدایت میں درج کرتے ہیں۔ اس سے مراد یہی نہایت ہے۔ اور وہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ ہم محض قبولیت کا واسطہ ہیں۔ ہم سے منقطع ہونا چاہیے اور مقصود سے ملنا چاہے، یہی وصل ہے۔

☆ تجلی کے معنی کشف ہیں۔ اس امر کا ظہور دو طرح سے ہو سکتا ہے۔ ایک کشف عیانی جو دار جزا میں سر کی آنکھ کے ساتھ حضور ﷺ کے جمال کا مشاہدہ ہے۔ دوسرے یہ کہ غلبہ محبت کے ساتھ غائب کو کثرت سے خالی کرنے کے ذریعہ سے وہ غائب مثل محسوس کے ہو جائے کیونکہ خواص محبت میں سے ہے کہ وہ غائب کو مثل محسوس کر دیتی ہے۔ دنیا میں ارباب کمال کے قدم کی انتہا یہی ہے۔

☆ اگر شیخی کرتے تو اس زمانہ میں کسی شیخ کو مرید نہ مل سکتا۔ لیکن ہمیں اور کام کا حکم ملا ہے کہ مسلمانوں کو ظالموں کے شر سے بچائیں۔ اس واسطے ہمیں بادشاہوں سے میل جول رکھنا اور ان کے نفوس کو مسخر کرنا اور اس عمل کے ذریعہ سے مسلمانوں کی مطلب برآری ضروری ہے۔

☆ حق سبحانہ نے محض عنایت سے مجھے ایسی قوت عطا کی ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایک رقعہ سے بادشاہ خطا کو جو الوہیت کا دعویٰ کرتا ہے، ایسا کر دوں کہ بادشاہت چھوڑ کر ننگے پاؤں خطا سے خار و شاک میں دوڑتا ہوا اپنے تئیں میرے آستانہ پر پہنچے لیکن باوجود ایسی قوت

Marfat.com

کے ہم خدا کے حکم کے منتظر ہیں جس وقت وہ چاہے اور حکم دے، وقوع میں آئے گا، اس مقام کے لیے ادب لازم ہے اور ادب یہ ہے کہ بندہ اپنے تئیں حق سبحانہ کے ارادہ کا تابع بنائے نہ کہ حق تعالیٰ کو اپنے ارادہ کا تابع بنائے۔

Marfat.com

حضرت مولانا محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 852ھ ہجری، 1448ء

بمقام: وخش نزد بخارا

وصال: یکم ربیع الاول 939ھ ہجری، 1532ء

مزار اقدس: وخش نزد بخارا، ازبکستان

حضرت مولانا محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے تھے۔ حضرت خواجہ احرار سے بیعت سے قبل کئی سال تک خوب ریاضت ومجاہدے میں مصروف رہے اور شب بیداری کرتے رہے۔ آخر اشارہ غیبی پا کر خواجہ احرار کی طرف روانہ ہوئے تا کہ آپ سے بیعت کریں۔

خواجہ احرار آپ کی آمد کی اطلاع باطنی طور پر پا کر آپ کے استقبال کے لیے نکلے۔ خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کو اپنی بیعت سے نوازا اور روحانی فیوض وبرکات آپ تک منتقل فرما کر اسی وقت خرقہ خلافت عنایت فرما کر آپکو رخصت کر دیا۔ چنانچہ مولانا کو خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے دوبارہ شرف ملاقات نصیب نہ ہوا۔

حضرت مولانا نے حضرت یعقوب چرخی کے دوسرے خلفاء سے بھی کافی اکتساب فیوض کیا اور زہد وریاضت میں مصروف رہ کر اسم بامسمیٰ بن گئے۔ اس کے بعد آپ خلق خدا کی رہنمائی میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے 939 ہجری میں دنیا کو خیر آباد کہا۔ آپ کا مزار پر انوار وخش میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

Marfat.com

ارشادات عالیہ

1 جب آپ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے آستانہ کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا:

زاهد به هشت خلوت و دامن زپا کشید

چون از بهار دامن صحراء بهشت شد

ترجمہ: ''جیسے ہی دامن صحراء موسم بہار کے باعث جنت نظیر ہوا۔ زاہد نے گوشہ نشینی کے آٹھ پردوں سے قدم باہر نکالا''۔

☆ آپ کو خبر پہنچی کہ سلطان محمود مرزا حاکم بدخشاں نے اپنے بھائی سلطان احمد مرزا سے جنگ کرنے کی غرض سے سمرقند کا محاصرہ کرنے کا ارادہ کیا ہے تو آپ نے مرزا سلطان محمود کو یہ پیغام ارسال فرمایا۔

''اس عرضداشت کے ذریعے یہ فقیر حضرت مخدوم زادہ کے ملازمین کی خدمت میں ظاہر کرتا ہے کہ اکابر اولیاء اللہ نے شہر سمرقند کو محفوظ و پرامن جگہ کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ لہٰذا آپ کا فتح سمرقند کا ارادہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ اور جب خدائے پاک نے اس کا حکم نہیں دیا نہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں ایسی کوئی ہدایت وارد ہوئی ہے تو آپ کا اپنے بھائی پر تلوار اٹھانا کس حد تک مناسب ہے۔ یہ فقیر آپ کی خیر خواہی میں کئی مرتبہ آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہے مگر قبولیت کی حد تک نہیں پہنچا لوگوں کی باتوں میں آکر آپ کا اس ملک کے فتح کرنے کا قصد کرنا اور اس فقیر کے معروضہ کو قبول نہ کرنا ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے حالانکہ میں نے آپ کی خدمت میں آپ کی خیر خواہی کے لیے عرض کیا، لوگ جو کچھ کہتے ہیں محض اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے کہتے ہیں۔ سمرقند میں بہت سے

Marfat.com

بزرگان دین، فقراء و مساکین ہیں انہیں اور زیادہ تنگ کرنا مناسب نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ کسی دل کو صدمہ پہنچے اور دردمند دل کی آہ جو کچھ کر سکتی ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔ خدا کے نیک بندوں اور عام طور سے سب مسلمانوں کے دلوں کو اس سے تکلیف ہوگی اس لیے آپ اس ارادہ سے باز آجائیں اور خدا سے ڈریں۔ فقیر کی اس بات کو جو بے غرض اور محض ہیبت کی وجہ سے ہے مان لیں اور دونوں بھائی آپس میں اتفاق کر کے ایک دوسرے کی مدد کریں تا کہ خدا تعالیٰ راضی ہو۔ پھر ایک دل اور متفق ہو کر ان کاموں کو جو ادھورے پڑے ہیں پورا کریں۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جن پر وہ اپنی بہت کچھ عنایت رکھتا ہے۔ ان کی جفا اور لڑائی کے ارادے کو اپنے ساتھ جنگ کا ارادہ اور ظلم کرنا فرماتا ہے۔ چنانچہ صحاح ستہ کی حدیث میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

به پیش چشم چو خاکسترم میا گستاخ

که هست در تگ او آتشے و دریائے

ترجمہ: ”لوگوں کی نظر میں اگر چہ میں خاک کی مانند ہوں لیکن تو ارادۂ گستاخی کو دور رکھ کہ اس راکھ کے نیچے آگ اور پانی کا ایک دریا موجود ہے“۔

سلطان محمود مرزا نے آپ کا حکم نہ مانا اور شکست سے دو چار ہوا۔

فرمایا)۔ خانودۂ اولیائے نقشبند بڑا صاحب تصوف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دل کے ارادہ کے مطابق کام کر دیتا ہے۔ اور یہ خانودہ کسی اور کا مطیع نہیں ہے۔

☆=☆=☆

Marfat.com

حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 876ھ ہجری

بمقام: وخش نزد بخارا

وصال: 29 محرم 975 ہجری

مزار اقدس: استقرار، ماورالنہر (ترکی)

آپ حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے تھے۔ آپ کی بیعت سے پہلے پندرہ سال ریاضت ومجاہدات میں مشغول رہے اور یہ عرصہ جنگلوں اور ویرانوں میں گزارا۔ ایک روز بھوک سے سخت مجبور تھے۔ آسمان کی طرف منہ کیا۔ فوراً حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر صبر وقناعت مطلوب ہے تو خواجہ محمد زاہد کے پاس چلے جاؤ۔ وہ تمہیں صبر وقناعت سکھلائیں گے پس وہ ان کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی اور طریقت کی تعلیم کی تکمیل میں مصروف ہو گئے اور حضرت خواجہ محمد زاہد سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ کے وصال کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھے اور سینکڑوں لوگوں کو راہ حق کی طرف لائے۔

آپ کا وصال 975ھ ہجری میں ہوا۔ مزار مبارک "استقرار" میں ہے جو کہ "بستر" شہر (ترکی) کے مضافات میں ہے۔

☆/☆

Marfat.com

حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہ

ولادت: 918ھ ہجری بمطابق 1512ء

بمقام: امکنگ

وصال: 22 شعبان 1008ھ ہجری، 1600ء

مزار اقدس: امکنگ، ازبکستان

☆☆☆☆☆

آپ کا اسم مبارک خواجگی ہے جس کے لفظی معنی منسوب بہ خواجہ ہیں۔ آپ موضع امکنگ میں رہا کرتے تھے، جو بخارا کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ اس گاؤں کی طرف منسوب کر کے آپ کو امکنگی بولتے ہیں۔ آپ کی تربیت ظاہری و باطنی اپنے والد بزرگوار خواجہ درویش محمد قدس سرہ سے ہوئی اور ان ہی سے آپ کو خلافت ہے۔

آپ تیس برس تک مسند خلافت پر رونق افروز رہے۔ اگرچہ معمر ہو گئے تھے مگر آنے جانے والوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ مہمانوں کے لیے کھانا خود لاتے بلکہ بسا اوقات مہمانوں کے خادموں اور سواریوں کی بھی خود خبر گیری کیا کرتے تھے۔ آپ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کے اصل طریقہ کے پابند تھے۔ اور ذکر جہر وغیرہ محدثات طریقہ سے پرہیز کرتے تھے۔ عابد وزاہد اور صاحب کرامت وخوارق تھے۔ اپنے حالات کے اخفاء میں بہت کوشش کرتے تھے۔ اپنے وقت میں طالبان طریقت کے مرجع تھے۔ تصرف باطنی کا یہ عالم تھا کہ علماء فضلاء اور امراء وفقراء اسفاضہ کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ بلکہ ملوک وسلاطین آپ کے آستانہ عالیہ کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے تھے۔

Marfat.com

عبداللہ خان والی توران نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان خیمہ کھڑا ہے۔ جس میں جناب رسالت مآب ﷺ تشریف رکھتے ہیں۔ایک بزرگ بارگاہ کے دروازے پر بطور دیوان خدمت بجالا رہے ہیں اور خلائق کے معروضات حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے جواب لا رہے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اس بزرگ کے ہاتھ میں ایک تلوار مجھے ارسال فرمائی اور انہوں نے آکر میری کمر میں لٹکا دی۔اس کے بعد عبداللہ خاں کی آنکھ کھل گئی۔خان موصوف نے اس بزرگ کا حلیہ بتا کر تلاش شروع کی۔آخر کار اس کے ایک مصاحب نے عرض کیا کہ اس حلیہ کے بزرگ مولانا خواجگی ہیں۔بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ ہدیہ پیش کیا لیکن مولانا نے انکار کر دیا تب بادشاہ نے آیۃ کریمہ "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم" تلاوت کی تو آپ نے مجبوراً قبول فرمالیا۔

حضرت مولانا نے اپنی وفات سے چند روز پیشتر اپنے خلیفہ خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ کو ایک خط میں یہ دو شعر تحریر فرمائے۔

زماں تازماں مرگ یاد آیدم
ندانم کنوں تاچہ پیش آیدم
جدائی مبادا مرا از خدا
دگر ہرچہ پیش آیدم شایدم

ترجمہ: "مجھے ہر گھڑی موت یاد آتی ہے۔نہیں معلوم کہ اب کیا بات پیش آئے۔مجھے ہر دم وصل خدا رہے اور جو کچھ پیش آنا ہے، پیش آئے"۔

اس خط کے پہنچتے ہی حضرت کی وفات کی خبر خواجہ ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی۔آپ کی عمر نوے سال تھی۔تاریخ وصال 1008 ہجری ہے۔آپ کا مولد و مرقد قریہ امکنگ میں ہے۔

Marfat.com

ارشادات عالیہ

☆ فقر کی حلاوت وشرینی قناعت میں ہے۔☆۔ سچی قسم کھانا شریعت مطہرہ میں جائز ہے۔لہٰذا شرعی کام میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔☆۔ایک دن ایک صاحب نے عرض کیا کہ مسجد کا راستہ اونچائی پر ہے اور حضرت کو بڑھاپے کے باعث کمزوری لاحق رہتی ہے۔اگر عصر،مغرب،عشاء کی نمازیں مسجد میں ادا کر کے ایک ہی بار واپس آجایا کریں تو زیادہ بہتر ہو کہ تین بار آنا مشکل ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا،جیسی نمازیں ہم پڑھتے ہیں۔اس میں بس مسجد میں آنا ہی تو کام ہے۔باقی ہماری نمازوں میں کیا رکھا ہے؟۔☆۔جو چیز جوانی کے زمانہ میں حاصل کرنے کی ہے اگر وہ کسی نے بڑھاپے کے زمانے میں حاصل کی تو اس نے جوانی کا پاس کیا اور وہ پہلوان ہے۔☆۔ریاضت اتنی کرنی چاہیے کہ رخسار چمکے نہ کہ چہرہ کملا جائے اور چہرے کا رنگ دیکھتے ہی ریاضت وعبادت کرنے کا راز افشاء ہو جائے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بلادِ ہند میں

نسبت نقشبندیہ کا ظہور

سولہویں صدی عیسوی میں ہندوستان پر مغلوں کی حکومت تھی۔ جلال الدین اکبر اس وسیع وعریض سلطنت کا بادشاہ تھا۔ اس کے دربار میں ہندو راجاؤں کا غلبہ تھا۔ حتیٰ کہ اس کے محل سرائے کی بااثر رانیاں بھی ہندو گھرانوں سے تھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شہنشاہ اکبر نے مشرکانہ رسوم وروایات اختیار کرلیں اور بمصداق ''الناس علی دین ملوکھم'' رعایا بھی صحیح اسلام اور مشرکانہ رسوم میں تمیز کرنے سے عاری ہوگئی۔ درباری علماء اہل ہوس تھے۔ اسلامی علوم سے بے بہرہ بادشاہ کوٹوکنے کی کسی کو جرات نہ تھی۔ نوجوان شہزادہ سلیم (نورالدین جہانگیر) بھی اسی رنگ میں رنگا گیا اور وہ بھی اپنی ابتدائی زندگی میں مذہب اسلام سے اتنا ہی بے گانہ تھا جتنا کہ اس کا باپ شہنشاہ اکبر۔

حضرت خواجہ باقی باللہ

کا

ہندوستان میں ورود مسعود

کفر وشرک کی تاریکیاں جب کشور ہندوستان میں ہر طرف پھیلنے لگیں اور مغل شہنشاہوں نے اپنی تائید وحمایت سے ان کی گہرائیوں میں اضافہ کرنے کی ٹھان لی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور ان کی اصلاح کا سامان فراہم کردیا۔ اطراف سمرقند سے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز اپنے مرشد حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کے ارشاد کے مطابق روانہ ہوئے اور دارالحکومت دہلی میں پہنچ کر سکونت اختیار کر لی۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت کابل میں 971 ہجری میں ہوئی ابتداء میں کابل سے سمرقند تشریف لائے۔علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد باطنی علوم حضرت خواجہ املکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے۔بچپن ہی سے آپ کے چہرۂ مبارک سے آثار ولایت ہویدا تھے۔اکثر گوشۂ تنہائی میں بیٹھے رہا کرتے اور بہت سادہ زندگی گزارتے تھے۔

حضرت خواجہ ابھی کمسن تھے کہ شوق طریقت انہیں ماورالنہر میں کھینچ لایا، جو اس وقت بزرگان دین کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ وہاں بہت سے مشائخ وقت سے ملے اور ان کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ان بابرکت صحبتوں کا حال حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ پہلے پہل خواجہ عبید رحمۃ اللہ علیہ جو مولانا لطف اللہ کے خلفاء سے تھے، کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوا، مگر طبیعت بدستور بے قرار تھی۔ دوسری بار حضرت شیخ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت احمد یسوی کے خاندان میں سے تھے، کے پاس پہنچا اور حالات گوش گذار کیے، وہ رضامند نہ ہوتے تھے چونکہ میرا ارادہ مصمم تھا، ناچار حضرت شیخ ادھر متوجہ ہوئے اور میرے لیے استقامت کی دعا فرمائی، کہتے ہیں کہ ان کی ملاقات سے بھی سکون حاصل نہ ہوا، اور تیسری بار حضرت امیر عبداللہ بلخی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، جہاں دھڑکتے ہوئے دل کو قدرے سکون نصیب ہوا۔

انہی ایام کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ تصوف کی کوئی کتاب دیکھ رہے تھے کہ اچانک نگاہوں میں بجلی سی کوندگئی یہ ازخود رفتہ ہوگئے اور اس عالم میں دیکھا کہ امام طریقت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند روبرو کھڑے شرف زیارت بخش رہے تھے اور حضرت خواجہ ان سے روحانی فیض لے رہے تھے بس پھر کیا تھا یہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ دل میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت تھی اور سر میں ان کا سودا تھا۔قرار ہو تو کیسے، چین

Marfat.com

آئے تو کیونکر آج ماوراالنہر میں ہیں تو کل ملتان اور کبھی لاہور میں سرگرداں ہیں، حضرت خواجہ کے ایک خادم جوان ایام میں ان کی ہمراہی میں تھے آنکھوں دیکھا حال بتاتے ہیں کہ سالکوں اور مجذوبوں کی تلاش میں حضرت خواجہ باوجود کم سنی اور نازک تنی اس قدر علو ہمتی سے مصروف تھے کہ ان کی جواں مردی پر حیرت ہوتی تھی۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ برسات کا موسم تھا کیچڑ کی کثرت سے لاہور کے گلی کوچوں میں گزرنا دشوار تھا۔ تھک کر چور ہو گیا تھا مگر بوجہ پاس ادب حضرت خواجہ سے لب ہلانے کی جرات نہ ہوتی تھی اور حضرت خواجہ تھے کہ اس کٹھن مزل کو برق رفتاری سے طے کرتے جا رہے تھے۔

لاہور کے قیام کے چند ایک واقعات حضرت کے دوسرے رفیق بیان کرتے ہیں کہ لاہور کے باہر ایک قبرستان میں ایک عجیب مجذوب رہتے تھے۔ حضرت کو معلوم ہوا تو حاضر ہوئے مجذوب نے دیکھا تو گالیاں دینے لگے اور کبھی پتھر پھینکتے۔ وہ آگے آگے تھے اور حضرت پیچھے پیچھے، آخر حضرت نے زیر کر لیا۔ دیوانہ صورت مجذوب نے حضرت کو توجہ اور دعا سے نوازا جس کی برکت سے حضرت خواجہ کو بے حساب فوائد حاصل ہوئے۔ حضرت ایک روز لاہور کی ایک مسجد میں فریضہ نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لائے، قیام کے دوران میں حضرت کے سینہ پاک سے ایک ایسی مہیب آواز نکلی کہ تمام نمازی دہل گئے اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بوجہ شرمندگی اور افشائے راز امام کے سلام پھیرتے ہی مسجد سے فوراً باہر نکل گئے۔ ایک اور بزرگ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ کے ساتھ جو لوگ نماز میں شریک ہوتے تھے ان میں سے ایک وہ بھی تھے، یہ صاحب ایک روز کیا دیکھتے ہیں کہ قیام نماز میں حضرت خواجہ کا رخ مبارک قبلہ کی طرف بھی ہے اور نمازیوں کی طرف بھی، گویا ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ مارے خوف کے یہ صاحب کانپ گئے جوں توں نماز پوری کی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: نماز میں جو کچھ دیکھا ہے کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ حضرت خواجہ میں یہ خواص بوجہ کمال

Marfat.com

محبت واتباع جناب نبی کریم ﷺ پیدا ہو گئے تھے کہ بحالت نماز نبی کریم ﷺ کے سینہ انور سے ایک ایسا جوش اٹھتا تھا جس کی آواز دور تک پہنچتی تھی اور یہ بھی حضور سرکار دو عالم ﷺ کے فضائل سے ہے کہ حضور ﷺ جس طرح سامنے دیکھتے تھے، اسی طرح پیچھے سے بھی ہر چیز حضور ﷺ کو دکھائی دیتی تھی۔ لیکن حضور سرورِ انبیا علیہ ﷺ کو یہ فضیلت ہر وقت حاصل تھی، اور حضرت خواجہ نماز کے عالم میں آگے، پیچھے دونوں رخ دیکھتے تھے۔

بیعت:

اگرچہ تھوڑے ہی دنوں کی ریاضت وعبادت نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مشائخیت کی مسند پر بٹھا دیا تھا اور طالبان حق کی رہنمائی کر سکتے تھے مگر سلوک وطریقت کی جو "منزل" ان کے سامنے تھی، اس کا تقاضا تھا کہ خواجہ مزید کاملین حق کی صحبت سے فیض یاب ہوں۔ چنانچہ حضرت رہبر کامل کی تلاش میں ماوراالنہر اور بلخ وبدخشاں کی طرف بڑھے۔ شوق کی فراوانی کا یہ عالم تھا کہ جذبہ صادق فرض راہ اور منزل مقصود مشعل راہ بنی ہوئی تھی اور مسافر کو پکار رہی تھی کہ ادھر آؤ کہاں بھٹک رہے ہو۔ یہ عالم خواب سے چونک پڑے، دیکھا کہ ماوراالنہر کے مشہور صوفی درویش حضرت خواجہ امکنگی تشریف فرما ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اے فرزند ہماری آنکھ تمہاری راہ پر لگی ہے۔ یہ خواب میں اشارہ پاتے ہی ان کی طرف بڑھے اور تین دن ان کی صحبت میں رہے۔ منزل آشنا تھے ہی منزل رسید بھی ہو گئے۔ حضرت خواجہ امکنگی انہیں خلافت اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی برکات سونپ کر بولے "آپ ہندوستان تشریف لے جائیں کیونکہ وہاں آپ سے اس طریقہ عالیہ کو رواج ہوگا"۔

حضرت خواجہ امکنگی کی اس عنایت بے بہا کا چرچا جب ممدوح کے خدمتگاروں نے سنا تو مارے رشک کے غل مچانے لگے۔ کہ حضرت خواجہ کل آئے اور آج خلافت لے کر چلے گئے۔ حضرت قبلہ نے سنا تو بولے "تم لوگوں کو معلوم نہیں، یہ جوان درجہ تکمیل کو پہنچا ہوا تھا۔

Marfat.com

ہمارے پاس محض اصلاح احوال کے لیے بھیجا گیا تھا۔ یہ ضرور ہے جو طالب آئے گا ویسا جائے گا"۔

رشد وہدایت:

پیرومرشد کے حکم کے مطابق حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں کچھ عرصہ قیام فرما کر دہلی کی طرف روانہ ہوگئے اور قلعہ فیروزی میں سکونت اختیار کی اور تادم رحمت یہیں مقیم رہے، اور طالبان حق کو ہدایت فرماتے رہے۔ عشق الٰہی میں حضرت کے جذب وسکر کی یہ کیفیت تھی کہ اکثر طالب حضرت کا چہرہ مبارک دیکھ کر مجذوب ومغلوب ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک لشکری حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نگاہ پاک کا اٹھنا تھا کہ وہ جذب وبے خودی سے مغلوب ہو کر صحرا کی طرف نکل گیا۔

ایک دفعہ منبر پر کھڑے ہوئے خطیب پر نظر پڑ گئی۔ فی الفور تڑپ کر نیچے گر پڑا۔ سفر میں عموماً اپنی سواری پیدل چلنے والے بوڑھوں اور کمزوروں کو پیش کر دیتے اور خود پیادہ پا چلتے۔

ایک روز درگاہ عالیہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب پر تشریف لے گئے۔ خدام نے حضرت کے لیے فرش بچھا دیا۔ کہیں سے ایک آزاد منش فقیر بھی آ نکلا، حضرت کی اس عزت افزائی پر چیں بجبیں ہو کر بولا "ان میں کون سا ایسا وصف ہے جو فرش بچھائے گئے ہیں؟" اور لگا وہی تباہی بکنے۔ خدام اس کی زبان درازی پر پیچ وتاب کھا رہے تھے کہ حضرت نے اسے بہت نرمی سے فرمایا کہ: "بھائی تم سچ کہتے ہو میں اس لائق نہیں ہوں۔ یہ تکلف میرے علم کے بغیر ہوا ہے"۔ بوجہ غصہ اس کی پیشانی پسینہ سے شرابور تھی۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ آستین مبارک سے اس کا پسینہ صاف کر رہے تھے اور اظہار تواضع بھی فرما رہے تھے حتیٰ کہ اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ دام لے کر چلا گیا۔

Marfat.com

رحم وکرم:

حضرت کی شفقت ورحمدلی کا یہ عالم تھا کہ جن ایام میں لاہور میں رہتے تھے۔ وہاں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا۔ جب حضرت کے روبرو طعام آتا، کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے اور فرماتے کہ یہ اخلاق اور انصاف سے بعید ہے کہ لوگ تو بھوکے رہیں اور ہم پیٹ بھر کر کھائیں اور کھانا عوام میں تقسیم فرما دیتے۔

حضرت کے پڑوس میں ایک شرارتی شخص رہتا تھا، بحالت نشہ شور وغل مچاتا، حضرت یہ سب برداشت فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت کے کسی درویش نے یہ حال دیکھ کر اسے کوتوالی میں پکڑوا دیا۔ حضرت نے سنا تو درویش پر بہت بگڑے، وہ بولا ''حضرت وہ شخص بڑا نالائق اور شریر تھا'' حضرت نے سرد آہ بھر کر فرمایا ''تم نیک اور صالح جانتے ہو، دوسرے شریر فاسق نظر آتے ہیں تمہیں، فرمایا: میں اپنے آپ کو اس سے برا پاتا ہوں''۔ درویش اسی وقت مذکورہ شخص کو رہا کرا لایا۔ کہتے ہیں کہ وہ شخص تائب ہو کر صالحین میں شامل ہو گیا۔

ایک شب تہجد کی نماز کے بعد بستر کی طرف بڑھے، دیکھا کہ بلی سردی کے خوف سے لحاف میں دبکی پڑی ہے۔ حضرت نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ بے زبان کو تکلیف دیں۔ اور بقیہ رات پٹی سے لگ کر بسر کی اور سردی برداشت کرتے رہے اور بلی مزے سے حضرت کے بستر میں آرام کرتی رہی۔

امرائے وقت اکثر حضرت کی خدمت میں فتوحات بھیجتے حضرت اس مال کو محتاجوں اور مسکینوں میں تقسیم فرما دیتے۔ البتہ جس مال میں ''شبہ'' ہوتا اسے لوٹا دیتے۔

ایک دفعہ حج کا ارادہ فرمایا، رئیس خاں خاناں کو جب اطلاع ملی تو زادِ راہ ایک لاکھ کی رقم خدمت میں گزاری، حضرت بہت خفا ہوئے اور فرمایا کہ ہمارے لیے یہ ہرگز زیبا نہیں کہ ہم مسلمانوں کا روپیہ اپنی ذات پر صرف کریں اور اس سے فریضہ حج انجام دیں۔ چنانچہ

Marfat.com

حضرت نے وہ رقم خان خاناں کو واپس کر دی۔

حضرت کی مجلس میں کبھی کسی کی غیبت اور برائی نہ کی جاتی۔ بلکہ حضرت الٹا ''معتوب'' کی تعریف کرتے۔ اور دوسروں کے عیوب سے چشم پوشی فرماتے۔ کھانے میں بہت احتیاط فرماتے بلکہ کھانا پکانے والے کو تاکید تھی کہ وہ باوضو رہے اور پکانے کے دوران میں فضول باتوں سے پرہیز کرے۔ فرماتے کہ جو لقمہ اللہ کے ذکر اور احتیاط سے کھایا جاتا ہے وہ پیٹ میں دھواں پیدا کرتا ہے جس سے فیض رک جاتا ہے۔ ایک روز ایک خادم نے باطنی کدورت کی شکایت کی۔ حضرت بھانپ کر بولے ''کھانا پکانے میں بے احتیاطی کی گئی'' جب خادم نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ گھر میں جو ایندھن صرف ہوا تھا اس میں چند لکڑیاں دوسرے کی ملکیت تھیں۔

حضرت کے روبرو روکھا پھیکا جیسا بھی کھانا لایا جاتا۔ بے تکلف نوش فرماتے اور طعام میں کبھی کوئی خرابی نہ نکالتے۔ کئی کئی روز ایک ہی جوڑا پہنے رہتے اور زبان سے بدلنے کی خواہش نہ کرتے۔ تنگ و تاریک مکان میں مقیم رہے۔ مگر نقل مکانی کی آرزو نہ کی۔

عبادت وریاضت:

حضرت ہمیشہ باوضو رہتے اور نماز باجماعت ادا کرتے اور کثرت عبادت سے لگاؤ رکھتے۔ عشاء کی نماز کے بعد حجرے میں تشریف لے جا کر مراقبہ فرماتے۔ جب ضعف کا غلبہ ہوتا تو دوبارہ وضو کرتے اور نوافل میں مصروف ہو جاتے اور بہت کم سوتے تھے۔

ایک روز خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا شروع کی، اسی وقت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک آپ کے سامنے ظاہر ہوئی اور فرمایا یا شیخ، میرے پیروکاروں میں چھوٹے بڑے ہزاروں اولیاء کرام داخل ہیں تمام نے بالاتفاق امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا چھوڑا ہے۔ لہٰذا اس کا ترک کرنا ہی مناسب ہے۔

Marfat.com

چنانچہ اس کے بعد سے آپ نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ ترک کردی۔1۔

1:۔اللہ کریم کا ارشاد پاک ہے کہ "واذاقری القران فاستمعواله و انصتوالعلکم ترحمون"
ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم کیا جائے (سورۃ الاعراف، آیت 204) اس آیت مبارکہ کا یہی مطلب ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی جس حال میں بھی قرآن مجید پڑھا جائے تو حاضرین پر فرض ہے کہ اس کو غور سے سنیں اور بالکل خاموش رہیں۔حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قراءت کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں قرات جائز نہیں، خواہ سری ہو یا جہری (مسلم جلد اول ۲۱۵)۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفیں سیدھی کرو پھر تم اس میں کوئی امامت کرے تو جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرات کرے تم چپ رہو۔(مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی تلاوت مقتدی ہی کی تلاوت ہے۔(موطا امام محمد ۹۹)

حضرت محمد بن منیع اور امام بن الھمام نے فرمایا کہ یہ اسناد مسلم اور بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی تلاوت اس کے لیے کافی ہے۔(موطا امام محمد ۹۷)۔۔۔۔۔۔۔حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔۔۔۔۔۔۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام صرف اس لیے مقرر کیا گیا کہ اس کی پیروی کی جائے تو جب وہ تلاوت کرے تو تم خاموش رہو۔(طحاوی، ۱۰۶) جامع ترمذی جزو اول صفحہ ۴۲ موطا امام محمد صفحہ ۹۵ پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جس نے کوئی رکعت پڑھی جس میں سورۃ فاتحہ کو نہ پڑھا، پس

Marfat.com

اس نے نماز نہ پڑھی (یعنی نماز کامل نہ پڑھی) مگر جب کہ امام کے پیچھے ہو یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مذکورہ بالا حدیث مذہب احناف کی حقانیت پر دلالت کر رہی ہیں۔ اول یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کی جو تاکید احادیث میں وارد ہے امام کے پیچھے پڑھنے والے اس سے مستثنیٰ ہے۔ بلکہ مسلم شریف وابن ماجہ وغیرہ ہما کی ایک حدیث میں واضح ارشاد ہے کہ جب امام پڑھے تم خاموش رہو۔ دوم مذکورہ بالا حدیث شریف کو صاحب ترمذی حسن صحیح فرما رہے ہیں جو کہ احکام شرعیہ میں اعلیٰ درجہ کی قابل قبول حدیث ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے، نا تمام ہے، سوائے اس نماز کے جو امام کے پیچھے ہو۔ (کنزل العمال جلد ۲ صفحہ ۴۴۴)

قرآن مجید کی سورۃ اعراف کی مذکورہ آیت ''جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے'' سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے کہ بلاشبہ خاموش رہنا مقتدی پر واجب ہے اور تحقیق امام کا پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے۔ پس وہ امام کے پیچھے نہ پڑھے۔ امام آہستہ پڑھے یا بلند، حکم ایک جیسا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر دو امر واجب کیے۔ سننا اور خاموش رہنا، پس جب امام کے آہستہ پڑھنے سے حکم استماع فوت ہو تو خاموش رہنا واجب رہا۔ وجہ استدلال بیشک خاموشی سے مراد یہ ہے کہ اور اگر کلام سے منع مراد ہو، پڑھنے سے نہ ہو لیکن اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے سبب خاص کا نہیں، اس بناء پر کہ بیشک مفسرین سے ایک جماعت نے بیان کیا کہ بلاشبہ آیت بالخصوص نماز کے متعلق نازل ہوئی جبکہ حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے قرآن پڑھا کرتے تھے اور حدادی نے اپنی تفسیر میں اسے سب سے صحیح قرار دیا۔ اس نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مقتدی سے پڑھنا ساقط کر دیا بلکہ اسے پڑھنے سے منع کر دیا۔ پس مقتدی کا پڑھنا

Marfat.com

مکروہ ہے یعنی مکروہ تحریمہ اور وہی زیادہ صحیح ہے۔ جیسا کہ ابن ملک کی شرح مجمع میں ہے۔

صاحب تفسیر روح المعانی لکھتے ہیں کہ اور یہ آیت مذکورہ اما ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیلئے دلیل ہے، اس مسلہ میں کہ بیشک مقتدی امام کے پیچھے نہ جہری نماز میں قرات کرے اور نہ خفی میں اس لیے کہ بلاشبہ آیت اس امر کی متقاضی ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے، نماز میں خواہ اس کے علاوہ اسے سننا واجب ہے اور البتہ نماز کے علاوہ میں سننے اور نہ سننے دونوں کے جواز پر دلیل موجود ہے۔ پس نماز میں خاموش رہنے کا حکم اپنے اصل حال پر رہا۔ جہری کیلئے اور اسی طرح خفی میں۔ اس لیے کہ ہمیں علم ہے کہ وہ یعنی امام پڑھ رہا ہے اور سب احادیث اس کی تائید کرتی ہیں۔ (حاشیہ ختم ہوا)

ادائیگی نماز کے وقت (دورانِ جماعت) حضرت کی عادت تھی کہ دائیں بائیں مخلصوں کو کھڑا کرتے تا کہ بسبب غفلت دوسرے کے خطرات حضرت کے پاک وصاف آئینہ دل میں منعکس ہو کر نماز میں مخل نہ ہوں، پھر بھی کوئی نہ کوئی افادہ دل حضرت کے پاس کھڑا ہو جاتا۔ ایک روز ایک درویش جو لحاف کا محتاج تھا۔ حضرت کے ساتھ نماز میں شریک ہوا۔ نماز میں بھی ان کے ''دامن گیر'' تھا۔ چنانچہ بعد از نماز حضرت نے فرمایا، جس کو لحاف چاہیے، اسے دے دیا جائے۔

حضرت کے خادم شیخ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت کے خلیفہ بھی گزرے ہیں) بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت نے نماز میں بہت گریہ زاری کی اور بعد نماز اسی حالت میں حجرہ شریف کے اندر چلے گئے۔ میں بھی حضرت کے پیچھے پیچھے حاضر ہوا اور سبب ملال وگریہ زاری دریافت کیا۔ آہ بھر کر فرمایا ''مت پوچھو اور مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو'' بوجہ قرابت وعنایات خصوصی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے مصر ہو کر بولا ''کچھ تو فرمایئے'' بولے: حالت نماز میں میری روح طلب مقصد میں جستجو کرتی ہوئی وراء الورا تک پہنچی لیکن ناکام پلٹ کر آئی، ''یہی سبب ہمارے ملال کا ہے''۔

حضرت خواجہ اٹھتے بیٹھتے شرع شریف کو ملحوظ رکھتے اور دوسروں کو بھی شریعت پر کار

Marfat.com

بند رہنے کی ہدایت فرماتے۔ سماع ورقص اور وجد کی حضرت کی محفل میں کوئی گنجائش نہ تھی۔ ایک روز مجلس شریف میں ایک درویش نے باآواز بلند ''اللہ'' کہا، حضرت فوراً بولے: ''ان سے کہہ دو کہ ہماری مجلس میں آداب کا لحاظ رکھیں''۔ زبانی تنبیہہ کے ساتھ اگر مریدین میں کسی سے ترک ادب ظاہر ہوتا تو حضرت باطنی توجہ سے بھی اصلاح فرماتے۔

ایک مرتبہ رات کے وقت حضرت کی خدمت میں چند مہمان آگئے۔ حضرت نانبائی کی خدمت سے بہت خوش ہوئے اور دام پیش کیے۔ نانبائی حضرت کو مہربان پا کر بولا ''مجھے دام نہیں چاہئیں'' حضرت مسکرا کر بولے ''تو پھر کیا چاہیے'' نانبائی نے کہا: ''حضرت! مجھے باقی باللہ بنا دیں''۔

حضرت اسے حجرہ میں لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب نانبائی باہر نکلا تو شکل وشباہت سے ہو بہو حضرت خواجہ معلوم ہوتا تھا مگر بے پناہ روحانی تصرفات برداشت نہ کر سکا اور صرف تین دن زندہ رہا۔

حضرت کی عادت تھی کہ مکشوفات کو ہمیشہ خواب سے تعبیر فرمایا کرتے تاکہ افشائے راز نہ ہو جائے۔ ایک روز زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ بعض خوابوں سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ عنقریب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ایک بڑا شخص دنیا سے انتقال کر جائے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد بولے شہر دہلی کے باہر کوئی ایسی جگہ تلاش کرنی چاہیے، جہاں تنہائی اور سکوت ہو اور بعد اختتام عمر دفن بھی ہو سکوں۔ محرم راز تاڑ گئے کہ حضرت خواجہ جدائی کا پیغام دے رہے ہیں۔ حالانکہ اس وقت عمر شریف صرف چالیس سال کے لگ بھگ تھی۔

رحلت:

انہی ایام میں حضرت خواجہ نے خواب میں جد امجد حضرت خواجہ احرار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ ''پیراہن پہنو'' احباب سے خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

Marfat.com

کہ اگر زندہ رہا تو حضرت کے ارشاد کی تعمیل کروں گا، ورنہ "کفن" بھی ایک طرح کا پیراہن ہے۔ ریاضت وعبادت کی کثرت سے اکثر بیمار تو رہتے ہی تھے۔ احباب نے دیکھا کہ ان دنوں حضرت کی طبیعت مبارک میں نمایاں تغیر پایا جاتا ہے گویا آخرت کے لیے کمر بستہ ہیں اور آج کل میں تیاری ہے۔

25 جمادی الثانی 1012 ہجری کو ہفتے کے روز صبح کا وقت تھا کہ ایک درویش کی زبان سے بے ساختہ "یاالہ العالمین" نکل گیا، فوراً ادھر متوجہ ہوئے اور آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔ جب دن ڈھلنے لگا تو حضرت اپنے محبوب ورد اسم ذات ذکر میں مشغول ہو گئے اور اسی شام حق سے واصل ہو گئے۔ خادمان وجاں نثاران میں صف ماتم بچھ گئی۔ صدمہ جدائی سے سب کے ہوش گم تھے۔ انہوں نے فرط غم سے جنازہ مبارک قبر انور کی بجائے ایک دوسری جگہ اُتار دیا مگر کیا دیکھتے ہیں درحقیقت یہی وہ جگہ تھی جہاں ایک مرتبہ حضرت نے نماز دوگانہ ادا کی تھی اور اس ٹکڑے کی خاک حضرت کے دامن مبارک پر لگ گئی تھی اور فرمایا کہ "لو" اس جگہ کی خاک دامن گیر ہو گئی" خادم اس بروقت انتباہ پر رب العزت کا شکر بجالائے اور اسی جگہ حضرت کے جسم پاک کو سپرد خاک کر دیا۔

دہلی میں حضرت کا مزار شریف قبرستان میں چبوترے پر متصل قدم شریف نبی کریم ﷺ واقع ہے اور حضرت خواجہ کی اس بے پناہ عقیدت جو قبلہ ممدوح کو جنابِ رسالت مآب ﷺ سے تھی کا شاہد ہے کہ حضور پرنور ﷺ کے عشاق مرنے کے بعد بھی "دیار محبوب" کی قربت پسند کرتے ہیں۔ حضرت کے مزار شریف پر حضرت کی وصیت کے مطابق گنبد تعمیر نہیں کیا گیا اور نہ کوئی پیڑ، قبر شریف پر سایہ فگن ہے۔ اس کے باوجود گرمی دھوپ میں زائرین کے پیروں کو فرش کی تپش محسوس نہیں ہوتی۔

Marfat.com

حضرت امام ربانی، مجدد الفِ ثانی

شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 14 شوال 971 ہجری، 1564ء

بمقام: سرہند شریف، انڈیا

وصال: 28 صفر المظفر 1034 ہجری، 1624ء

مزار اقدس: سرہند شریف، انڈیا

فاروقی مشائخ کے خاندان کے مشہور بزرگ شیخ العصر حضرت مولانا عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ جنہیں حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت اور سلسلہ چشتیہ اور قادریہ سے بھی نسبت اور اجازت حاصل تھی ایک شب خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ دنیا میں تاریکی پھیلی ہوئی ہے اور جنگلی درندے لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں یکا یک ان کے سینے سے ایک نور نکلا، جس میں سے ایک تخت نمودار ہوا اور اس پر ایک بزرگ تشریف فرما تھے، ان کے سامنے درندے ہلاک اور ظالم ذبح کیے جا رہے تھے اور ہاتف ندا دے رہا تھا کہ حق آیا اور باطل گم ہوا۔ حضرت مولانا شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب کی تعبیر پیر و مرشد حضرت شاہ کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کی۔ حضرت نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے گھر میں ایک فرزند تولد ہوگا جس سے الحاد و کفر اور بدعت دور ہوں گے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے متعلق بعض اور پیشگوئیاں بھی ملتی ہیں، روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کو صلح (دو چیزوں کو ملانے دو) کہیں گے، اکثر علماء

Marfat.com

کا اجماع ہے کہ حضور ﷺ کے اس فرمان میں اشارہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہے۔

حضرت غوث الثقلین قدس سرہ نے ایک بار مراقبہ کے بعد فرمایا کہ ہم نے عالم واقعہ میں ایک نور کا مشاہدہ کیا اور وہ نور پانچ سو سال بعد پیدا ہوگا اور حضور ﷺ کے دین کی تجدید کرے گا۔ حضرت شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مقالات میں ذکر فرمایا ہے کہ خواجگان نقشبندیہ میں ایک عزیز ہندوستان میں پیدا ہوگا جو اُمت کے سب اولیاء کرام سے افضل ہوگا۔

14 شوال 971ھ ہجری کی شب حضرت مولانا شیخ عبدالاحد کے گھر وہ آفتاب ولایت طلوع ہوا جس کی تابانیوں سے تیرہ وتار جہاں جگمگا اُٹھا۔ حضرت کا نام احمد رکھا گیا۔ پیدائش ہی سے شاہ کمال کیتھلی قادری رحمۃ اللہ علیہ حضرت پر توجہ ونظر خاص رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ بچپنے میں حضرت کو عارضہ ضعف لاحق ہوا۔ حضرت کی والدہ انہیں حضرت کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے کر آئیں ۔ حضرت ممدوح فرما کر بولے ''خاطر جمع رکھو'' صاحبزادہ عمر دراز پائے گا۔ بڑا عالم اور عارف کامل ہوگا اور ہم ایسے بہت سے لوگ اس سے ہدایت پائیں گے۔

تعلیم:

حضرت نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت شیخ العصر رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور کمسنی ہی میں قرآن پاک حفظ کرلیا۔ حضرت نے سرہند شریف کے بعض دوسرے علماء سے بھی علوم حاصل کیے۔ حضرت کی خداداد ذہانت اور محققانہ قابلیت کا یہ عالم تھا کہ لڑکپن میں ضخیم علمی کتب پر حواشی تحریر فرماتے، اس استعداد کے باوجود حضرت کا علمی ذوق ابھی تشنہ تھا۔ چنانچہ ''بحرالعلوم'' کی تلاش میں سرہند شریف سے باہر نکلے۔ لاہور، سیالکوٹ،

Marfat.com

دہلی وغیرہ مقامات کی سیر کی اور مشہور علماء سے بھی استفادہ کیا، ایک مرتبہ آگرہ تشریف لے گئے وہاں عہد اکبری کے مشہور علماء ابوالفضل اور فیضی سے ملاقات کی اور بعض مسائل پر تبادلہ خیال کیا۔ ان لوگوں نے بھی حضرت کے تبحر علمی کا اعتراف کیا اور عزت سے پیش آئے۔ ایک روز فیضی سے ملے وہ تفسیر فیضی (بے نقطہ) لکھ رہے تھے۔ حضرت یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اسی اثناء میں ایک مقام آیا جس کی تفسیر بے نقطہ دشوار تھی۔ فیضی نے حضرت سے رجوع کیا۔ گو حضرت کو بے نقطہ عبارت لکھنے کی مشق نہ تھی تاہم گھنٹہ بھر میں ایک صفحہ اس خوبی سے قلمبند فرمایا کہ فیضی بھی حیران رہ گئے۔

بیعت:

حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ سے طفولیت میں نسبتِ قادریہ سے متصف ہوئے تھے اور والد بزرگوار کی طرف سے انہیں سلسلہ شریفہ چشتیہ کی برکات میسر تھیں۔ ابتداء میں حضرت کو حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ انور رسول اللہ ﷺ کا بے حد شوق تھا۔ بسبب ضعیفی و بیماری والد بزرگوار حضرت زیادہ وقت شیخ العصر کی خدمت میں گزارتے۔

عزم سفر حج اور ملاقات حضرت خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ:

1007ھ ہجری میں حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا تو آپ بارادہ حج و زیارت سفر پر روانہ ہوئے۔ کسی کو اس ارادہ کی اطلاع نہ دی۔ جب آپ دہلی پہنچے تو شیخ حسن کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی وہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ کے مخلص قدیمی تھے۔ ان سے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب اور فضائل و کرامات کا ذکر سنا تو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اس عظیم المرتبہ بزرگ کی زیارت کے شوق نے غلبہ کیا۔ آپ کو اس نسبت عزیز الوجود کا عرصہ سے اشتیاق تھا۔ چنانچہ آپ حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تاکہ حضرت سے ذکر و مراقبہ حاصل کر کے اسے راہ حرمین کا توشہ بنائیں۔

Marfat.com

حضرت خواجہ بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے ملاقات ہوتے ہی فرمایا: آپ زیارت بیت اللہ کے لیے جا رہے ہیں، اگر چندروز یہاں قیام کریں تو ممکن ہے جس چیز کی طلب میں آپ وہاں جا رہے ہیں وہ یہیں پالیں۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ صرف تین دن یہاں مقیم رہو اگر اس کے بعد بھی ارادہ سفر مصمم رہے تو روانہ ہو جانا۔ چنانچہ تین دن کی مختصر مدت میں حضرت خواجہ قدس سرہ کے اخلاق ظاہری اور تصرف باطنی سے آپ نے ارادہ سفر ملتوی کر دیا اور حضرت کی صحبت اختیار کر لی۔ برسوں کا معاملہ ساعتوں میں پورا ہو گیا۔ تھوڑی ہی مدت میں آپ مقصود سے واصل ہو گئے اور مراتب کمال و تکمیل اور قطبیت و فردیت پر فائز ہو گئے۔ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:

"اس فقیر کو یہ نسبت ابتدائے تعلیم ذکر سے دو ماہ اور چند روز میں حاصل ہو گئی۔ اس نسبت کے بعد ایک اور فنا حاصل ہوئی جسے فنائے حقیقی کہتے ہیں۔ دل میں اس قدر وسعت پیدا ہو گئی کہ تمام عالم عرش سے لے کر مرکز زمین تک اس وسعت کے مقابلے میں رائی کے دانہ برابر بھی نہیں ہو سکتا"۔

سرہند میں واپسی:

اس کے بعد وطن مالوف تشریف لے گئے۔ وہاں سے تین مرتبہ اپنے شیخ حضرت خواجہ بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔

پہلی دفعہ۔۔۔۔۔۔۔حضرت خواجہ قدس سرہ نے دولت کمال و تکمیل کے حصول اور مدارج قرب و نہایت میں ترقی کی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خوشخبری دی۔

دوسری دفعہ۔۔۔۔۔۔طالبان حق کی ہدایت اور ارشاد کی اجازت دی اور خلعت خلافت عطا فرما کر اپنے چیدہ اصحاب کی ایک جماعت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ کر کے ان کی تربیت آپ کے سپرد فرمائی۔

Marfat.com

تیسری دفعہ۔۔۔۔۔۔۔۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت قدس سرہ کی خدمت میں آئے تو خواجہ بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ قلعہ فیروزی سے چل کر کابلی دروازہ پہنچے اور آپ کا استقبال فرمایا، نہایت اعزاز واکرام سے آپ کو ہمراہ لے جائے، سکونت پر آئے۔ اپنے تمام مریدین کو آپ کے حوالے کیا اور مشخیت وارشاد کاملہ بالکلیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرما دیا۔ اپنے فرزندان گرامی کو جو ہنوز بچے تھے طلب فرما کران کے بارہ میں آپ سے توجہ کی خواہش فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ مقصود ہماری پیری مریدی سے صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور تھا۔ اس لیئے ہم نے اب مشخیت کو ترک کر دیا ہے۔ نیز حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے یہ تخم سمرقند و بخارا سے لاکر ہند میں بویا۔ آنجناب رحمۃ اللہ علیہ حسب الارشاد حضرت قدس سرہ، سرہند شریف میں تشریف لائے اور تربیت سالکین میں مصروف ہوئے۔ اس آفتاب علم و عرفان کی روشنی چاردانگ عالم میں سرعت سے پھیلنے لگی۔ حصول فیضان کی غرض سے ہر طرف سے کثیر تعداد میں تشنگان حق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے لگے۔ عوام الناس سے لے کر اعیان سلطنت تک سب آپ کے حلقہ بگوش ہوگئے۔

فتنہ الحاد وارتداد کی سرکوبی:

سلطنت مغلیہ کے پایہ تخت دہلی سے دور اپنے وطن مالوف سرہند میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نہایت سکون واطمینان کے ساتھ طالبان راہ حق کی تربیت وہدایت میں مصروف ہوگئے۔ مشرکین ہند کی ریشہ دوانیوں سے کفر والحاد کی آندھیوں نے بلا ہند کو گھیر لیا۔ یہ زمانہ مغل شہنشاہ اکبر کے طویل عہد حکومت کا آخری دور تھا۔ پہلے ہندو راجاؤں اور ہندو رعایا کو خوش کرنے کے لیے دربار سے ایسے احکام صادر کیے جو سراسر احکام اسلام کے منافی تھے اسی پر بس نہ کی بلکہ ایک نئے خود ساختہ مذہب دین الٰہی کی داغ بیل ڈال دی۔ یہ نیا مذہب ایسے اصولوں پر مبنی تھا جو دین اسلام سے بیزاری اور بغاوت پر آمادہ کرتا تھا۔ مقصد

Marfat.com

صرف غیر مسلموں کی خوشنودی حاصل کرنا تھا۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کی غیرتِ ایمانی اس کو خاموشی سے کب برداشت کرسکتی تھی آپ نے بادشاہ کے مقربین کو متنبہ فرمایا:

''بادشاہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا باغی ہوگیا ہے۔یاد رکھو! اس کی بادشاہی اور طاقت کا گھمنڈ ایک دن مٹ جائے گا، بہتر ہے کہ وہ ملحدانہ خیالات وافعال سے توبہ کرے ورنہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا انتظار کرے''۔

اکبر بادشاہ اپنی جاہ وحشمت کے نشے میں چُور تھا۔اس انتباہ کو درخور اعتنا سمجھتا اور اپنے کوتاہ اندیش مشیروں اور وزیروں کے مشورہ سے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خصوصی دربار میں شرکت کی دعوت دی۔دربار کا انتظام اس طرح کیا گیا کہ ایک طرف دنیاوی جاہ وجلال کا ساز وسامان تھا۔پرتکلف کھانے اور پھل تھے اور اس حصے کا نام دین الٰہی کی نسبت سے دربار الٰہی رکھا۔دوسرے حصے کا نام دربارِ رسول رکھا اور اس میں روکھے پھیکے کھانے اور درویشانہ ساز وسامان تھا، پھر اعلان ہوا کہ اپنی اپنی پسند کے حصہ میں سب لوگ جگہ حاصل کرلیں۔حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین دربارِ رسالت میں داخل ہو کر باطمینان بیٹھ گئے اور بادشاہ اور اسکے خوشامدی درباری دربار الٰہی میں چلے گئے۔اچانک غیرت حق جوش میں آئی اور ایک خوفناک طوفان نے بادشاہ اور اس کے مصاحبین کو گھیرے میں لے لیا۔آراستہ وپیراستہ خیمے آن واحد میں زمین بوس ہوگئے اور سب سامان عیش و طرب خاک میں مل گیا۔خود بادشاہ اکبر کے سر میں ایک چوب لگی جس سے وہ مجروح ہوگیا۔ مگر جس حصہ میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے احباب فروکش تھے وہ بالکل محفوظ رہا۔ بادشاہ اسی حادثہ کی وجہ سے کچھ دنوں بعد راہی ملک عدم ہوگیا۔بعض مورخین لکھتے ہیں کہ شہنشاہ اکبر نے آخری ایام میں توبہ کرلی تھی اور ملحدانہ خیالات سے باز آگیا تھا۔(واللہ اعلم بالصواب)

Marfat.com

عنایاتِ خصوصی:

اکثر علمائے کرام اور بیشتر بزرگان عظام کے قول سے حضرت ''مجدد الف ثانی'' ہونے کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً حضرت کے مرشد خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت پہلے سے حضرت کی ''قطبیت'' ظاہر ہو چکی تھی۔ حالانکہ حضرت ابھی خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے بھی نہیں تھے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا خواب میں ایک ایسے نور شمع کا دیکھنا کہ جس کی روشنی نے تمام دنیا کو گھیر لیا ہے۔ نیز حضرت ممدوح کا حضرت کو ''شہود آفتاب'' فرمانا۔ ایک مرتبہ حضرت مجدد صاحب نے خود اپنے بارے میں ایک مخلص کو لکھا کہ تمام مشائخ طریقت نے مجھے باری باری فیوض اور برکاتِ خصوصی سے نوازا۔

اور ایک جگہ فرماتے کہ ''اس راہ (طریقت) کا کوئی کوچہ ایسا نہیں ہے، جہاں سے یہ ناچیز اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت سے نہ گزرا ہو۔ ایک خط میں تحریر کیا ہے کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجھے آسمانی علم سکھلایا۔ اسی طرح لکھتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے علم لدنی سے روشناس کیا۔ ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب سرورِ کائنات حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے ''مجتہد کلام'' سے خطاب فرمایا۔ ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ ''شریعت'' ہمارے محلے میں اتری ہے جیسے کوئی قافلہ کسی سرائے میں آکر ٹھہرتا ہے۔ فرمایا حضور سید الاولین والآخرین ﷺ نے ناچیز کو بشارت دی ہے کہ قیامت کے روز تمہاری شفاعت سے کئی ہزار آدمی بخشے جائیں گے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت کے ہاتھوں مخلوق کو اکبری اور جہانگیری فتنوں سے محفوظ و مامون فرمایا۔

تعلیم و عادات:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ طالبین کو اکثر فرماتے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں جو بزرگی عطا کی ہے اس میں ہمارے علم اور عمل کو کوئی دخل نہیں بلکہ رب

Marfat.com

العالمین نے یہ عزت ہمیں محض اپنے فضل وکرم سے عنایت کی ہے اور اس ''فضل وکرم'' کے لیے اگر ہمارے پاس کوئی بہانہ ہوسکتا ہے تو وہ اتباع جبان رسول مقبول ﷺ ہے۔ ہمیں جو عطا ہوا ہے۔ اسی اتباع کے باعث ملا ہے۔ حضرت اتباع سنت کے زبردست حامی و پابند تھے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ کام میں بھی سرکارِ دو عالم ﷺ کی تابعداری اور ادب کو ملحوظ رکھتے اور اگر کسی واقعہ یا معاملہ میں (بوجہ شریعت) بھول چوک ہو جاتی تو بہت پچھتاتے۔ چنانچہ ایک روز کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ''میں نے سہو سے طہارت خانے میں جاتے ہوئے اول دایاں قدم رکھ دیا، جس کی وجہ سے اس روز کئی احوال (بطور سزا) مجھ پر بند ہو گئے۔ ایک روز طہارت خانے سے فوراً ہی باہر نکل آئے۔ کیونکہ پاؤں کے ایک انگوٹھے پر روشنائی کا ''نقطہ'' لگا ہوا تھا۔ جسے حضرت نے دوران تحریر آیات قرآنی امتحاناً ناخن پر لگا لیا تھا۔ مگر پانی سے صاف کرنا بھول گئے۔ آخر اُسے دھو کر بیت الخلاء میں داخل ہوئے۔

ایک مرتبہ ایک خادم سے چند لونگیں طلب کیں۔ وہ چھ عدد نکال کر لائے۔ فرمایا ''رعایت'' وتر کو ملحوظ رکھو۔ کیونکہ یہ مستحب ہے لیکن لوگوں کو مستحب کی قدر معلوم نہیں، مستحب اللہ پاک کو پسند ہے۔

فرماتے چونکہ موجودہ زمانہ عہد مبارک جناب رسالتمآب ﷺ سے دور ہو گیا ہے اور بہت سے مفاسد، بدعت وفسق وفجور اس دور میں پیدا ہو گئے ہیں اس لیے بغیر اتباع سنت نبویہ راستے کا ملنا دشوار ہے۔

مسائل فقہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ جن مسائل میں امام عالم امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کرام کا اختلاف ہے۔ یہ احتراماً ہر دور کے عقائد کا لحاظ فرماتے، حضرت کی مجلس میں بوجہ رعب ودبدبہ اکثر خاموشی چھائی رہتی۔ طالبین کو چپ چاپ فیض سے نوازتے۔ اگر لب کشائی کرتے بھی تو اسرار ومعارف بیان فرماتے بے کار

Marfat.com

باتیں نہ کرتے اور نہ سننا پسند فرماتے۔ دن میں ایک بار کھانا عموماً خلوت میں تناول کرتے اور آداب طعام ملحوظ رکھتے۔ بایاں زانو بچھا لیتے اور دوسروں کو بھی یہی تاکید کرتے، بعد از طعام دعا فرماتے اور بطریق سنت گھڑی بھر کو قیلولہ کے لیے لیٹ جاتے۔ نمازیں پابندی سے اور مقررہ اوقات پر باجماعت ادا کرتے۔ سنتیں ونوافل کی ادائیگی واعتدال وامکان وآداب نماز کا خاص خیال رکھتے۔ فرماتے کہ لوگ بڑی بڑی ریاضتوں اور مجاہدوں کی خواہش رکھتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ احتیاط اور رعایت آداب نماز سے بڑھ کر کوئی ریاضت ومجاہدہ نہیں۔ تشہد میں انگلی سے اشارہ نہ فرماتے تھے۔ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھتے اور خاموشی سے قرات سنتے تھے۔ دن کا بیشتر حصہ ذکر اور ہدایت طالبین میں صرف کرتے، نماز عشاء کے بعد بات چیت سے پرہیز فرماتے اور عموماً بستر پر لیٹ جاتے، تاکہ تہجد کے لیے اٹھنے میں دقت نہ ہو۔ درود شریف بکثرت پڑھتے، خصوصاً جمعہ کے روز تعداد بڑھا لیتے۔ اسی طرح دوشنبہ کی رات اور شنبہ کے دن بھی بہت کثرت سے درود پاک پڑھتے۔ عمر کے آخری حصے میں یہ معمول ہو گیا تھا کہ جمعہ کی شب کو تمام دوستوں کو جمع کرتے اور کم از کم ہزار بار درود شریف پڑھتے۔ تلاوت قرآن پاک کے وقت حضرت کے چہرے سے ایسا ظاہر ہوتا تھا کہ اسرار ورموز قرآنی وبرکات آیات فرقانی حضرت پر منکشف ونازل ہوتے ہیں۔ زیارت قبور کے لیے تشریف لے جاتے اور ان کے لیے دعا واستغفار فرماتے۔ اول اول مزارات پر ہاتھ بھی رکھتے مگر آخر زمانہ میں ترک کر دیا تھا کیونکہ بعض اکابرین نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ خواص بشر کو خواص ملائکہ سے اور نبوت کو ولایت سے افضل جانتے۔ صحو کو سکر پر ترجیح دیتے تھے۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمیع اولیائے اُمت سے اعلیٰ وافضل جانتے اور ان کے باہمی اختلافات وتنازعات کو نیک نیتی پر محمول فرماتے۔ طریق نقشبندیہ عالیہ کو دوسرے طریقوں سے بہتر جانتے اور فرماتے کہ یہ طریقہ بعینہٖ صحابہ کرام رضوان اللہ

Marfat.com

علیہم کا طریقہ ہے۔اور سنت کے عین مطابق ہے۔ جب کوئی بلا مصیبت پہنچتی تو فرماتے یہ ہمارے شامت اعمال کے سبب ہے۔اور توبہ واستغفار بکثرت پڑھتے۔صدقہ خیرات بھی کرتے اور اسے ترقی کا زینہ سمجھتے۔

ظہور کرامات:

شیخ ابوالحسن نور رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ہمارے زمانے میں یہ دو چیزیں بہت بڑی کرامت ہیں۔ایک یہ کہ عالم اپنے علم پر عمل کرے۔دوسری عارف بیان حقیقت کرے۔حضرت مجدد ثانی اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ تمام کرامات مثل معجزات پیغمبری کے ہیں اور دونوں کا مقصد ظہور ترویج وتقویت ''دین'' ہے۔البتہ جوں جوں قیامت کے نزدیک ہوتا جاتا ہے، اسی قدر کرامات کا ظہور گھٹتا ہے اور دین بھی کمزور ہورہا ہے۔اس لیے کرامات میں ضعف آ گیا ہے اور قرب قیامت کے وقت تو دین کی یہ صورت ہوگی کہ اندھیری رات کی طرح لوگ صبح مومن ہوں گے تو شام کو کافر ہو جائیں گے اور شب کو مومن ہوں گے تو صبح کو کافر ہو جائیں گے۔ان تمام باتوں کے باوجود خوارق وکرامات نہ ارکان ولایت سے ہیں اور نہ شرائط ولایت سے کیونکہ ولایت کی سب سے بڑی دلیل ''اتباع سنت'' جنابِ نبی کریم ﷺ ہے اور ولی کی یہی تعریف ہے کہ وہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا طالب اور حضور ﷺ کا تابع ہو، حضرت ممدوح کا ارشاد ہے کہ ظہور کرامات بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے، جو وہ بندے کو عطا کرتا ہے اور حضرت اُس صفت سے خوب خوب متصف تھے۔

حضرت کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ جب سے ہوش سنبھالا کوئی کام خلاف سنت نہیں کیا۔حضرت کے اکثر ملاقاتی اور احباب جو دور دور سے آتے حضرت سے کہتے کہ فلاں روز آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے اور فلاں دن مدینہ منورہ میں دیکھا ہے حالانکہ حضرت ان دنوں گھر پر تشریف فرما ہوتے تھے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ حضرت مخدوم زادوں اور چند مخلصین کے ساتھ پیدل سفر میں تھے۔ شدت کی دھوپ تھی۔ حضرت نے ازراہ کرم آسمان کی طرف دیکھا اور زیر لب کچھ فرمایا، ابھی چند ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ اچانک ایک بدلی آئی اور مینہ برسا گئی۔

صوبہ دکن کے ایک ''خان'' جو صوبہ داری کے منصب پر فائز تھے۔ بادشاہ نے انہیں کسی وجہ سے معزول کردیا۔ خوف تھا کہ بادشاہ کی خفگی سے کہیں وہ منصب کی محرومی کے ساتھ ساتھ قتل بھی نہ کردیئے جائیں۔ ان کے ایک ملنے والے نے صوبہ دار موصوف کا احوال لکھ کر حضرت کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت نے انہیں جواب میں لکھا ''خان عالی شان'' نظر آتا ہے۔ لیکن خان نے تحریر دیکھی تو مایوسی سے بولا ''بادشاہ سخت ناراض ہے''۔ بہرحال دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ چند روز گزرے تھے کہ سلطان نے ان کا قصور معاف کردیا اور منصب پر دوبارہ بحال کردیا۔

ایک روز ایک خادم سے بولے ''بھائی شیخ محمد مسعود کو (جو تاجر تھے اور بسلسلہ کاروبار قندہار کی طرف گئے ہوئے تھے) زمین پر کہیں نہیں پاتا ہوں، خادم یہ سن کر بہت فکر مند ہوا۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد قافلہ آیا اور لوگوں نے حضرت کو شیخ صاحب کے انتقال کی خبر دی۔ ایک مرتبہ حضرت رمضان المبارک کے ایام میں اجمیر شریف میں مقیم تھے جس مسجد میں قیام تھا وہ بہت مختصر تھی۔ نماز تراویح ادا کر رہے تھے کہ بارش آگئی۔ جس سے نمازیوں کو بہت تکلیف تھی۔ حضرت نے فرمایا، انشاء اللہ تعالیٰ اب رمضان مبارک میں بارش نہیں ہوگی۔ مسجد کی ایک دیوار بہت بوسیدہ تھی یہ بھی خطرہ تھا کہ ابھی گر پڑے گی، بولے، ہمارے سامنے یہ دیوار بھی نہیں گرے گی۔ چنانچہ جس روز حضرت وہاں سے روانہ ہوئے اور کافی دور چلے گئے حضرت کو اس کے گرنے کی اطلاع ملی۔

حضرت ایک مرتبہ اجمیر شریف میں بہت بیمار ہوگئے۔ فوراً صاحب زادوں کو

Marfat.com

طلب کیا، ان کی بیماری سے سب لوگ پریشان نظر آ رہے تھے۔حضرت نے خطاب فرمایا کہ بھائی میں ابھی نہیں جاؤں گا۔ایک کام کے لیے کچھ مہلت مل گئی ہے۔حاضرین کی جان میں جان آئی۔اس سفر سے واپس تشریف لائے تو بالکل گوشہ نشین ہو گئے احباب نے خط و کتابت بھی کم کر دی۔جس کسی کو خط تحریر فرماتے ''استعفادے چلے'' کہ کلمات ضرور تحریر فرماتے۔

رحلت:

جب رحلت کا وقت قریب آیا تو حاضرین سے بولے ''ڈیڑھ ماہ کے اندر اندر بلوایا جاؤں گا'' سامعین دل تھام کر رہ گئے۔

حضرت اس روز سے دن گننے لگے۔اکثر یہ مصرعہ پڑھتے ''آج ملاوہ کنت سوں سکھی سب جگ دیتوں وات'' یعنی آج وصال یار ہے، اس خوشی سے دنیا جہاں کی نعمتیں نچھاور کرتا ہوں۔فرماتے میری قبر کچی اور گمنام جگہ بنانا تا کہ کچھ دنوں کے بعد اس کا نام ونشان مٹ جائے۔

ضعف بڑھ رہا تھا مگر کیا مجال جو نماز با جماعت اور وظائف واوراد میں فرق آیا ہو۔البتہ جب کمزوری حد سے بڑھ گئی تو کبھی کبھار نماز تنہا پڑھ لیتے۔ان ایام میں ملنے والوں، دوستوں اور مخدوم زادوں کو جو بھی ارشاد اور نصیحت فرماتے اس کا یہی مفہوم ہوتا کہ سنت کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو۔

کہتے ہیں کہ عین آخری وقت پر حضرت کو استنجاء کی حاجت ہوئی۔طشت حاضر کیا گیا، دیکھ کر فرمایا ''اس میں ریت نہیں ہے، قطرات اڑیں گے۔واپس لے جاؤ، میں وضو نہیں توڑوں گا'' حضرت نے وقت آخر بھی بے وضو رہنا گوارا نہ فرمایا، رسول اللہ ﷺ کے ایک ہزار سال بعد وجود میں آنے والی یہ ہستی تجدید سنت واحیائے دین'' میں شب و روز بعمر 63 سال 29 سفر المظفر 1034ھ کو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔اور سر زمین سرہند

Marfat.com

شریف ؒ کے اس ٹکڑے میں دفن ہوئے، جس کے متعلق ایک مرتبہ حضرت ممدوح نے ایک خط میں تحریر فرمایا تھا، کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت اور حضرت محمد ﷺ کے صدقہ میں سرہند شریف میں ایک کنوئیں کو پُر کر کے میرے لیے ایک اونچا مقام بنایا ہے اور اکثر شہروں اور قصبوں پر اس کو بلندی بخشی ہے اور اس زمین میں ایک نور بطور امانت رکھا گیا ہے۔ اور وہ نور اس نور کی طرح ہے جو بیت اللہ شریف کی پاک زمین سے ظاہر اور روشن ہے۔ آگے چل کر اسی خط میں ذکر فرماتے ہیں ''وہ نور امانت اس فقیر کے قلبی انوار کا لمعہ ہے جس کو وہاں سے اکتباس کر کے اس زمین پر روشن کیا ہوا ہے۔ جس طرح کہ مشعل سے چراغ روشن کر لیں''۔

عہد جہانگیری:

نورالدین جہانگیر نوجوانی کے عالم میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور اس کے ارد گرد بھی متعصب ہندوؤں کا بھی وہی حلقہ تھا بلکہ اس کی بیگم نور جہان کے اثر کی وجہ سے دربار میں اور بھی بے دینی بڑھ گئی۔ بادشاہ کے تنگ نظر امراء نے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بادشاہ کے کان بھرنے شروع کر دیئے حتیٰ کہ انہوں نے بادشاہ کو یہ یقین دلا دیا کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بے شمار مریدین کی مدد سے تخت سلطنت پر قبضہ کرنے کی فکر میں ہیں۔ اسی لیے وہ امام کو ظل سبحانی کے روبرو سجدہ کرنے سے منع کرتے ہیں چنانچہ بادشاہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دربار شاہی میں طلب کیا اور حضرت سے آداب شاہی (سجدہ کرنا) بجالانے کا مطالبہ کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سختی سے انکار کیا اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں، پھر میں ایک انسان کو کیسے سجدہ کر سکتا ہوں''۔

بادشاہ نے ناراض ہو کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو وسطی ہند کے قلعہ گوالیا میں نظر بند کر دیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے متوسلین کو لکھا:

''مجھے جو قید خانے میں ڈالا گیا ہے اس میں مشیت الٰہی ہے۔ تم بادشاہ کی اطاعت

Marfat.com

قبول کرو اور بغاوت سے باز رہو۔ میں بھی انشاءاللہ جلد قید سے آزاد ہو جاؤں گا"۔

دو سال قید و بند کی صعوبتیں صبر و استقلال سے برداشت کیں۔ زمانہ نظر بندی میں قلعہ کے اندر بہت سے غیر مسلم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر مسلمان ہوئے اور آپ کا فیضانِ قلعہ کے اندر اور باہر یکسر طور پر جاری رہا۔ آخر جہانگیر کا دل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے صاف ہوا تو اس نے آپ کو قید سے رہا کرنے پر امادگی ظاہر کی تو آپ نے مندرجہ ذیل شرائط پر رہا ہونے کے لیے رضامندی کا اظہار فرمایا:

☆۱ بادشاہ وقت کے حضور سجدہ کرنے کی رسم بند کی جائے۔

☆۲ مسلمانوں کو گائے کے ذبح کرنے سے نہ روکا جائے، اور بادشاہ خود اپنے ہاتھوں سے گائے ذبح کرے۔

☆۳ جو مساجد شہید کی گئی ہیں وہ نئے سرے سے سرکاری خرچہ سے تعمیر کی جائیں۔

☆۴ کفار سے شریعت کے مطابق جزیہ لیا جائے۔

☆۵ قوانینِ شریعت محمدی کا نفاذ کیا جائے

☆۶ تمام بے گناہ قیدی رہا کیے جائیں۔

جہانگیر نے تمام شرائط قبول کر لیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قید خانے سے باہر تشریف لے آئے۔ بادشاہ جہانگیر میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے تبدیلی آچکی تھی۔ اور وہ آپ کا گرویدہ ہو چکا تھا۔

ایانِ سلطنت، امرائے دربار اور عوام الناس سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد جمع ہو گئے اور کسب فیض کے لیے بہت سے مشائخ مشخیت ترک کر کے صحبت و برکت میں پہنچ گئے۔ ایک سو کے قریب علماء صلحا و حفاظ ہر وقت آپ کی خدمت میں عموماً مقیم رہتے اور حضور آگہی سے لذت آشنا رہتے۔

Marfat.com

اتباع سنت کی تاکید:

آپ اعمال کی ادائیگی میں پیروی سنت کا خاص خیال رکھتے تھے۔عمل میں عظیمت آپ کا شعار تھا۔بدعات اور رخصت سے ہمیشہ اجتناب فرماتے۔اپنے عقیدت مندوں کو بھی یہی تلقین فرماتے۔ہر کام میں استخارہ فرماتے۔قبور کو بوسہ دینا اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ہاں کبھی کبھی اپنے والد بزرگوار اور اپنے پیر بزرگوار کی قبروں کو تبرکاً ہاتھ سے چھوتے تھے۔کسی خاص دعوت میں تشریف لے جاتے لیکن عام دعوت میں جانے سے گریز کرتے۔مجالس سماع وسرور ومولود خوانی میں حاضر نہیں ہوتے تھے۔ذکر خفی آپ کا معمول تھا۔آپ کا ارشاد ہے:

''چنیں آہستہ کن ذکرش کہ از خود نیز اخفاء کن''

نبوت کو ولایت سے افضل قرار دیتے تھے۔غلبہ صحو کو سکر پر ترجیح دیتے تھے جمیع اصحاب رسول اللہ ﷺ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمیع اولیاء رحمہم اللہ علیہم سے افضل سمجھتے تھے۔طریقہ نقشبندیہ کو سب طریقوں سے افضل تصور فرماتے تھے۔حضور کا خلق عین خلق محمدی ﷺ کے مطابق تھا۔تسلیم ورضا بر قضا اور شفقت وتواضع بر خلق خدا کا ہر وقت خیال رہتا تھا۔اہلِ حقوق سے نیک سلوک کرتے اور صلح رحمی کی بے حد کوشش فرماتے۔

اولاد وخلفاء:

مکتوبات شریف، مبداد معاد ور معارفِ لدنیہ وغیر ہم ایسی بلند پایہ تصانیف کے علاوہ حضرت کے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں، صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

۴۔ حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت شیخ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

خلفائے کرام میں حضرت قبلہ کے صاحبزادگان عظام میں سب کے سب ولی کامل ہوئے ہیں اور حضرت کے جانشین ہیں، ان مقتدر ہستیوں کے علاوہ حضرت قبلہ نے خلفاء کی ایک بڑی جماعت کو بھی تالیف قلوب اور ہدایت کے لیے تیار کیا جن میں سے حضرت خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ، شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ بداح الدین رحمۃ اللہ علیہ، شیخ نور محمد پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ مزمل رحمۃ اللہ علیہ، اور شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی قابلِ ذکر ہیں۔

فضائل

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند

کہ برند از رہ پنہار بحرم قافلہ را

ترجمہ: نقشبندی بزرگ عجیب قافلہ سالار ہیں کہ پوشیدہ پوشیدہ قافلہ کو حرم تک پہنچا دیتے ہیں۔ (حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

اے سلسلہ نقشبند تیری کیا شان ہے

ہمہ اولیاء واتقیاء کو تیرا فیضان ہے

Marfat.com

امام ملت ودین شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

''اے برادر اس بلند طریق سلسلہ عالیہ نقشبند کے سرحلقہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے بعد بالتحقیق تمام بنی آدم سے افضل ہیں اور اسی اعتبار سے اس طریق نقشبندیہ کے بزرگوں کی تحریروں میں آیا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ ان کی نسبت جس سے مراد خاص حضوری اور آگاہی ہے بعینہٖ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت اور حضوری ہے جو تمام آگاہیوں سے بڑھ کر ہے اور اس طریق میں انتہا اس کی ابتدا میں مندرج ہے اور اگر دوسروں کی انتہا وصول بحق ہے تو پھر ان کو حق سے آگے کہاں تک سیر میسر ہوگا۔ تو میں (حضرت مجدد الف ثانی) اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ:

''اس طریقہ عالیہ کی انتہا اگر میسر ہو جائے تو وصل عریانی ہے''

وصل عریانی سے مراد یہ ہے کہ حجاب سب کے سب اُٹھ جائیں اور تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں۔ اولیاء کے تمام سلسلوں کے درمیان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے پس صحو کی نسبت میں غالب ہوگی اور ان کی دعوت اتم ان کی نسبت تمام سلسلوں کی نسبتوں سے بڑھ کر ہوگی۔ دوسروں کو ان کے کمالات کا کیا پتہ اور ان کے معاملہ کی حقیقت کی کیا خبر۔

میرا (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کا خیال ہے کہ حضرت امام مہدی موعود السلام علیہ ولایت کی اکملیت کے لیے مقرر ہیں۔ ان کو یہ نسبت نقشبندیہ حاصل ہوگی اور اس سلسلہ عالیہ کی تتمیم وتکمیل فرمائیں گے کیونکہ تمام ولایتوں کی نسبت اس نسبت سے نیچے ہے۔ (مکتوب نمبر 251)

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی پوری تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ سب شروع سے اخیر تک اس طریقہ کا بیان ہے جس طریقہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کو ممتاز کیا ہے۔اس کی بنیاد نسبت نقشبندیہ ہے جس کی ابتدا میں دوسروں کی انتہا مندرج ہے۔اس بنیاد پر بہت سی عمارتیں اور کئی قسم کے محل بنائے گئے ہیں۔اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ پہنچتا یعنی بخارا اور ثمر قند سے اس بیج کو لا کر زمین ہند میں جس کا خمیر یثرب وبطحا کی خاک سے ہے بویا اور فضل کے پانی سے کئی سالوں تک اس کو سیراب کیا اور احسان کی تربیت سے اس کی تربیت کی، جب وہ کھیتی کہاں سے کہاں پہنچ گئی تو ان علوم ومعارف کا ثمرہ اس سے حاصل ہوا۔

جاننا چاہیے کہ اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا سلوک شیخ مقتدا کی محبت کے رابطہ پر وابستہ ہے جس نے سیر مرادی سے اس کو طے کیا ہوا اور قوت انجذاب سے ان کمالات کے ساتھ رنگا ہوا ہو۔اس کی نظر دلی امراض کو شفا بخشتی ہے اور اس کی توجہ باطنی امراض کو ختم کرتی ہے۔ان کمالات کا حاصل اپنے وقت کا امام اور اپنے زمانے کا خلیفہ ہے۔اقطاب وابدال اس کے ظلال میں خوش ہیں۔ہمارے اس طریقہ نقشبندیہ میں استفادہ انعکاسی ہے۔

مرید اپنے مرشد سے محبت کے رابطہ سے دم بدم اس کا رنگ پکڑتا ہے اور انعکاس کے طریق پر اس کے نور سے منور ہو جاتا ہے اور صاحب دولت (پیر) کی محبت یا توجہ سے اپنے بلند مقاصد حاصل کر لیتا ہے۔(مکتوب 260) حصہ چہارم دفتر اول۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طریقہ صوفیہ میں سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا اختیار کرنا بہت مناسب اور بہتر ہے کیونکہ نقشبندی بزرگوں نے اتباع سنت کو لازم پکڑا ہے اور بدعت سے اجتناب کیا ہے۔(مکتوب 266)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”جاننا چاہیے کہ وہ طریقہ جو

Marfat.com

نزدیک تر، جلد پہنچانے والا، کتاب وسنت کے زیادہ موافق، زیادہ مضبوط، زیادہ محفوظ، زیادہ پختہ، زیادہ سچا، زیادہ رہنمائی کرنے والا، بہت اونچا، بہت بزرگ، بہت بلند مرتبہ اور بہت کامل ہے وہ صرف طریقہ نقشبندیہ ہے۔

اس طریقے کی یہ تمام بزرگی اور اس سلسلے کے بزرگوں کی یہ بلند شان وشوکت حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کی متابعت اور پابندی اور ناپسندیدہ اور بدعت سے اجتناب کی وجہ سے ہے۔ یہ نقشبندی بزرگ ہی ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح ان کے کام کی نہایت ان کی ابتدائی شان میں ہی درج ہو چکی ہیں اور ان کے حضور اور آگاہی نے دوام پیدا کیا ہے اور درجہ کمال تک پہنچنے کے بعد ان کی آگاہی کی دوسروں سے فوقیت لے گئی ہے۔ (مکتوب نمبر 290) دفتر اول حصہ پنجم۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حدیث قدسی میں آیا ہے اپنے نفس سے دشمنی رکھ کہ یہ میری دشمنی پر کھڑا ہے'' تو طریق مشائخ میں سے ہر وہ طریقہ جس میں احکام شرعیہ کی زیادہ رعایت ہوگی اللہ تعالیٰ کی طرف قریب ترین راستہ ہوگا کیونکہ اس میں نفس کی مخالفت زیادہ ہے اور سن لو وہ ہے ''طریقہ نقشبندیہ'' یہی وجہ ہے کہ ہمارے سردار قبلہ اجل شیخ بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ''میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سب طریقوں میں سے قریب ترین راستہ پایا ہے کیونکہ اس میں نفس کی زیادہ مخالفت ہے۔ (مکتوب 9)

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ولایت کے بہت سے درجات ہیں کیونکہ ہر نبی کے قدم پر ایک ولایت ہے جو اس سے خاص ہے اور سب اعلیٰ درجہ کی ولایت وہ ہے جو ہمارے نبی ﷺ کی ولایت کے ساتھ مخصوص ہے اور علم وعین ہر لحاظ سے تمام وجودی اور اعتباری حجابات کا اٹھ جانا اسی مقام

Marfat.com

میں حاصل ہوتا ہے۔اس وقت وصل پوری طرح نصیب ہوتا ہے اور وجد درجہ گمان میں نہیں بلکہ حقیقتاً حاصل ہوجاتا ہے۔حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع کرنے والوں میں سے کاملین کو نصیب کا حصہ وافر،اس نادرالوجود مقام سے حاصل ہوجاتا ہے توتم لوگ اس بلند پایہ درجہ کے حصول کی تمنار کھتے ہوتو حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع اور پیروی کولازم جانو۔اکثر مشائخ کے نزدیک یہ تجلی برقی ہے یعنی حضرت ذات سبحانہ سے تمام حجابات کا اُٹھ جانا تجلی کی طرح تھوڑے سے وقت کے لیے ہوتا ہے پھر اسماءوصفات کے پردے لٹکا دیئے جاتے ہیں اور انوارذات کی شعاعیں پوشیدہ ہوجاتی ہیں تو حضورذاتی تجلی کی طرح ایک لمحہ کے لیے ہوتا ہے اوراکثر اوقات غیبت ذاتی ہی رہتی ہے۔مشائخ نقشبند کے نزدیک حضورذاتی ودائمی کا اعتبار ہے۔زائل ہونے اور غیبت سے بدل جانے والے حضور کا کوئی اعتبار نہیں۔لہٰذا ان اکبر نقشبند قدس اللہ اسرارھم کا کمال تمام کمالات سے بڑھ کر ہے اوران کی نسبت تمام نسبتوں سے فوقیت رکھتی ہے اورنسبت سے مراد حضورذاتی دائمی ہے۔ان کاملین نقشبند کے طریقہ ابتداء انتہا میں درج ہے اوراس معاملہ میں ان کی اقتداء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ساتھ ہے۔کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم حضور نبی کریم ﷺ کی پہلی صحبت میں وہ کچھ پاگئے جودوسروں کونہایت میں میسرآتا ہے اورنہایت کے بدایت میں درج ہونے سے ہوتا ہے توجس طرح محمد الرسول اللہ ﷺ کی ولایت تمام انبیاءورسل علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی ولایتوں سے فائق واعلیٰ ہے اسی طرح ولایت نقشبندیہ تمام ولایتوں سے اعلیٰ اور فائق ہے اورایسا کیوں نہ ہوکہ ان کی ولایت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے۔(مکتوب نمبر 21) دفتر اول حصہ اول۔

اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر قدس اللہ اسرارھم کی عبادات میں جوواقع ہوا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے فائق اوراعلیٰ ہے اس سے مراد حضوروآگاہی کی نسبت

Marfat.com

ہے۔ جو حضور ان کے ہاں معتبر ہے، وہ حضور بے غیبت ہے جس کو انہوں نے ''یاداشت'' سے عبارت کیا ہے اور تجلی ذاتی حضور ذات تعالیٰ سبحانہ کا ظہور اس کے اسماء صفات شیون اور اعتبارات کے ملاحظہ کے بغیر حضور ذات سے عبارت ہے اور اسی تجلی کو تجلی برقی کہتے ہیں۔ یعنی لمحہ بھر کے لیے شیون اور اعتبارات (پردے) اُٹھ جاتے ہیں اور پھر انہی پردوں میں وہ ذات پوشیدہ ہو جاتی ہے یعنی لمحہ بھر کے لیے حضور نصیب ہوتا ہے اور اکثر اوقات حضوری نصیب نہیں رہتی۔ اس طرح کی وقتی نسبت ان بزرگان نقشبند کے ہاں کوئی اعتبار نہیں رکھتی بلکہ انہیں حضور دوام رہتی ہے اور کسی وقت پوشیدہ نہیں ہوتی اس لیے یہ نسبت نقشبندیہ تمام سلسلہ ہائے ولایت سے فائق و اعلیٰ ہے۔ (مکتوب نمبر 27) دفتر اول حصہ اول۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اس نعمت کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہم فقراء کو اہل سنت و جماعت کی آراء کے مطابق عقائد درست کرنے کے بعد طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے مشرف فرمایا اور اس بزرگ خاندان کے نسبت یافتہ مریدین میں شامل کیا۔ فقیر کے نزدیک اس طریقہ نقشبندیہ میں ایک قدم آگے بڑھانا دوسرے طریقوں میں سات قدم آگے بڑھانے سے بہتر ہے وہ طریقہ جو تربیت اور وراثت کے طور پر کمالات نبوت کی طرف کھولا جاتا ہے، وہ اسی طریقہ نقشبند کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے طریقوں کی انتہا صرف کمالات ولایت کے انتہا تک موقوف ہے۔ وہاں سے آگے کمالات نبوت کی طرف کوئی راستہ نہیں کھلا۔ یہی وجہ ہے کہ اس فقیر نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے کہ ان بزرگان نقشبند کا طریقہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے۔ جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے وراثت کے طور پر کمالات نبوت سے وافر حصہ حاصل کیا اس طریقہ نقشبندیہ کے منتہی بھی تربیت کے طور پر ان کمالات سے کامل حصہ پاتے ہیں۔ وہ مبتدی اور متوسط جنہوں

Marfat.com

نے اس طریق کو لازم پکڑا ہے اور اس طریقہ کے منتہیوں کے ساتھ کامل محبت رکھتے ہیں وہ بھی کمالات نبوت میں حصہ کے اُمیدوار ہیں۔ (مکتوب 281) دفتر اول حصہ پنجم۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اس دولت عظمیٰ (ولایت) کا حصول اس بلند طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے ساتھ کامل اخلاص اور اس کی طرف توجہ اور رجوع کے ساتھ وابستہ ہے۔ ریاضیات شاقہ اور مجاہدات شدیدہ سے بھی وہ چیز میسر نہیں آسکتی جوان بزرگوں کی ایک صحبت سے میسر آجاتی ہے۔ ان بزرگان نقشبند کا طریقہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا طریقہ ہے کہ ان کو حضور نبی کریم ﷺ کی اول صحبت میں وہ کمالات میسر آگئے جو اولیاء اُمت کو انتہا میں پہنچ کر بھی شاید ہی نصیب ہوں اور یہ چیز نہایت کے بدایت (ابتداء) میں درج ہونے کے طور پر ہے۔ یہ اولیاء نقشبند بھی پہلی صحبت میں وہ عطا کر دیتے ہیں جو منتہیوں کو انتہا پر جا کر میسر آتی ہے تو تم پر اکابر اولیاء کے ساتھ محبت وعقیدت رکھنا لازم ہے کیونکہ اس معاملے پر ہی دارومدار ہے۔ (مکتوب نمبر 90) دفتر اول حصہ دوم۔

نقشبندی سلسلہ کیا ہے؟

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ نقشبند صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت اور صحبت سے مراد موافقان طریقت کی صحبت ہے نہ کہ مخالفان طریقت کی کیونکہ ایک کا دوسرے میں فنا ہونا صحبت کی شرط ہے جو بغیر موافقت میں میسر نہیں ہوتا''۔ (مکتوب نمبر 265) دفتر اول حصہ چہارم۔

جاننا چاہیے کہ حضرت خواجگان قدس اللہ اسرارھم کے طریقہ کا حاصل اور خلاصہ

Marfat.com

اہلِ سنت و جماعت کا اعتقاد۔ روشن سنت مصطفوی علیہ السلام کی اتباع اور بدعت اور نفسانی خواہشات سے پرہیز اور حتیٰ الامکان احکام شرعیہ میں عزیمت پر عمل اور رخصت پر عمل کرنے سے پرہیز ہے۔ (مکتوب نمبر 295)

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دوسرے شیخ طریقت (پیر) کی محبت اور اخلاص پر اس طرح راسخ اور ثابت قدم ہوں کہ اس پر کسی قسم کا اعتراض نہ کریں بلکہ اس کی تمام حرکات وسکنات مرید کی نظر میں دلکش اور محبوب دکھائی دیں اور اللہ کی مہربانی سے یہ دو اصول درست ہو گئے تو دنیا اور آخرت کی سعادت نصیب ہو گئی"۔ (مکتوب نمبر 228) دفتر اول حصہ چہارم۔

اس راہ کے طالب کو چاہیے کہ اہل حق کی درست آراء کے مطابق عقائد کی درستی کے بعد اور احکام فقیہہ ضروریہ کے بعد اور اس علم کے مطابق عمل کرنے کے بعد اپنے تمام اوقات کو ذکر الٰہی جل شانہ میں مصروف رکھے لیکن شرط یہ ہے کہ اس ذکر کو کسی شیخ کامل اکمل سے اخذ کیا ہو کیونکہ ناقص کامل نہیں بنا سکتا اور اپنے اوقات کو ذکر سے اس طریقہ پر آباد رکھے کہ فرائض وسنن موکدہ کی ادائیگی کے بغیر کسی چیز میں مشغول نہ ہو یہاں تک کہ تلاوت قرآن مجید اور نفلی عبادتوں کو بھی موقوف رکھے اور باوضو ذکر کرے اور کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے بھی اسی کام ([illegible] عمل / ذکر) میں مشغول رہے اور آمد ورفت خورد ونوش اور سوتے جاگتے کسی وقت بھی اس ذکر سے خالی نہ رہے۔

اس طرح ہمیشہ ذکر میں مصروف رہے کہ مذکور (حق سبحانہ) کے سوا ہر چیز اس کے سینہ کے میدان سے اپنا سامان باندھ کر کوچ کر جائے اور اس کے باطن میں ماسوا کا کوئی نام ونشان باقی نہ رہے یہاں تک کہ بطور وسوسہ بھی ماسوا کے دل میں گزر نہ کرے اور اگر تکلف سے بھی غیر کو دل میں لانا چاہے تو اس نسیان کی وجہ سے جو اس کے دل کو مذکور (حق سبحانہ)

Marfat.com

کے سوا حاصل ہو چکا ہے میسر نہ ہو اور یہ نسیان جو دل کو مطلوب کے سوا تمام ماسوا سے حاصل ہوتا ہے حصول مطلوب کا مقدمہ ہے اور اس کے وصول کی بشارت دینے والا ہے اور حصول مطلوب حقیقی کے مقصود کے متعلق کیا لکھوں کہ وہ وراء الوراء ہے۔

جس راستے کو ہم طے کرنے کے در پے ہیں وہ سارا سات قدم ہے جس طرح انسان کے سات لطیفے۔ دو قدم تو عالم خلق میں ہیں جو قالب (بدن) اور نفس سے تعلق رکھتے ہیں اور پانچ قدم عالم امر میں ہیں۔ جو قلب، روح، سر، خفی، اور اخفی سے تعلق رکھتے ہیں اور ان سات قدموں میں سے ہر قدم میں دس ہزار حجابات اٹھاتے ہیں یہ حجابات نورانی ہوں یا ظلمانی (سیاہ)۔

"ان اللہ سبعین الف حجاب من نور و ظلمۃ" (مشکوۃ شریف)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ستر ہزار پردے ہیں نور اور ظلمت کے۔

اول قدم میں جو عالم امر میں رکھتے ہیں تجلی افعال ظاہر ہوتی ہے دوسرے قدم میں تجلی صفات تیسرے قدم میں تجلیات ذاتیہ کا آغاز ہو جاتا ہے۔ پھر تجلیات کے فرق کے مطابق آگے ترقی کرتا چلا جاتا ہے، جیسا کہ اہل معرفت سے پوشیدہ نہیں اور ان سات قدموں میں سے ہر قدم میں بندہ اپنے سے دور اور حق سبحانہ کے نزدیک ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان قدموں کے مکمل ہونے کے ساتھ قربِ الٰہی بھی مکمل ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ فنا اور بقا سے مشرف کر دیے جاتے ہیں اور ولایت خاصہ کے درجے تک پہنچا دیے جاتے ہیں۔

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ نے اس سیر کی ابتداء عالم امر سے اختیار کی ہے اور عالم خلق کو بھی اس سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں بخلاف دوسرے سلسلوں کے مشائخ قدس اسرارہم کے۔ لہٰذا طریقہ نقشبندیہ وصول کے لئے دوسرے سب طریقوں سے زیادہ

Marfat.com

قریب ہے تو ضروری طور پر دوسروں کو انتہا ان کی ابتداء میں درج ہے۔ (مکتوب 58 دفتر اول) حصہ دوم۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

''میرے گلستان سے میری بہار کا اندازہ کرلو''

ان بزرگوں کا طریقہ بعینہٖ صحابہ کرام کا طریقہ ہے رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیونکہ ان بزرگوں (صحابہ کرام) کو حضور خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی پہلی صحبت میں ہی وہ کچھ حاصل ہو گیا جو کامل اولیاء اُمت کو نہایت پر پہنچ کر بھی بہت کم ہی میسر آتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد معصوم ملقب عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 11 شوال 1007ھ ہجری

بمقام: سرہند شریف (انڈیا)

وصال: 9 ربیع الاول 1079ھ ہجری

مزار اقدس: سرہند شریف (انڈیا)

∴∴∴

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت امام ربانی، خواجہ احمد سرہندی حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ آپ 11 شوال 1007ھ ہجری میں سرہند شریف میں پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش مبارک کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "ہمارے لیے بہت بابرکت ثابت ہوئی، کیونکہ انہی دنوں ہمیں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی"۔

آپ بچپن ہی میں اعلیٰ حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ ان کی خداداد ذہانت اور قابلیت کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ لڑکا محمد المشرب ہے۔ ان کے بارے میں ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد معصوم کا کیا حال لکھوں کہ وہ دولت ولایت کے اہل ہیں۔ ابھی تین سال کے تھے کہ حرف توحید ان کی زبان سے یوں نکلا اور یوں کہتے تھے کہ میں آسمان ہوں۔ میں زمین ہوں، میں یہ ہوں، میں وہ ہوں۔ نیز اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس طریق میں پیر و جواں سب برابر ہیں۔ اور برکات و فیوض کے حصول میں عورتیں اور بچے سب یکساں ہیں۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر علوم دین حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

سے حاصل کیے اور کچھ کتابیں اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پڑھیں۔ سولہ برس کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہو کر تحصیل حال میں مصروف ہو گئے۔ انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک روز حضرت نے اپنے والد محترم اعلیٰ حضرت سے عرض کیا" میں ایک نور دیکھتا ہوں جس سے تمام عالم منور ہے اور وہ ہر ذرّہ میں سمویا ہوا ہے اور آفتاب کے مثل ہے کہ اگر غروب ہو جائے تو عالم تاریک ہے"۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ تم قطب وقت ہو گے، میری اس بات کو یاد رکھنا۔

ایک مکتوب شریف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فرزند حضرت خواجہ محمد سعید اور فرزند ثالث حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو خطاب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"طبیعت ہمیشہ تمہارے حال کی طرف متوجہ اور تمہارے کمال کی خواہش رہتی ہے۔ پرسوں نماز صبح کے بعد خاموش بیٹھا تھا، ایسا معلوم ہوا، جو خلعت کہ میں رکھتا تھا مجھ سے جدا ہوئی اور اس کے بجائے مجھے دوسری خلعت عطا ہوئی اور اس کے بعد مجھے خیال ہوا کہ یہ خلعت کسی کو دیں گے یا نہیں؟ اگر دیں گے تو آرزو یہ ہے کہ وہ فرزند ارجمند (حضرت) محمد معصوم (رحمۃ اللہ علیہ) کو عطا کریں، ایک لمحہ کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پہلی خلعت فرزند ارجمند کو عطا ہوئی ہے اور قیومیت کی خلعت تھی جو تربیت و تکمیل سے تعلق رکھتی تھی اور یہ جو دوسری خلعت میرے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بخشش کا اُمیدوار ہوں کہ یہ فرزند ثانی محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کو عطا ہو۔

چنانچہ صاحبزادگان کو جب یہ عزت نامہ ملا تو اعلیٰ حضرت ان دنوں اجمیر شریف میں مقیم تھے، یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، اعلیٰ حضرت نے خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو خلوت میں بلا کر خلعت قیومیت سے مشرف فرمایا۔

Marfat.com

حضرت ستائیس برس کے تھے کہ مسند ارشاد و قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے، کہتے ہیں کہ اس روز پچاس ہزار آدمیوں نے حضرت سے بیعت کی، جن میں اکثر اعلیٰ حضرت کے خلفاء بھی شامل تھے۔ بیرون ہند، ماورالنہر، خراسان اور بدخشاں وغیرہ ممالک کے حکمرانوں نے حضرت کی خدمت میں تحائف اور ایلچی بھیجے اور حضرت کی قیومیت کے معترف ہوئے۔ ہندوستان کے بادشاہ شاہجہان بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر دوبارہ بیعت سے مشرف ہوئے، ملک کے اکثر حصوں میں حضرت نے اپنے نائب (خلفاء) بھیجے تاکہ مخلوق کو داخل سلسلہ کریں اور ہدایت کا راستہ دکھائیں۔ شام وایران، توران، ترکستان، کاشغر اور بخارا وغیرہ ممالک بھی حضرت کے فیض سے سیراب ہوئے۔ حضرت کے توسط سے اسلام کی نورانی کرنوں سے چین کا خطہ بھی جگمگا اُٹھا، اورنگ زیب جو بعد میں عالمگیر کے لقب سے تخت نشین ہوئے بھی حضرت کے ہاتھ پر بیعت تھے، تواریخ ''مراۃ العالم'' و ''جہاں نما'' جو عالمگیر کے ایماء پر لکھی گئی ہیں، ان میں حضرت ممدوح کے متعلق تحریر ہے کہ ''مشیخت کی مسند پر اب تک کوئی ایسا شخص نہیں بیٹھا، جیسا کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ، کیونکہ دنیا کے تمام اطراف وجوانب کے بادشاہ علماء اور مشائخ چھوٹے، بڑے حضرت کے مرید تھے۔ حضرت کی مجلس پاک کے رعب ودبدبہ کا یہ عالم تھا کہ وہاں بڑے بڑے بادشاہ بھی باہم گفتگو نہ کرتے تھے، اگر کسی کو بہت ضروری کام ہوتا تو کاغذ پر لکھ کر حضرت کی خدمت میں پیش کرتے، یہاں تک کہ عالمگیر بادشاہ جن پر حضرت بہت ہی مہربان تھے، بھی بوجہ پاس ادب حضرت کے روبرو کسی سے ہم کلام نہ ہوتے تھے''۔

روضہ قیومیہ میں تحریر ہے کہ 1335 ہجری میں ایک روز حضرت نے بیان کیا کہ ''آج صبح حلقہ میں بیٹھا تھا کہ جناب سرور کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ مجھ سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا حق تعالیٰ نے آپ کو ''عروۃ الوثقیٰ'' کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ اس

Marfat.com

بڑی نعمت اور عنایت کے لئے حق سبحانہ وتعالیٰ کا شکر بجالاؤ'' فرماتے ہیں اس دوران میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام مقرب فرشتے، انبیاء اور اولیاء میرے گرد جمع ہیں اور کہتے ہیں ''السلام علیکم یا محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ'' پھر ہر ایک نے میرے ساتھ مصافحہ کیا، میں نے اپنا یہ خصوصی نام عرش معلیٰ کے گرد بھی لکھا ہوا دیکھا''۔

ایک روز کا واقعہ یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ بعد نماز فجر مراقبہ میں بیٹھا تھا ایسا معلوم ہوا جیسے ساری مخلوق مجھے سجدہ کر رہی ہے، بہت حیران ہوا، آخر یہ بھید کھلا کہ کعبہ میری ملاقات کو آیا ہے اور مجھے گھیر لیا ہے، اس لیے ہر شخص کعبہ کو سجدہ کرتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا گویا مجھے سجدہ کر رہے ہیں''۔

فرماتے ہیں: ایک صبح مراقبہ میں دیکھا کہ مجھے خلعت عالی شان عنایت ہوئی ہے۔ نیز قلم دوات بھی مرحمت ہوئی ہے۔ گویا منصب وزارت عطا ہوا ہے اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی عنایت سے تمام مخلوق پر وزیر اعظم بنایا گیا ہے''۔

ایک مرتبہ ادائیگی فریضۂ حج کے لیے تشریف لے گئے۔ اس زمین پاک پر انوار و فیوض کا ذکر فرماتے ہیں کہ اکثر اوقات دیکھتا ہوں کہ کعبہ ہم سے گلے ملتا ہے اور بڑے اشتیاق سے منہ چومتا ہے''۔

جب حج شریف سے فارغ ہوئے تو ایک فرشتہ نے حج کی قبولیت کی مہر شدہ سند پیش کی۔ حضرت مکہ معظمہ میں مقیم تھے کہ ان کے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت علیل ہوگئی۔ حضرت نے شفاء کے لیے ہاتھ اٹھائے، کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ ہزاروں لوگ دعا مانگ رہے ہیں۔

حضرت جب روضۂ پاک کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو شوق کا یہ عالم تھا کہ راتوں کو نیند نہ آتی تھی، جب اس خطہ پاک میں داخل ہوئے، معلوم

Marfat.com

ہوا کہ حضرت رسالتمآب ﷺ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لے آئے ہیں اور ان سے بغل گیر ہوئے ہیں، اس بیش بہاء عنایت و نوازش پر حضرت فرماتے ہیں کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضور ﷺ کا وجود پاک عرش تا فرش مرکز جمیع عالمیان ہے۔ اگر چہ وہاب مطلق اللہ تعالیٰ ہے لیکن جس کسی کو فیض پہنچتا ہے وہ آنحضرت ﷺ کے توسل سے پہنچتا ہے۔ اور مہمات ملک وملکوت کا بندوبست بھی حضور ﷺ ہی فرماتے ہیں اور شب و روز مخلوق پر فیوض و انعامات بھی حضور کے روضہ مطہرہ سے پہنچتے ہیں''۔

ایک مرتبہ ایک جوگی جو جادو سے آگ باندھ لیتا تھا جس سے آگ نقصان نہیں پہنچاتی تھی، لوگ اس پر فریضتہ ہو رہے تھے، حضرت نے سنا تو لوگوں کو ایندھن جمع کر کے آگ سلگانے کا حکم دیا اور جب شعلے بھڑکنے لگے تو حضرت نے آیت کریمہ ''اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم علیہ السلام کے لیے سلامتی کا باعث بن جا'' پڑھ کر دم کیا اور ایک شخص سے فرمایا کہ آگ میں بیٹھ کر اللہ، اللہ کرو، چنانچہ وہ شخص کافی دیر تک آگ میں بیٹھ کر اللہ، اللہ کرتا رہا۔ آگ اس پر گلزار ہو گئی۔ ایک شخص نے کابل میں خواب دیکھا کہ حضرت نے اُسے تبرک عطا فرمایا ہے، جب وہ بیدار ہوئے تو تبرک اُن کے ہاتھ میں تھا۔

حضرت ایک روز وضو فرما رہے تھے کہ ناگاہ لوٹا اُٹھا کر دیوار پر دے مارا، حاضرین نے اس کو یاد رکھا، کچھ دنوں کے بعد ایک سوداگر حاضر خدمت ہوا، بولا کہ بنگال کے ایک صحرا میں سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شیر غرّاتا ہوا آیا، میں نہایت خوفزدہ ہوا، فوراً حضرت کی طرف رجوع کیا، دیکھتا ہوں کہ حضرت روبرو کھڑے ہیں۔ ایک ہاتھ میں لوٹا ہے جو شیر کی طرف پھینک کر دے مارا۔ شیر اسی دم بھاگ گیا اور حضرت بھی غائب ہو گئے۔

حضرت دکن سے گزر رہے تھے کہ بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر جو اس وقت شہزادہ تھا، حضرت کی آمد کی خبر پا کر بارہ ہزار تھیلی لیے حاضر خدمت ہوا۔ حضرت اس سے محبت سے

Marfat.com

ملے اور سلطنت کی بشارت دی۔ بادشاہ بولا ''حضور! مجھے لکھ دیں'' چنانچہ حضرت خواجہ نے اسے لکھ دیا۔ جب اورنگزیب تخت نشین ہوا تو اس کی بہن فخر سے اکثر کہا کرتی تھی کہ ''میرے بھائی نے بارہ ہزار میں سلطنت خریدی ہے''۔

ایک شخص اپنے بیٹے کو حضرت کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ یہ دین دنیا کے کام کاج چھوڑ کر ایک ''عورت'' پر فریفتہ ہو گیا ہے۔ حضرت اسے نصیحت فرمانے لگے۔ عاشق مزاج بولا نیکی کے کوچہ میں میرا کبھی گزر نہیں ہوا، اگر حضرت میرے ''حال'' کو ناپسند فرماتے ہیں تو میری حالت کو بدل دیجئے، تاکہ نیک بن جاؤں۔ حضرت بولے ''ہاں میں نے بدل دی'' وہ فوراً تائب ہو گیا۔

رحلت:

حضرت عارضۂ وجع المفاصل کے مریض تھے۔ آخری عمر میں مرض بہت بڑھ گیا تھا۔ اور یہ بہت نحیف و کمزور ہو گئے تھے، رحلت سے تین روز قبل احباب کو دعا کے لیے لکھا کہ خاتمہ بخیر ہو اور ایک روز پہلے جمعہ کے دن حضرت مسجد میں تشریف لائے اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اُمید نہیں کہ کل اس وقت تک دنیا میں رہوں، چند پند و نصائح بھی ارشاد فرمائے اور واپس چلے آئے۔ رات جوں توں بسر فرمائی۔ صبح کو نماز فجر حسب معمول ادا کی، مراقبہ میں بیٹھے اشراق پڑھی، موت کے اثرات وارد ہونے شروع ہو گئے، زبان مبارک سے کچھ پڑھتے تھے۔ صاحبزادگان نے کان لگا کر سنا، معلوم ہوا حضرت سورۃ یٰسین شریف کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ اسی روز دوپہر کے وقت (بروز سہ شنبہ) 9 ربیع الاول 1079 ہجری کو وصال فرما گئے۔ اور سرہند شریف کی پاک زمین میں دفنائے گئے۔ حضرت کے مزار عالی مقام کی تعمیر کے لیے شہزادی روشن آراء نے ایران سے خاص طور پر معمار بلوائے اور عظیم الشان مقبرہ تعمیر کرایا جس میں فن تعمیر کے ساتھ ساتھ نقش و نگاری کا عمدہ کام کیا

Marfat.com

گیا تھا۔

خلفاء واولاد:

حضرت کے چھ صاحبزادے تھے، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

☆۔حضرت خواجہ محمد صبغت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

☆۔حضرت خواجہ حجۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ

☆۔حضرت خواجہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

☆۔حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ

☆۔حضرت خواجہ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

اور خلفائے کرام میں یہ بہت مشہور ہیں:

☆۔حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ علیہ

☆۔حضرت خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ

☆۔حضرت خواجہ محمد صدیق پشاوری رحمۃ اللہ علیہ

☆۔حضرت خواجہ عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ

☆۔حضرت خواجہ اخون موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

کہتے ہیں کہ حضرت ممدوح کے خلفاء کی تعداد سات ہزار کے لگ بھگ تھی اور نو لاکھ دکنی براہ راست حضرت سے بیعت تھے۔اور دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جہاں ان کے فیض کی مہک نہ پہنچی ہو۔

☆☆☆

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 990ھ ہجری

بمقام: سرہند شریف

وصال: 28 جمادی الثانی 1070ھ ہجری

مزار اقدس: سرہند شریف

......

آپ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے تھے آپ نے علم ظاہری اور فیض باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا۔ آپ مظہر جمال و کمال تھے۔ مخزن برکات و معدن کرامات تھے۔ آپ منبع انوار واقف الاسرار، کریم الاخلاق، عمیم الاشفاق اور صاحب مقامات جلیلہ و مدارج عالیہ تھے۔ صاحب ''در المعارف'' فرماتے ہیں کہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں صاحبزادگان خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ میں بے بہا جوہر ہیں۔ یہ دونوں بچپن میں ہی ''مقامات احمدیہ'' تک پہنچے در المعارف میں مزید لکھا ہے کہ حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرا اور میرے بیٹوں کا معاملہ صاحب شرح وقایہ کے معاملے کی طرح ہے ان کے دادا دقایہ تحریر کرتے تھے تو صاحب شرح وقایہ اسے حفظ کر لیتے تھے۔ اسی طرح جو معارف مجھ سے منکشف ہوتے ہیں میرے بیٹے انہیں بطور خود یاد کر لیتے ہیں۔ صاحب حضرات القدس اور روضہ السلام فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ میں اس قدر جمال ظاہری اور کمال باطنی تھا جو کوئی بھی ایک بار سامنے آتا، آپ کے کمالات حسن

Marfat.com

وجمال پر فریضۃ ہو جاتا۔ایک دفعہ سرہند شریف میں وبائے عظیم طاعون نمودار ہوئی، سینکڑوں لوگ اس وبا سے ہلاک ہو گئے۔چنانچہ لوگوں نے آپ کی طرف رجوع کیا تو آپ نے فرمایا کہ آج سے کوئی شخص مرض طاعون سے ہلاک نہیں ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔آپ کا وصال 80 سال کی عمر میں 1070ھ ہجری کو ہوا۔آپ کا مزار مبارک سرہند شریف (انڈیا) میں واقع ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

حضرت خواجہ عبدالاحد المعروف بشاہ گل تخلص وحدت رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 1049 ہجری

بمقام: سرہند شریف

وصال: 27 ذوالحجہ 1127 ہجری

مزار اقدس: سرہند شریف

حضرت خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ حضرت خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید (فرزند ثانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے پانچویں صاحبزادے ہیں۔ 1049 ہجری میں مقام سرہند شریف میں پیدا ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد سعید احمد خازن الرحمۃ خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کو دوسرے فرزندوں سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے اور ان پر بہت شفقت فرماتے تھے اور ان کے رخساروں کی شگفتگی کی وجہ سے انہیں پیار سے گل کہہ کر پکارتے تھے۔ دوسرے لوگ بھی حضرت کو اسی نام سے یاد کرتے، بلکہ احتراماً شاہ گل سے خطاب کیے جاتے۔

حضرت کمسنی ہی میں تمام دینی علوم میں طاق ہو گئے تھے، نماز روزہ کی ادائیگی میں بہت مستعد اور پابند تھے۔ اس بلا کے ذہین تھے کہ پندرہ سولہ سال کی عمر میں حضرت خازن رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج بیت اللہ شریف کے لیے گئے اور واپسی پر حالمت سفر اور فیوض حرمین شریفین سے متعلق ایک کتاب عربی میں اس خوبی سے تحریر فرمائی کہ اچھے اچھے عالم حیران رہ گئے۔ جو دیکھتا اور پڑھتا عش عش کر اُٹھتا۔ شریعت کا بے حد لحاظ رکھتے تھے۔ چنانچہ خازن رحمۃ اللہ علیہ نے پاس شریعت اور فراوانی شوق کا جب یہ عالم دیکھا تو انہیں اجازت تلقین

Marfat.com

وطریقہ عنایت فرمادیا۔

جب حضرت بیس سال کے ہوئے تو حضرت خازن رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا۔ انہوں نے عم بزرگوار حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی۔ ہر چند کہ یہ اس نوعمری میں بھی بہت قابل تھے مگر بزرگوار کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی اور ان کے روبرو زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کی تربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور تھوڑے ہی دنوں میں کامل بنادیا۔ اکثر ان سے اپنے مکاشفات اور اسرار کا اظہار فرماتے اور مشورہ لیتے اور فرماتے عبدالاحد تمام ''عقل'' ہے اور کبھی فرماتے عبدالاحد ''عقل مجلس'' ہے۔ بعض مخلص اور خاص دوستوں کے حالات بھی ان سے دریافت فرماتے کہ فلاں آج کل کس مقام پر ہے؟ فلاں آپ کے نزدیک کیسا ہے؟ فلاں آپ کے نزدیک کیسا ہے؟۔ حضرت جو جواب فرماتے، قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ تسلیم کرتے۔ حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد منصب ''قیومیت'' حضرت ممدوح کے دوسرے صاحبزادے خواجہ حجۃ اللہ پر منتقل ہوا۔ حضرت عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ ان کی صحبت میں بھی بڑے ادب سے حاضر ہوتے اور ان کی بہت تعظیم کرتے۔ چچازاد حضرت خواجہ بھی ان پر بہت مہربان تھے اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ ایک روز ان سے فرمایا کہ جس طرح فیض الٰہی مجھ پر نازل ہوتا ہے، اسی طرح آپ پر بھی پہنچتا ہے اور پھر دوسری مخلوق پر۔

حضرت بہت فیاض تھے اور طبیعت میں بلا کی حلیمی اور بردباری تھی۔ جہاں اور جس جگہ سے ''گل مراد'' ہاتھ آتا اُسے حاصل کرتے اور اپنے کمالات میں اضافہ فرماتے۔ یہی سبب ہے کہ جامع کمالات تھے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت خاص اور حضور پرنور ﷺ کی کمال شفقت کے متعلق فرماتے ہیں کہ ایک شب میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ جبرائیل علیہ السلام بھی بارگاہ اقدس میں حاضر تھے۔ حضرت رب العالمین نے جبرائیل علیہ

Marfat.com

السلام سے کچھ باتیں کیں۔ایک دو باتیں مجھے بھی یاد ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ سب مخلوق میری رضا کی طلبگار ہے اور میں محمد (ﷺ) کی رضا چاہتا ہوں۔نیز فرمایا: (حضور) محمد (ﷺ) کو تم ایسے (لوگ) بطور سامان مغفرت دیئے گئے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت پر فیوض الٰہی اس کثرت سے وارد ہوئے کہ طالبان سے منہ موڑ کر مغلوب الحال ہوگئے اور خاموشی اختیار کر لی، کسی سے بات کرنا ضروری سمجھتے تو قرآن کی کوئی آیت شریف نقل فرمادیتے۔بات کہنے والا اس آیت پاک کے معنوں سے مطلب نکال لیتا۔کچھ دنوں کے بعد جب افاقہ ہوا اور طالبان کی طرف رجوع فرمایا تو لوگوں نے سکوت حال کا سبب دریافت کیا، بولے ''اُن دنوں حق سبحانہ نے مجھے خلعت رضا سے سرفراز فرمایا تھا'' کہتے ہیں فتوحاتِ ظاہری وباطنی جو حضرت پر رکی ہوئی تھیں اس واقعہ کے بعد کھل گئیں اور خانقاہ کے اخراجات کے لیے شہزادی زیب النساء نے پانچ ہزار کی رقم بھیج دی۔

ایک روز فرمایا کہ میرے بھائی کے گھر دو فرزند ہوں گے،ان کے یہ نام ہوں گے اور ایسی شکل وصورت ہوگی حالانکہ ان کی ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔عرصہ کے بعد جب ان کی شادی ہوئی تو سچ مچ دولڑکے اُس حلیہ کے تولد ہوئے اور نام وہی رکھے گئے، کہتے ہیں کہ حصول اولاد نرینہ کے لیے حضرت کی دعا مستجاب بارگاہ الٰہی تھی۔حضرت بشارت کے ساتھ طالبین کو بچے کا حلیہ بھی بتادیتے تھے۔

ایک مرتبہ حاکم سرہند کے مظالم سے تنگ آکر حضرت اس سے خفا ہوگئے۔کہتے ہیں حاکم مذکور انہی دنوں بادشاہ کے غضب کا شکار ہوگیا، فی الفور حضرت کے روبرو حاضر ہوکر مظالم سے توبہ کی، بادشاہ نے بھی اس کا قصور معاف کردیا، حاکم نے ایک قطعہ باغ اور کچھ سامان ضرورت حضرت کی نذر کیا مگر حضرت نے یہ کہہ کر اس کی نذر لوٹادی کہ یہ مال ظلم اور

Marfat.com

غضب سے حاصل کیا گیا ہے۔

حضرت مسند رشد و ہدایت پر کم و بیش پچاس سال تشریف فرما رہے اور اس دوران بیشمار مخلوق نے حضرت سے ہدایت پائی، حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعدد خلفاء نے بھی تجدید بیعت فرمائی، جب عمر شریف 78 سال کی ہوئی تو حضرت کو بوجہ درد مثانہ، عارضہ حبس البول لاحق ہوا۔ ان دنوں دہلی میں تشریف فرما تھے اور بائیس خواجہ ''چوکھٹ'' دہلی ہی میں انتقال فرمایا، اس روز جمعہ کا مبارک دن تھا اور چاند کی 27 ذوالحجہ 1127 ہجری تھی۔ حضرت خازن رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کی طرح، حضرت کا جنازہ بھی سرہند شریف لایا گیا اور حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے مشرق کے رُخ دفن ہوئے۔ حضرت کی وفات پر حضرت خواجہ زبیر رحمۃ اللہ علیہ قیوم رابع نے بے اختیار فرمایا: گل بہ جنت رسید۔

خلفاء:

حضرت کی بیشمار روحانی اولاد میں سے حضرت خواجہ محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر بہت مشہور ہیں۔

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ علیہ

وصال: یکم صفر 1133 ہجری

مزار اقدس: بامیاں نزد کابل، افغانستان

حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خاص تھے۔ حضرت کے انتقال کے بعد حضرت خواجہ شاہ گلعبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بھی بیعت فرمائی تھی۔ حضرت خواجہ قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی قیومیت کا چوتھا سال تھا کہ یہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر داخل سلسلہ ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بیعت خلافت حاصل کی۔ حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں مخلوق کی ہدایت کے لیے کابل بھیج دیا جہاں آپ بامیاں نامی گاؤں میں مقیم ہوئے اور دین حقہ کی تبلیغ واشاعت میں مصروف ہو گئے۔ کابل کی پتھریلی زمین میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا فیضان حضرت ہی کے دم سے پہنچا ہے۔ جہاں ہزار ہا لوگ اُن کے مرید ہوئے۔ جن میں بیشتر صاحب حال بھی تھے اور جن کے توسل سے اس نورانی سلسلہ کے چشمے کابل، قندھار اور سندھ میں جاری ہوئے۔ کابل کی وہ زمین جہاں جہاں حضرت کے قدم مبارک پڑے ہیں اور جس جگہ کو حضرت کی اقامت کا مخزن حاصل ہوا ہے۔ کہتے ہیں وہاں ان کے فیضان کی تاثیر اب تک پائی جاتی ہے اور ان کی کرامتوں کا شہرہ ہے۔ حضرت کا مدفن پاک بھی کابل کے موضع بامیاں میں ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ محمد ذکی مطہری رحمۃ اللہ علیہ

وصال: 9 ذی الحجہ 1129 ہجری

مزار اقدس: مکہ مکرمہ

آپ کو نسبت فیض حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی اور ان کے خلیفۂ مجاز تھے۔ آپ مقربان بارگاہ الٰہی کے امام و پیش روا انتہائے کمالات کے مدارج طے کرنے والے صاحب تصرف تھے۔ حضرت شاہ صاحب کلانوری رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق آپ کی جائے سکونت ملک عرب کی اتقیٰ نامی ایک بستی ہے۔ آپ مشہور و معروف شیخ المشائخ حضرت علی بن علم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔ لوگ آپکی محض صحبت سے بغیر کسی ریاضت یا مجاہدہ کے اعلیٰ روحانی مقامات حاصل کر لیتے۔ ملک عرب میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نشوونما آپ ہی کے ذریعے ہوئی۔ آپ کے خلفاء میں اس وقت کے قطب حضرت شیخ محمد ٹھٹھوی سندھی رحمۃ اللہ علیہ شامل تھے۔ جنہیں آپ الہام الٰہی کے تحت، عرب سے سندھ میں آ کر صرف دو ہفتہ کے اندر منازل سلوک طے کرا کے واپس ملک عرب تشریف لے گئے۔

x=--=x

Marfat.com

حضرت شیخ محمد ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ

وصال: ۱۱۲۱ ہجری

☆

حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مخدوم آدم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے۔ ان کے والد حضرت شیخ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ بھی شیخ وقت تھے۔ حضرت کے دادا رحمۃ اللہ علیہ نے بفرمان حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ علاقہ سندھ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی داغ بیل ڈالی تھی۔ شہر ٹھٹھہ میں قیام تھا۔ نام کے ساتھ ٹھٹھوی کی رعایت کی یہی وجہ ہے۔ حضرت مخدوم آدم رحمۃ اللہ علیہ نے طالبان کی ہدایت کیلئے وہاں ایک درس گاہ بھی قائم کی تھی جہاں بعد ازاں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد نے بھی مدتوں طلبہ کو علوم دین کی تعلیم دی، اس یگانہ روزگار درس گاہ سے ہزاروں طلباء فاضل اور کامل ہو کر نکلے۔ حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے تحصیل علم اور کسب فیض والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔ اُن کے انتقال کے بعد حضرت جدامجد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ القاسم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی اور تکمیل کو پہنچے، کہتے ہیں جب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا وقت آخر ہوا تو یہ ان کے پاس موجود نہ تھے، حضرت خواجہ انہیں بار بار یاد کرتے تھے تاکہ خواجگان نقشبند کی امانت ان کے سپرد کی جائے۔ بعض معتقدین کی خواہش تھی کہ حضرت خواجہ وہ بار امانت، صاجزادہ محمد ابراہیم کو سونپ دیں، لیکن حضرت خواجہ خاموش رہے اور وصیت فرمائی کہ جب شیخ محمد رحمہ اللہ علیہ تشریف لائیں تو انہیں میرے مزار پر بھیج دیں۔ چنانچہ واپسی پر یہ مرشد کے مدفن پاک پر حاضر ہوئے اور روحانی امانت حاصل کی۔

حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ مدت تین سال سے سرہند شریف میں بھی رہے اور

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب ہوئے اور ٹھٹھہ کی خانقاہ میں واپس تشریف لا کر درس وتدریس اور تلقین وارشاد میں مصروف ہو گئے۔ حضرت ناداروں اور محتاجوں پر بہت مہربان تھے۔ جو پاس ہوتا بے دریغ خرچ کرتے۔ عوام وخواص میں ''ابوالمساکین'' کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ جو بعد میں سلطان الاولیاء کے لقب سے پکارے گئے، حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ ہی کے تربیت یافتہ تھے۔ حضرت شیخ ان پر بہت مہربان تھے کہ کمسنی ہی میں انہیں مسندِ مشائخیت پر بٹھا دیا تھا اور خود حج کے لیے کعبہ شریف روانہ ہو گئے۔

جب دو سال بعد لوٹ کر آئے تو ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ایک دن کعبۃ اللہ میں بیٹھا تھا، جوں ہی آپ کی طرف متوجہ ہوا، دیکھا کہ تمہیں بوجہ کمسنی چند مشکلات درپیش ہیں پس حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ فوراً تمہارے پاس پہنچوں اور پھر واپس آ کر اسی سرزمین پاک میں ہمیشہ کے لیے سکونت اختیار کروں۔ چنانچہ حضرت ان کی تربیت میں سلوک کی منزلیں سرعت سے طے کرنے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب حضرت شیخ اس کام سے فارغ ہوئے تو ایک روز حضرت خواجہ کو خوشخبری دی کہ جو نور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ پاک میں منتقل فرمایا تھا اور انہوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت کیا۔ جس کی روشنی سے ایک عالم منور ہوا۔ اور وہاں متعدد سینوں کو جگمگاتا ہوا بخارا کی سرزمین میں پہنچا، جس سے تمام دنیا کی تیرگی دور ہوئی۔ وہ نور امانت الحمدللہ اب تمہارے سینہ میں گھر کر چکا ہے جس سے ایک دنیا روشن ہو گی۔ نیز بشارت دی کہ خدا عزوجل نے تمہیں جملہ اولیاء کا سرتاج بنایا ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں نصیحتیں بھی فرمائیں جو آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، چند ایک درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

☆ ۔ ہدایت کیلئے جو بھی آئے، اسے راہ حق بتانا۔

☆ ۔ دل کو ہمیشہ ذکر حق سے شاد اور آباد رکھنا

☆ ۔ جملہ کام خداوند کریم کے سپرد کرنا۔

☆ ۔ معاش اور روزگار کے لیے حیلہ تلاش نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت خلق کی خدمت سونپی ہے اور وہ قادرِ مطلق خود تمہاری ضروریات کو پورا کرے گا۔

☆ ۔ آپ کا مکان ہمیشہ فیضان سے معمور رہے گا۔

☆ ۔ ہر مہم اور مشکل میں مرشد تمہارے شامل حال ہے۔

ان پند و نصائح کے بعد حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ کعبۃ اللہ شریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی اور بعد رحلت اس سرزمین پاک میں دفن ہوئے۔

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 4 ذیقعد:

وصال: 1188 ہجری

مزار اقدس: لواری شریف

حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ اکتیس واسطوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ حضرت کے آباؤ اجداد نے خلیفہ ہارون رشید کے عہد میں نقل مکانی فرمائی تھی اور سندھ میں سکونت اختیار کی۔ حضرت کے والد بزرگوار خواجہ عبداللطیف زمان رحمۃ اللہ علیہ بھی نہایت متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ اور عرف عام میں شیخ حاجی کے لقب سے مشہور تھے، حافظ قرآن تھے۔ رمضان المبارک کی تمام راتیں تلاوتِ قرآن پاک میں بسر کرتے۔ ابتداء میں سہروردی سلسلہ میں منسلک تھے۔ بعدازاں حضرت شیخ فیض اللہ بن مخدوم آدم زمان رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہو گئے۔ آپ نے حضرت ممدوح کے خلیفہ حضرت ابوالقاسم زمان رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیض حاصل کیا، حضرت خواجہ نے انہیں حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کی خوشخبری دی تھی۔

کہتے ہیں کہ حضرت کے والد بزرگوار زمان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ ایک گھنے سایہ دار نیم کے پیڑ تلے تشریف فرما تھے، پیڑ پر پرندے چہچہا رہے تھے کہ حضرت خواجہ متبسم ہو کر بولے: ''ایک دن آئے گا کہ آپ کے فرزند ارجمند کے گرد ہزاروں انسانوں کا جمگھٹا ہوگا۔ لوگ حلقہ ارادت میں شامل ہو کر فیض حاصل کریں گے''۔

Marfat.com

حضرت شیخ حاجی کے تین فرزند اور بھی تھے، لوگ حضرت سے رجوع ہو کر بولے کہ ان تینوں میں سے کون خوش بخت بلند اختر ہیں؟ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے؟ پیرومرشد بولے، حضرت کی پیدائش کی خوشخبری حضرت کی ولادت سے پونے چھ سو سال پہلے حضرت بہاؤالدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دی تھی، کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ جب لواری شریف کی حدود سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوئے تو خدام نے پاپیادہ چلنے کا سبب پوچھا تو حضرت نے فرمایا کہ میں اس سرزمین پر حق سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کے بڑے بڑے قطرات کا مینہ برستا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ یہاں ایک اللہ کا پیارا بندہ پیدا ہوگا اور یہ قطعہ اراضی ذاتِ الٰہی کی تجلیات کا مرکز ہوگا۔

ایک مرتبہ حضرت کے والد بزرگوار کے پیرومرشد بہت سے مریدین کے ساتھ حضرت خواجہ کلاں سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ حضرت کے والد بزرگوار نے بھی ہمرکابی کی خواہش ظاہر کی حضرت قبلہ نے فرمایا ''بہتر ہے کہ آپ ٹھٹھہ میں ہی رہیں اور خانقاہ و درس گاہ حضرت پیرومرشد کو خالی نہ چھوڑیں، ہم خواجہ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی سفارش کر دیں گے۔ چنانچہ حضرت قبلہ واپس تشریف لائے تو حضرت شیخ حاجی رحمۃ اللہ علیہ کو خوشخبری دی کہ حضرت خواجہ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں خوب خوب دعاؤں سے نوازا ہے نیز فرمایا ہے کہ آپ کی پشت سے عنقریب ایک گوہر لاثانی تولد ہوگا جس میں ہمارے سلسلہ عالیہ کی تمام صفات ہوں گی الغرض حضرت کی پیدائش سے پہلے بزرگانِ عظام نے ان کی آمد کی اطلاع دی تھی۔

حضرت مادرزاد ولی تھے۔ زمانہ شیرخوارگی میں ماہ رمضان المبارک کا بے حد احترام فرماتے اور سوائے رات کے دن کو دودھ نہ پیتے تھے۔ حضرت کے بڑے بھائی جو سوتیلی ماں سے تھے حضرت سے بہت جلتے تھے۔ برادرانِ یوسف علیہ السلام کی طرح انہوں نے باہم

Marfat.com

فیصلہ کیا کہ اس گوہرِ بے بہا کو جس کے ماں باپ عاشق ہیں فوراً کہیں ٹھکانے لگا دیا جائے چنانچہ حضرت کے والد بزرگوار ان کی بہت دیکھ بھال کرتے اور دوسرے بیٹوں سے چوکنا رہتے۔

حضرت بلا کے ذہین تھے۔ صغر سنی میں ہی قرآن پاک پڑھ لیا۔ ایک دن حضرت کے والد صاحب کسی ضروری کام کو سفر پر روانہ ہوئے۔ بھائیوں نے موقع کو غنیمت سمجھ کر حضرت پر قابو پانے کی کوشش کی مگر جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے۔ حضرت کو قبل از وقت ان کے ناپاک ارادے کا علم ہو گیا اور چپکے سے گھر سے نکل گئے اور جنگل کی راہ لی۔ وہاں سے مولوی محمد صدیق نقشبندی جو سندھ کے مایہ ناز شاعر اور اولیائے کرام کے معتقد خاص تھے کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں دینی علوم میں مہارت حاصل کر لی کہ مولوی صاحب قبلہ بھی آپ کی ذہانت کے معترف ہو گئے۔

بیعت:

دورانِ تعلیم آپ کو روزانہ خانقاہ شریف حضرت خواجہ ابوالمساکین شیخ حضرت خواجہ حاجی بن شیخ محمد شرف بن مخدوم آدم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزرنا پڑتا تھا۔ ایک روز حضرت خواجہ سے آپ کا آمنا سامنا ہو گیا اور حضرت کی پیشانی مبارک سے تاڑ گئے کہ یہی وہ خوش نصیب نوجوان ہے جو ایک روز قطب زماں ہو گا۔ نہایت تعظیم اور محبت سے انہیں خانقاہ شریف میں لے گئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت کے دل میں عشق حقیقی کی چنگاری حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی ہی ملاقات میں سلگ اُٹھی تھی مگر اس چنگاری کو جو آہستہ آہستہ سلگ کر آگ بن چکی تھی، دبائے رکھا، آخر کار حضرت خواجہ ابوالمساکین انہیں جیتنے میں کامیاب ہو گئے اور انہیں سلسلہ طریقت میں داخل کیا، غرض کہ تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت خواجہ کی صحبت نے حضرت پر تصرف کا وہ رنگ چڑھایا جو اوروں کو سالہا کی محنت سے بھی میسر نہیں ہوتا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ ایک مرتبہ جد امجد مخدوم آدم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک کی زیارت اور مزار پاک کی مرمت کے سلسلہ میں تشریف لے جا رہے تھے۔ مرید پاپیادہ ہمرکاب تھے کہ یکایک حضرت خواجہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آؤ تم میرے ساتھ آکر بیٹھو۔ حضرت پاس ادب سے جھجکتے تھے مگر حضرت خواجہ نے ہاتھ پکڑ کر انہیں بھی سواری پر بٹھا لیا۔ ہم نشینی کا یہ اعزاز حضرت کی جانشینی کا مژدہ تھا چنانچہ اس کم سنی ہی میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں مسندِ خلافت پر بٹھا دیا۔ اگرچہ حضرت کسر نفسی سے کام لیتے رہے تاہم حضرت خواجہ نے فرمایا کہ "یہ اعزاز تمہیں بحکم الٰہی سونپ رہا ہوں۔ اللہ پاک نے آپ کو اس مقام پر پہنچا دیا کہ پتھر بھی بیک نظر آب آب ہو جائے۔ نیز فرمایا یہ نوجوان قطب زماں ہے۔ اس کا مثل دور دور تک نہیں ملے گا۔

چنانچہ حضرت مسند ارشاد پر بیٹھ گئے، ان دنوں ایک شخص ملا محمد ہاشم فقیہہ کا سندھ میں بہت چرچا تھا۔ جب اس نے حضرت کی مسند نشینی کی خبر سنی تو اس نے چند ایک ظاہر پرست علماء کو جمع کیا اور وفد کی صورت میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا اور حضرت کی کمسنی کی شکایت کی۔ حضرت خواجہ نے مسکرا کر فرمایا یہ معاملہ خدا کے فضل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں عمر اور کسب کا کیا سوال ہے؟ ملا نے لاکھ حیلے کیے مگر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ایک نہ مانی۔ ان لوگوں کے علاوہ حضرت کے عزیز و اقارب کو بھی یہ خبر بہت ناگوار گزری۔ آخر وہ بھی تلملا کر رہ گئے۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیت اللہ شریف روانگی کے بعد حضرت بہت سال ٹھٹھہ میں مقیم رہے۔ لوگ دور دور سے آتے اور فیض حاصل کرتے۔ البتہ ملا محمد ہاشم کی جانب سے ریشہ دوانیاں اور تکالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت خندہ پیشانی سے انہیں برداشت کرتے رہے۔ آخر کار خانقاہ شریف، ٹھٹھہ سے اُٹھ کر اپنے آبائی وطن لواری شریف میں

Marfat.com

تشریف لے آئے جس کی عظمت کی پیشنگوئی بہت پہلے حضرت خواجہ بہاؤ الدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ نے دی تھی اور یہ مقام مرکز ہدایت بن گیا، کہتے ہیں حضرت کا ٹھٹھ سے اُٹھنا تھا کہ سندھ پر نادر شاہ نے حملہ کر دیا اور یہ جگہ لوٹ کا اکھاڑہ بن گئی اور یہ قصبہ نیست و نابود ہو گیا۔

لواری شریف میں سکونت اختیار کرنے کے بعد حضرت سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ گوشہ نشین ہو گئے اور مراقبہ و استغراق میں مشغول رہنا شروع کر دیا۔ اکثر تہجد اور فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا فرماتے، محویت کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی تلقین وارشاد کے لیے حاضر ہوتا تو اس کی جانب چار و ناچار رجوع فرماتے اور فرماتے کہ ''کیا کروں اس کام کے لیے مجھے حق سبحانہ کی طرف سے حکم نہ ہوتا تو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کی جانب آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھتا'' حضرت کی تشریف آوری سے اُن کے والد بزرگوار ''شیخ حاجی رحمۃ اللہ علیہ'' بھی طالبان حق کو خود توجہ دینے کی بجائے حضرت کے حوالے فرماتے۔ ایک روایت میں ہے انہوں نے بھی حضرت کے ہاتھ پر تجدید بیعت فرمائی تھی۔

اللہ، اللہ طالبان حق کے شوق کی ادھر یہ کیفیت اور اُدھر ''حق آ گاہی'' کی یہ شان کہ انہیں خود ذوق دید سے فرصت نہیں تھی۔

ٹھٹھہ سے آنے کے بعد حضرت جہاں اقامت پذیر ہوئے قدیم زمانے میں وہ جگہ بھی لواری شریف کہلاتی تھی اور جہاں حضرت کا مزار مبارک ہے، اس مقام کو بھی لواری شریف کہتے ہیں۔ حضرت کے ابتدائی زمانہ میں قدیم لواری شریف کی زمین کلر اور شورزد ہونے کی وجہ سے بے کار ہو گئی تھی اور پانی بھی کھارا ہو گیا تھا۔ آبادی وہاں سے اُٹھ کر تین چار میل کے فاصلہ پر بس گئی۔ کچھ عرصہ بعد حضرت بھی وہاں آ کر آباد ہو گئے۔ کہتے ہیں لواری شریف قدیم زمانے میں بہت بڑا شہر تھا۔ جس میں تیس کے قریب مساجد تھیں جو زمانہ کی دست بُرد سے اجڑ گیا تھا۔

Marfat.com

رشدوہدایت:

طالبان اور متلاشیان طریقت گروہ درگروہ حاضر ہوتے اور توجہ لے کر جاتے، بعض اوقات حضرت کے دربار میں چار چار پانچ پانچ سو کا ہجوم بیک وقت جمع ہوتا اور سب اس نوجوان، مگر ''معمر'' صاحب نظر کیمیا اثر کی نگاہ کرم سے مالامال ہوتے۔ بیشتر آپ کے روئے انور کو دیکھتے ہی ''فیض یاب'' ہوجاتے اور قلب جاری ہوجاتا۔

ایک مرتبہ سندھ کے شاعر اعظم اور ولی کامل حضرت سید عبدالطیف شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی خدمت میں تشریف لائے۔ اور دونوں میں راز و نیاز کی باتیں ہوتی رہیں۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاعرانہ کمالات کا اظہار کرتے تھے اور حضرت بھی جواباً شعر ہی میں انہیں اپنے مقام سے آگاہ فرماتے۔ آخر کار حضرت نے انہیں خلافت کی چادر اوڑھائی۔ شاہ صاحب اس عنایت پر ہمیشہ فخر کرتے رہے۔

ایک مرتبہ ایک شیخ وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر معروض ہوا کہ مجھے فناء محویت حاصل ہوئی ہے کہ مجھے کسی چیز کا وجود نظر نہیں آتا اور بقا ایسی حاصل ہے کہ سوائے حق سبحانہ وتعالیٰ کے کسی چیز کی طرف توجہ التفات نہیں کرتی۔ مجھے ارشاد تلقین کی اجازت دی جائے۔ حضرت نے فرمایا: ''کس درجہ پر پہنچ چکے ہو؟'' اُس نے عرض کیا ''حضرت کی عنایت سے جس شخص کے قلب پر توجہ کرتا ہوں، اس قلب سے ذکر جاری ہوجاتا ہے۔ خشک پیڑ پر نظر کرتا ہوں تو سرسبز ہوجاتا ہے۔ اگر پتھر پر نظر کرتا ہوں تو وہ موم ہوجاتا ہے'' حضرت نے فرمایا: ''بس اسی بات پر تمہیں شیخیت کا دعویٰ ہے؟'' جاؤ اور خشک پیڑوں کو سرسبز کرو۔ یہ جدا چیز ہے اور مشائخیت دیگر چیز ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں ''اپنی نیابت عطا کرتا ہے'' شیخ وہ ہے جو فناء میں غرق رہتا ہے، اس کا کلام دوا ہے۔ نظر شفا ہے اور ایک نگاہ سے سو مردہ دلوں میں بیک وقت زندگی بھرتا ہے۔ بندوں کو اللہ سے قریب کرتا ہے۔ اگر اسے یہ مرتبہ حاصل

Marfat.com

نہیں تو وہ نفس کا شکار ہے اور خلقت کو گمراہ کرتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت خود جس مقام پر تھے، بس وہی مشائخیت کا مقام تھا۔

کرامات:

حضرت ممدوح فرماتے ہیں کہ قرب الٰہی حاصل کرنے کے باوجود جو طالب حق کشف و کرامات کا خواہش مند ہے۔ اس کی طلب ادھوری ہے۔ ہاں اگر وہ طالب ''حق کامل'' ہے تو نئے طالبان حق کے قلب میں اللہ تعالیٰ کے تصرف کے برابر کوئی بڑی کرامت نہیں۔ حضرت خود اس تصرف میں بہت ماہر تھے۔ جب عمر شریف چالیس سے متجاوز ہوئی تو بسبب کمال اتباع و محبت حضور نبی کریم ﷺ حضرت میں یہ خاصہ پیدا ہو گیا تھا کہ آں قدس سرہ چپ چاپ مجلس میں تشریف فرماتے اور طالبین حق بھی سر جھکائے، دوزانو مودبانہ روبرو بیٹھے ہوتے اور مرید کو حضرت سے خود بخود فیض پہنچتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت کے روبرو شہباز قلندر شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر چھڑ گیا کہ وہ مجذوب تھا۔ نماز میں تکبیر کہتے ہی اس کے ہر رونگٹے سے خون پھوٹ نکلتا تھا۔ حضرت بولے، کیا اس وقت کوئی ایسا مرد خدا موجود نہ تھا جو اسے اس حالت سے نکال لیتا؟ قدرے توقف کے بعد فرمایا: اگر اس وقت حضرت خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بھی فرزند موجود ہوتا تو منصور رحمۃ اللہ علیہ کو پھانسی پر جان نہ دینا پڑتی۔ کیونکہ وہ اسے ''انا الحق'' کی منزل سے نکال لے جاتا اور اسی ضمن میں ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ وہ منصور ہی تھے جنہوں نے ملاؤں کے فتویٰ پر خود کو قتل ہونے دیا مگر ہم اپنے مریدین کو ان لوگوں کے ہاتھوں ہلاک نہیں ہونے دیں گے۔

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ قاضی احمد دمائی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 16 ذیقعد 1120ھ ہجری

بمقام: احمد ضلع دادو سندھ

وصال: 1223ھ ہجری

مزار اقدس: قاضی احمد، سندھ

☆

حضرت مخدوم قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ ضلع دادو، سندھ میں احمد مقام پر پیدا ہوئے۔ حضرت مخدوم کے والد بزرگوار خواجہ محمد صدیق بھی خدا دوست، متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ بچپن ہی سے حضرت کا میلان فقر کی طرف تھا۔ ابتدائی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کی اور تکمیل علوم موضع لکی تحصیل سوہن کی مشہور درس گاہ میں ایک فاضل اجل استاد کے ہاتھوں فرمائی۔ جہاں کچھ مدت حضرت نے بھی معلمی کی مسند کو زینت بخشی۔ حکومت وقت کی نگاہوں میں حضرت کے خاندان کی بہت وقعت تھی۔ جب فارغ التحصیل ہوئے تو انہیں ''قضاۃ'' کا عہدہ سپرد ہوا، حضرت لکی سے دم میں آکر بس گئے ملک بھر میں حضرت کے فتاویٰ چلتے تھے اور عوام وخواص میں ''قاضی احمد'' کے نام سے مشہور رہے۔

حضرت کے آباؤ اجداد سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے، ابتداء میں حضرت کا سلسلہ طریقت بھی یہی تھا۔ ایک مرتبہ دم کے قیام کے دوران میں حج بیت اللہ شریف پر روانہ ہوئے، دم سے آٹھ سات میل ہی چلے ہونگے کہ اس قطعہ ارضی پر انوار الٰہی برستے دیکھے۔ ساتھیوں سے فرمایا، حج سے واپسی کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اس جگہ پر ہی قیام کریں گے۔

Marfat.com

جب لواری شریف کی حدود میں داخل ہوئے تو سلطان الاولیاء حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ جن کا شہرہ بہت پہلے سے سن رکھا تھا، سے ملاقات کے لیے بے چین ہو گئے۔ ہمراہیوں سے ذکر کیا، انہیں بھلا کب انکار تھا، یہ حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے، نگاہوں کا چار ہونا تھا کہ حضرت گھائل ہو گئے۔ ادھر حضرت سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان کا سمندر موجزن تھا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے بے اختیار دست طلب بڑھا دیئے، شوق خدمت گاری سے مغلوب ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ”حضور کے طریقہ عالیہ میں داخل ہونے کا ازحد شوق ہے، اس وقت البتہ حج مبارک کے ارادہ سے نکلا ہوں، واپسی پہ انشاء اللہ العزیز خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ سعادت حاصل کروں گا“۔

حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا ”بہت نیک ارادہ ہے، شوق سے جاؤ مگر اس کے اہل بن کر؟: حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ سوچ میں پڑ گئے، سلطان الاولیاء نے فرمایا: جانے والے میں کم از کم اتنی صلاحیت تو ہو کہ وہاں جا کر حقیقت کعبہ کا آنکھوں سے مشاہدہ کر سکے؟ اور جب دیار رسول اکرم ﷺ پر حاضر ہو تو وہاں اس کی کوئی جان پہچان ہو اور حاضری کا شرف حاصل کر سکے؟“ ان کلمات مبارکہ کا سننا تھا کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے ارادہ سفر ملتوی کر دیا اور غلامی کا پٹہ قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے؟ ارشاد ہوا تم کو تین مہینے رکنا ہو گا بولے بسر و چشم منظور ہے۔

حضرت مخدوم فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ کو بے حد مہربان پایا، احقر کو تین روز متواتر توجہات خصوصی اور عنایات شاہانہ سے بے حساب نوازا کہ میرے قلب سے علم و عرفان کی ندی بہہ نکلی اور اس قدر انوار پھوٹ پڑے کہ سالہا سال کی ریاضت و عبادت سے بھی ہرگز یہ انعام و اکرام مجھے میسر نہ ہوتے۔ حضرت قبلہ نے تین ماہ کا کام تین ہی روز میں انجام فرما دیا اور مجھے اناڑی سے کامل بنا دیا۔ نیز ارشاد فرمایا، اب تم جا سکتے ہو۔

Marfat.com

عرض کیا ''اگر سفر میں کوئی عارف ملے تو اس سے استفادہ کروں؟''

فرمایا: اس ملک میں تو کوئی ایسا شخص ہمیں نظر نہیں آتا۔ یمن میں ایک صاحب ہیں وہ خود تم سے ملیں گے، حضرت مخدوم سفر پر روانہ ہو گئے۔ فریضہ حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے بعد دربار رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضور صاحبِ لولاک سید البشر جناب رسالتمآب ﷺ روضہ منورہ سے باہر تشریف لائے ہیں اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئے ہیں۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضور پرنور کی یہ عنایت ہمیشہ اس ناچیز کے شامل حال رہی اور فخر حضوری جناب سرور دو عالم ﷺ اس عاصی کو ہمیشہ میسر رہا۔

فرماتے ہیں میں جب اس مبارک سفر سے واپس ہوا تو یمن میں حضرت قبلہ کے ارشاد کے مطابق ایک صاحب شیخ محمد علی دستار کی بہت شہرت سنی جو وہاں ''شیخ مشائخ'' کے لقب سے مشہور تھے، ہر شخص ان کے اوصاف حمیدہ کا معترف تھا۔ ایک روز ساتھیوں کے ہمراہ جامع مسجد میں نماز جمعہ کے لیے بیٹھا تھا۔ وہاں لوگوں کے ٹھٹھ لگے تھے اور باہم سرگوشیاں کرتے تھے کہ حضرت شیخ المشائخ جو حجرہ سے بہت ہی کم نکلتے ہیں ابھی ابھی مسجد میں تشریف لا رہے ہیں، چنانچہ تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ صورت ہجوم کو چیرتے ہوئے میری طرف آ رہے تھے، تعظیماً اُٹھا مگر انہوں نے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا اور قریب آ کر اس محبت سے بغل گیر ہوئے کہ حاضرین تعجب میں رہ گئے، کیونکہ وہاں بالکل اجنبی تھے، بعد ملاقات مجھ سے بولے ''آپ کا قیام کہاں ہے؟ تا کہ صحبت کا شرف حاصل کروں۔'' میں نے جائے رہائش کا پتہ بتلایا، اگلے روز صاحب پالکی میں سوار ہو کر تشریف لائے اور ان سے سلسلہ میں داخل ہونے کی خواہش ظاہر کی، حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی درخواست بخوشی قبول فرمائی۔ اور جب انہوں نے جانے کیلئے اجازت چاہی تو یہ اخلاقاً چند قدم ہمراہی

Marfat.com

میں جانا چاہتے تھے اور شیخ المشائخ روکتے تھے، آخر وہ خوشی خوشی روانہ ہو گئے۔

مسئلہ اعانت:

حضرت سفر حج کا ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے روانگی سے پہلے حضرت قبلہ سے دریافت کیا تھا کہ مرشد کیا مصیبت میں بھی کام آتے ہیں؟ جواب میں حضرت قبلہ نے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر نقل پڑھا:

داں غوغا کہ کس کس رانہ پرسد

من از پیر مغاں منت پذیریم

چنانچہ جہاز پر سوار تھا کہ اچانک ایک روز مسافروں میں چیخ وپکار ہونے لگی۔ گو مراقبہ میں مشغول تھا مگر شور و غوغا کی پیہم آواز سے کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے، ایسے میں چین اور سکون کسے تھا، اُٹھ کر باہر تختہ پر آیا اور صورت حال دریافت کی، معلوم ہوا آگ لگ گئی ہے۔ گھڑی بھر میں جہاز جل کر خاکستر ہو جائے گا، شعلے اُٹھ رہے تھے سب کی زندگی خطرہ میں تھی، میں نے گھبرا کر کہا، سمندر کے پانی سے سب مل کر آگ بجھا کیوں نہیں دیتے؟'' ایک نے کہا: یہ تو اور جلتی پر تیل کا کام دے گا۔ میں مایوس ہو کر دب کر بیٹھ گیا۔ توجہ حضرت پیرو مرشد سلطان الاولیاء کی طرف لگی ہوئی تھی، چند لمحے ہی گزرے تھے کہ بھڑکتے ہوئے شعلے سرد پڑ گئے۔ سب کی جان میں جان آئی۔ اور جہاز سلامتی سے کنارے پر پہنچ گیا۔

ایک روز ساتھیوں سے علیحدہ ہو کر پہاڑی کے دامن میں نمازِ عصر ادا کر رہا تھا کہ ناگاہ چند بدو ہاتھ میں نیزے لیے اور قطار باندھے پہاڑی سے اتر کر سیدھے میری طرف کو چلے آ رہے تھے، روپیہ پیسہ تو میرے پاس نہیں تھا۔ مگر جان کسے پیاری نہیں ہوتی، جی ہی جی میں تھرتھرانے لگا۔ اعانت کے لیے فوراً حضرت قبلہ سے رجوع کیا، بدو بالکل قریب پہنچ گئے

Marfat.com

تھے ایک بدو جو آگے آگے آ رہا تھا، اُن کا سردار معلوم ہوتا تھا، میں نے کانپتی ہوئی آواز میں اسے ''السلامُ علیکم'' کہا اس نے سلام کا جواب دیا اور ساتھیوں سمیت برابر سے چپ چاپ نکل گیا، یہاں سے وہ لوگ واپس چلے گئے، میں نے اطمینان کا سانس لیا، حضرت قبلہ نے انتہائی شفقت سے ہر دو مصیبتوں میں میری مدد فرمائی۔ اور اعانت کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔

حضرت نے سفر حج سے مراجعت فرمائی تو حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کئی برس اس آستانہ عالیہ پر گزار دیئے۔ حضرت سلطان الاولیاء حضرت مخدوم پر بہت مہربان تھے۔ ایک روز متبسم ہو کر فرمایا: ''قاضی صاحب، ہم سے آج جو مانگنا ہو مانگ لو، ہمیں اُمید ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ضرور قبول فرمائیں گے۔ حضرت پیر و مرشد کو جو یوں مائل بہ کرم دیکھا تو انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھا دیے یہ مانگ رہے تھے اور حضرت قبلہ ''آمین'' فرما رہے تھے اور حق سبحانہ وتعالیٰ عطا فرما رہے تھے۔

مسندِ ہدایت:

حج مبارک پر جاتے ہوئے حضرت نے مقام دَم میں جو قطعۂ زمین رہائش کے لیے پسند فرمایا تھا، کچھ عرصہ کے بعد وہاں حضرت نے ایک قصبہ کی بنیاد رکھی اور وہیں آباد ہو گئے اور لوگوں کو بھی وہاں آباد ہونے کی دعوت دی اور انہیں خوشخبری دی کہ اس بستی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کبھی وبائی مرض ہیضہ نہیں پھیلے گا اور اگر کسی وجہ سے کوئی آدمی شکار بھی ہوا تو وہ وہیں تک محدود رہے گا۔ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں گے، نیز فرمایا کہ اس قصبہ میں آگ سے کوئی مالی و جانی نقصان نہیں ہوگا۔ کہتے ہیں حضرت کے اس ارشاد کی تاثیر آج تک اس عالی مقام میں (جو بعد رحلت حضرت قاضی احمد کے نام سے مشہور ہوا اور اب تک اسی مبارک نام سے ملقب ہے) موجود ہے اور لوگ بفضلہ تعالیٰ ہیضہ اور آگ کے شر سے محفوظ رہتے ہیں۔ حضرت سلطان الاولیاء کی رحلت کے بعد سندھ میں حضرت کی ولایت کی دھوم تھی۔ کہتے ہیں

Marfat.com

ایک عالم جو حضرت کا بہت مخالف تھا ایک مرتبہ مناظرہ کے لیے حاضر ہوا، حضرت دوسری منزل پر تشریف رکھتے تھے، جب ملاقاتی کی آمد کی اطلاع ہوئی تو دریچہ سے جھانک کر انہیں دیکھا اور فرمایا: ''یہ تو وہی ہیں جو مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں'' حضرت کا یہ فرمانا تھا کہ عالم چوکڑیاں بھول گیا اور توجہ پاک کی برکت سے بے خود ہوکر زمین پر لیٹنے لگا اور اسی بے قراری کے عالم میں حق کا نعرہ لگاتے ہوئے جنگل کی طرف نکل گیا۔

حضرت کے ہاتھ پر لوگ بڑی تعداد میں بیعت ہوئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فیضان سے مالا مال ہوئے۔ حضرت نے دین کی اشاعت کے لیے متعدد مقامات پر خانقاہیں بھی قائم کیں۔ جہاں طالبان ہدایت تعلیم حاصل کرتے اور اللہ کے دین کو پھیلاتے۔

خلفاء:

حضرت کا ارشاد ہے کہ میرے جانشین صاحب کمال ہوں گے، براہ راست جو بزرگ حضرت سے فیض یاب ہوئے، ان میں شہبازِ توحید حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ، سید میاں نور شاہ کنڈائی رحمۃ اللہ علیہ، میاں عبدالولی رحمۃ اللہ علیہ اور میاں عبدالکریم پنگارہ شریف ان صاحب کمال بزرگوار کے طفیل پنجاب اور سندھ کا چپہ چپہ فیضان سرمدی سے سرشار اور نور محمدی کی روشنی سے مالا مال ہو گیا کہ آج تک حضرت کی جاری کردہ ''انہار اربع'' سے بے شمار فیض اور نور کے چشمے جاری وساری ہیں۔

وصال:

حضرت کی عمر شریف 100 سال سے کچھ اوپر تھی اور پیش رو میں غالباً سب سے زیادہ عمر پائی اس طویل عمر میں بڑی خلقت نے ہدایت بھی پائی کیونکہ اولیائے کرام کی زندگی بالکل حق سبحانہ وتعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہوتی اور گزرتی ہے۔ جب یہ اپنا کام کر چکتے ہیں تو واپس بلا لیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت 16 ذیقعدۃ 1223ھ ہجری کو واصل بحق ہوئے۔ حضرت کی تاریخ رحلت پر چند قطعات کہے گئے تھے۔ جن میں سے ایک دو پیشِ خدمت ہیں۔

جنید وقت وو مخدوم مرحوم

بجنت رفت رب اغفرہ وارحم

چو در علم طریقت پیشوا بد

شد تاریخ وصلش پیر اعظم 1223ھ

نیز دو مصرعوں سے بھی تاریخ رحلت نکلتی ہے۔

شاہ شمس جہان بود سایہ فردوس

اور (لقد جاءت رسل ربنا بالحق

☆

Marfat.com

حضرت شاہ حسین المعروف بھورے والے رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 10 ذیقعدہ 1180ھ ہجری

بمقام: رتڑ چھتڑ (مکان شریف)

وصال: 17 صفرالمظفر 1244ھ ہجری

مزار اقدس: رتڑ چھتڑ (مکان شریف) ضلع گورداسپور، پنجاب (انڈیا)

☆

حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ 10 ذیقعدہ 1180ھ ہجری کو رتڑ چھتڑ ضلع گورداسپور (پنجاب) انڈیا میں پیدا ہوئے۔ حضرت کے والد بزرگوار کا نام سید شاہ کریم تھا۔ حضرت کے جدامجد سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ متقی بزرگ تھے، جس روز رات کو انہوں نے دنیا سے انتقال فرمایا، اسی رات حضرت شاہ حسین دنیا میں تشریف لائے۔ حضرت کے مورث اعلیٰ حضرت شاہ دانیال رحمۃ اللہ علیہ ان کی پیدائش سے ساڑھے تین سو سال قبل بحکم حضور نبی کریم ﷺ عرب شریف سے تشریف لائے اور رتڑ چھتڑ کو آباد کیا کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں روانگی سے قبل از راہ عنایت دو دانہ انگور عنایت فرمائے تھے اور ارشاد کیا کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ بیج پھلیں پھولیں گے، چنانچہ حضرت شاہ حسین وہ پہلے نونہال تھے جن کی بشارت حضرت صاحب لولاک ﷺ نے ان کے مورثِ اعلیٰ کو فرمائی تھی۔ حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ نو سال کے تھے کہ حضرت کے والد بزرگوار جو بسلسلہ فوجی ملازمت بھڑی شاہ رحمان میں مقیم تھے رضائے الٰہی سے رحلت فرما گئے، حضرت دھرم کوٹ کے دینی مدرسہ میں داخل ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولوی عبدالغفور صاحب سے حاصل کی، عمر شریف انیس سال

Marfat.com

کی ہوئی تو خانگی حالات سے مجبور ہوکر روزگار کی فکر ہوئی۔علوم دین کی تکمیل کا شوق بھی تھا حضرت پشاور تشریف لے گئے، جہاں تکمیل علوم بھی فرماتے اور معاش کے لیے گھوڑوں کی خرید وفروخت کا کام بھی کرتے، وہاں چار سال گزرے تھے کہ ایک روز جب حضرت بازار سے گزر رہے تھے کہ حفیظ نامی ایک رنگ ریز مثنوی شریف کے چند اشعار رقت بھری آواز اور انتہائی سوز و گداز سے پڑھتا تھا۔حضرت جوں جوں سنتے عالم محویت میں ڈوبے چلے جاتے تھے بے ساختہ فرمایا ''میاں حفیظ! واللہ کیا تاثیر پائی ہے زباں میں'' عشق کی دبی ہوئی چنگاری ہوا پاتے ہی بھڑک اُٹھی، تعلیم اور کاروبار کو چھوڑ چھاڑ کر مرشد کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تاکہ سوز و ساز سے صحیح معنوں میں شناسائی اور درِ محبوب تک رسائی ہو۔

رہروِ عشق:

حضرت جہاں کسی اللہ والے کا ذکر سنتے، ادھر کو چل دیتے، غزنی۔قلاب وغیرہ سب علاقے چھان مارے، مگر مقصود ہاتھ نہ آیا۔مایوس ہوگئے تھے کہ ندائے غیب نے ہمت باندھی کہ اے راہ وجادۂ عشق جذبہ شوق کو ابھی اور فراوانی درکار ہے۔ابھی دوری پر منزل یار ہے۔یہ خم ٹھونک کر پھر آگے بڑھے۔صحرانوردی میں چھ سال بیت گئے۔نہ کھانے کی رغبت نہ پہننے کی فکر۔ایک ہی دھن سوار تھی، ایک روز سخت گرمی کا دن تھا۔تھک ٹوٹ کر ایک پیڑ تلے گھڑی بھر کو ستانے کے لیے بیٹھ گئے۔دھیان حضرت رب العالمین کی طرف تھا، کہ یا باری تعالیٰ مشکل آسان کردے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت کی خستہ حالی پر کمال مہربانی کی اور ہاتف غیبی کو بھیج دیا۔حضرت نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ ایک دُبلا پتلا شخص کھڑا ہے، اور سلام کہتا ہے، حضرت سے پرسان حال ہوا۔یہ ہاتھ کا چھپولا تھے ہی۔غم گسار کو پا کر بہہ نکلے۔انہوں نے پرزہ کاغذ پر کچھ لکھا، اسے لپیٹا اور حضرت کو تھمادیا اور اشارہ کرکے بولے ''اس طرف چلے جایئے، دھیان رہے کہ راستے میں ایک رات سے زیادہ قیام نہ کرنا اور یہ

Marfat.com

خط تیسرے روز پڑھنا'' کہا اور غائب ہو گئے۔ انہوں نے وہ پرزہ کاغذ جان سے عزیز جان کر چھاتی سے لگایا اور ہاتف کے اشارے پر چل پڑے، تین شب و روز کی مسافت کے بعد ایک مسجد میں اترے اور کمال اشتیاق سے اس کاغذ کو کھولا، ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ کاغذ پر بجز چند القاب نیاز مندانہ کچھ تحریر نہ تھا۔ یہ جی ہی جی میں پیچ و تاب کھا رہے تھے کہ مسجد کے دوسرے کونے میں امام صاحب بیٹھے، ان کی بیتابی کو بھانپ رہے تھے، آخر قریب آئے اور بے چینی کا سبب دریافت کیا، یہ محبوب کی تلاش میں دیوانے ہو رہے تھے، سرد آہ بھر کر قصہ سنانے لگے، امام صاحب محبت سے بولے، گھبرایئے نہیں، مجھے آپ کے حالات کا علم ہے، یہاں سے قریب ہی ایک گاؤں شالا نامی مشہور ہے، وہاں مسجد میں ایک حافظ نابینا رہتے ہیں یہ خط انہیں دے دیں انشاء اللہ وہ آپ کی رہنمائی کریں گے۔

حضرت کی جان میں جان آئی اور اللہ کا نام لے کر حافظ صاحب کی طرف چلے، حافظ صاحب قبلہ، جن کے دل کی آنکھیں روشن تھیں۔ حجرہ میں تشریف رکھتے تھے، یہ داخل ہوئے تو دروازہ بند کر لیا، خط کو ہاتھ میں لے کر بولے ''حضرت راقم الحروف نے پاس ادب سے مکتوب الیہ کا پتہ تحریر نہیں کیا، یہ خط جس بزرگ ہستی کو لکھا گیا ہے، ان کا اسم گرامی حضرت قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ ہے اور وہ گوٹھ قاضی احمد نزد دم شریف، سندھ میں رہتے ہیں، یہاں سے آٹھ یوم کی مسافت ہے اور انہیں دعا دے کر رخصت کیا۔

اللہ، اللہ، جس راہرو جادۂ عشق نے بغیر شناسائی منزل چھ سال صرف تلاش اور اُمید پر صرف کر دیئے ہوں، آٹھ روز کا سفر اس کے لیے کیا مشکل تھا۔ منزل سے آگاہی پا کر خوشی خوشی روانہ ہوئے، ہر قدم پر دل کو دھوکہ ہوتا کہ وہ رہی منزل سامنے۔۔۔۔۔ لیلائے شوق کو بہلاتے پھسلاتے آخر انہوں نے منزل کو پالیا۔

منزل:

حضرت قبلہ جب حضرت قاضی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک دلیس میں

Marfat.com

وارد ہوئے تو رات کا وقت تھا، اندھیری رات اور بارش ہو رہی تھی، راستے پانی اور کیچڑ سے لٹے ہوئے تھے، مگر یہ تھے کہ شوق دید میں بے تاب، مردانہ وار آگے جا رہے تھے، جب دیار محبوب کے پاس پہنچے تو گلی میں تین آدمیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی ایک کے ہاتھ میں مشعل تھی، حضرت نے سلام میں پہل فرمائی۔ یہ عزت افزائی۔۔۔ مارے خوشی کے سب مصیبتیں اور تھکان بھول گئے۔ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بڑے تپاک سے ملے، ارشاد فرمایا کہ اب آرام کیجئے، صبح ملیں گے۔ خدام سے معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ بھی نہ صرف ان کی آمد کے منتظر تھے بلکہ فرماتے تھے کہ پنجاب سے ایک صاحب بلند استعداد طالب حق آنے والا ہے، بارگاہ رب العزت میں اس کی بڑی قدر و منزلت ہے، یہ اس قدر افزائی پر سجدہ شکر بجالائے۔

بیعت:

صبح جب یہ حضرت قبلہ کے روبرو ہوئے تو انہیں کمال محبت سے سلسلہ عالیہ میں داخل فرمایا اور خوشخبری دی کہ "جب ہم مدینہ منورہ میں تھے تو ہمیں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارا ایک عزیز علاقہ پنجاب سے بڑی مصیبت جھیل کر تمہارے پاس آئے گا وہ سرمست مقبول بارگاہ اور محمود بادۂ حدت ہوگا، نیز حکم فرمایا تھا کہ جب وہ بلند ہمت ہمارے پاس پہنچے تو وہ امانت جو تمہیں سونپی گئی ہے اس کے حوالہ کر دینا۔

حضرت ایک حجرہ میں بیٹھ کر ذکر قلبی میں مشغول ہو گئے، تھوڑے ہی دن مشق کی تھی کہ آتش عشق کے شعلے تیزی سے بھڑک اُٹھے اور جذب کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ سوائے باری تعالیٰ کے کسی چیز کی خواہش نہ رہی۔ ایک روز حضرت قبلہ کی حاضری میں تھے کہ انہوں نے فرمایا: "بعض لوگ آ کر کہتے ہیں کہ ہم سید ہیں، ہمیں تعظیم کرنا پڑتی ہے مگر دل قبول نہیں کرتا کہ یہ سید ہوں گے"۔

Marfat.com

ان کے دل میں خیال ہوا کہ شاید قبلہ کو شبہ ان کی وجہ سے پیدا ہوا ہے؟ جھٹ حضرت قبلہ نے فرمایا: ''تمہارے سید ہونے میں کوئی شبہ نہیں''۔ حضرت قبلہ کا آنکھیں چار کر کے فرمانا تھا کہ یہ بے ہوش ہو گئے۔ کوئی سدھ نہ رہی، دیوانہ وار کپڑے پھاڑ کر جنگل کی طرف نکل گئے، حالتِ جذب و مستی میں پھرتے، جب ذرا افاقہ ہوتا تو سوزِ فراق میں ڈوبے ہوئے عاشقانہ اشعار پڑھتے، طبیعت جولانیوں پر تھی، غزلیں خود بخود ذہن سے ڈھل کر نکلنے لگیں، سرمست تخلص فرماتے تھے، عجیب توحید آمیز کلام تھا۔

اور کبھی وحشت زدہ ہو کر سمندر کی طرف دوڑتے اور پلٹ آتے اور کبھی پیر و مرشد کی زیارت کا شوق غالب آتا تو دیارِ محبوب کی طرف رخ کرتے، جوں ہی نگاہ در و دیوار پر پڑتی بسمل کی طرح زمین پر لوٹتے اور جنگل کو بھاگ جاتے جب ہوش جنوں میں کمی ہوتی تو حاضر خدمت ہوتے، ان دنوں حضرت قبلہ انہیں دیکھ کر احباب سے فرمایا کرتے ''شہبازِ توحید بلند پرواز واپس آرہا ہے''۔ حضرت قبلہ ممدوح کی مجلس میں حاضر ہوتے تو حاضرین پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی۔ گویا عالم جذب و سکر غیر اختیاری تھا، مگر حضرت کو اس میں بھی کمال لذت محسوس ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ فرماتے ہیں کہ مکڑی کا ٹڈل دل آیا اور میں نے چند مکڑی بھون کر کھالیں، اسی وقت شوقِ محبت اور ذوقِ مستی جاتے رہے۔ حالت غیر ہو گئی، رات بھر گریہ و زاری کرتے اور اس جنون و مستی کے لوٹ آنے کی حق سبحانہ وتعالیٰ سے دعائیں مانگتے۔ ایک روز مسجد میں بیٹھ کر روتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے:

زجام احمدی گر باز یک جرعہ نکام افت
ہمائے اوج لاہوتی ہماں ساعت بدام افتد

کہ حضرت قبلہ تشریف لائے اور مخاطب ہو کر فرمایا: ''کیوں روتے ہو؟'' عرض کیا ''حضور'' جس کا تمام عمر کا اثاثہ لٹ گیا ہو، وہ روئے نہ تو اور کیا کرے؟'' ارشاد ہوا، وہ

Marfat.com

شخص مکڑی سے توبہ کیوں نہ کرے، جب قصور سے آگاہ ہوئے تو فی الفور تائب ہوئے، حضرت قبلہ نے بھی از راہ ترحم ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا، فیض کا دروازہ کھل گیا اور رحمت کا دریا اُمنڈ آیا، اور یہ کیفیت و مستی سے پھر جھومنے لگے۔ حضرت جذب و مستی ہی کے دوران کا ایک واقعہ سناتے ہیں کہ ایک روز ایک کسان اپنے بیل کو مار رہا تھا، مجھے یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا اور اُسے منع کیا مگر وہ سنگ دل حیوان کو اور شدت سے مارنے لگا کہ خود بے ہوش ہو کر گر پڑا، لوگ اُسے اُٹھا کر حضرت قبلہ کے پاس لائے اور شکایت کی کہ آپ کے درویش نے اس شخص کا کلیجہ نکال لیا ہے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا ''حسین شاہ، کلیجہ نہیں نکالتے، بلکہ حالتِ ایثار میں ہیں'' اور اس شخص کو ایک نظر دیکھا وہ فوراً ہوش میں آگیا اور جب میں حاضر ہوا تو از راہ شفقت میرے جسم پر ہاتھ پھیر رہے تھے کیونکہ کسان نے جس قدر بیل کو مارا تھا وہ سب نشانات میرے جسم پر موجود تھے، ایک روز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ شعر گوئی چھوڑ دو، کیونکہ یہ چیز ترکہ کے راستے میں حائل ہے۔

خلافت:

ان کے جذب و سکر میں کمی واقع ہوئی تو حضرت قبلہ نے ان پر کمال مہربانی کی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک نے تمہیں اس مکان میں ہمارے پاس آنے کی توفیق دی، نہیں تو بہت سے منصور مشرف، اس فناء کے دریا میں غرق ہو گئے ہیں۔ انہیں خلافت کی دستاویز مرحمت کی نیز وطن مالوف کو مراجعت کی تلقین فرمائی۔ حضرت ممدوح نے ''اجازت نامہ'' میں انہیں بڑی محبت سے خطاب کیا، اور ان کی محنت شاقہ اور ریاضتوں کا ان اُمید افزا الفاظ میں اعتراف فرمایا کہ:

''سید حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حق سبحانہ و تعالیٰ کی مہربانی سے احادیث کی کشش کے حاصل کرنے کے بعد امکان کے دائرہ کو پورا طے کیا ہے اور سیر الی اللہ کو بھی پورے طور پر ختم

Marfat.com

کر کے فنا مطلق حاصل کی ہے اور مرید کے درجہ سے مراد کے درجہ پر پہنچ گئے اور اتنی استعداد رکھتے ہیں کہ اگر بندگان خدا میں سے کوئی طالب ان کی بیعت کر کے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوگا، بڑے سے بڑے فیض سے مستفید ہوگا''۔

حضرت جب وطن شریف میں آئے تو ان کی آمد کو نعمت سمجھ کر لوگ پروانہ وار سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہونے لگے اور اپنے گوہر مقصود کو پانے لگے۔ فریضۂ حج سے فراغت پا کر حضرت مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے، ہر قدم پر صاحب لولاک علیہ پر جان چھڑکتے اور حضور علیہ کی مدح فرماتے جا رہے تھے، اور ایک طویل نعت شریف بھی مرتب فرمائی۔

ذیل میں چند اشعار تبرکاً پیش کیے جا رہے ہیں۔

ہستم سگِ جنابت یا سید المدینہ ﷺ
جانم فدائے خاکت یا سید المدینہ ﷺ
مسکین و مستمندم مخزون و دردمندم
سوزندہ چوں سپندم یا سید المدینہ ﷺ
بے حد گنہگارم جائے اماں ندارم
شرمندہ شرمسارم یا سید المدینہ ﷺ
عرض حسین مسکین بہ پذیر یا شہ دیں ﷺ
کن کرم حال مابیں یا سید المدینہ ﷺ

اور جب روضۂ اقدس حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے بالمقابل پہنچے تو نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے، کہتے ہیں حضرت بار بار ہوش میں آتے اور بے ہوش ہوتے تھے، عاشق صادق تھے، ہوش بجا بھی کیونکر رہتے۔

مدینہ منورہ ہی کے قیام میں مرزا سہمگیں بیگ نے حضرت سے سلسلہ عالیہ میں

Marfat.com

داخل ہونے کی درخواست کی، حضرت نے ایک خط تحریر کیا اور انہیں پیرومرشد کے پاس بھیج دیا، کہتے ہیں اس مبارک قیام میں حضرت زیارت آنحضرت ﷺ سے جی بھر کر مشرف ہوئے اور عنایات وانعامات شاہانہ سے خوب مالا مال ہوئے اور پختہ ارادہ کرلیا کہ بقیہ عمر حضور ﷺ ہی کے قدموں میں بسر کریں گے، لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وطن واپس چلے جایئے، وہاں کے لوگ آپ سے ہدایت پائیں گے۔ یہ عرض پرداز ہوئے کہ ''میرے دل و جان کی راحت حضور ﷺ کے دربار گوہر بار میں رہنے سے ہے اور لمحہ بھر کو بھی نہیں چاہتا کہ حضور ﷺ کے ذی جاہ قدموں سے جدا ہوں''۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''تمہارے واپس جانے میں بھی کمال حکمت پوشیدہ ہے، علاوہ مخلوق کو فیض پہنچنے سے آپ کے دامن کی برکت سے ایک ایسا عزیز پیدا ہوگا کہ چمکتا ہوا سورج بھی اس سے روشنی حاصل کرے گا'' نیز ارشاد فرمایا کہ ''اگر تمہیں کسی خدا رسیدہ سے ملاقات کا اشتیاق ہو تو جہلم کے کنارے گھڑی گھڑیالی کے علاقہ موضع سموال میں ایک بزرگ حافظ محمود نامی سکونت رکھتے ہیں، ان کے پاس چلے جانا''۔

دربار نبوی ﷺ سے یہ پیغام ملا تو حضرت بادل نخواستہ آنکھوں میں آنسو بھر کر ''دیار محبوب'' سے چلے آئے۔ اور حضرت قبلہ پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں سے برکات حاصل کرتے ہوئے واپس وطن شریف میں پہنچ گئے۔

کچھ عرصہ کے بعد حضور پُرنور ﷺ کے فرمان عالیشان کے مطابق حضرت حافظ محمود رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے اور دیکھا کہ حافظ صاحب قبلہ سچ مچ منزل رسیدہ اور صاحب کمال بزرگ ہیں اور مقام تجلی صمدی پر فائز ہیں، جہاں عارف کھانے پینے کی فکر سے آزاد ہوتا ہے، حافظ صاحب قبلہ بھی کھانا پینا چھوڑ چکے تھے، حضرت ہر چند کھانے اور پینے کا اشارہ کرتے تھے مگر وہ ادھر التفات نہیں فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی

Marfat.com

مدت صمدی بھی گزر گئی۔ حضرت نے حافظ صاحب سے کہا ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کا اتباع لازم ہے، اگر آپ نے طعام کی طرف توجہ نہ کی تو میں ترک صحبت پر مجبور ہو جاؤں گا۔ یہ کہتے ہوئے حضرت نے ایک لقمہ اُٹھا کر ان کے منہ میں ڈالا، جسے حافظ صاحب نے قبول کیا، حضرت ہر روز ایک لقمہ اُن کے منہ میں ڈال دیتے، باطنی توجہ بھی فرماتے، آہستہ آہستہ انہیں کھانے کی خواہش ہونے لگی اور وہ کھانا نوش فرمانے لگے، اس طعام کی برکت سے انہیں مزید ترقی اور عروج حاصل ہوا۔

وصال:

حضرت بعمر 63 سال، 7 صفر 1244ھ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ مرزا سہگمین بیگ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو غسل دیا اور رتڑ چھتڑ کی زمین جو بوجہ حصول برکات اور مناسبت مسکن مبارک حضرت پیرومرشد (حضرت قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ) مکان شرف کے نام سے بھی پکاری جاتی ہے۔ دفن ہوئے، کہتے ہیں جس وقت انہیں قبر میں اُتارا گیا تو مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے چہرۂ مبارک سے کفن اٹھا کر جب آخری بار زیارت سے مشرف ہوئے تو گلوگیر آواز میں فرمایا ''جس پایہ کے آپ بزرگ تھے، افسوس کہ دنیا نے ان کی قدر نہ کی'' ابتداء میں حضرت کی قبر شریف بہت سادہ اور کچی تھی۔ کسی قدر گہرائی میں ہونے کی وجہ سے حضرت کا مدفن بھورے کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اسی سبب حضرت قبلہ کو بھی اکثر لوگ ''بھورے والے'' کہتے ہیں۔

حضرت کے وصال پر حضرت کے جانشین حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل کا قطعہ موزوں فرمایا، جس سے تاریخ رحلت بھی نکلتی ہے۔

در ماہ صفر چو حضرت مخدومی — تاریخ وفات آں کامل اکمل
دل گفت بگو مرشد مخدومی — بیخود سفر از یں دائرہ موہومی

Marfat.com

قطب الاقطاب، ابوالبرکات

حضرت سید امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 1212 ہجری

بمقام: رتڑ چھتڑ (مکان شریف)

وصال: 14 شوال 1282 ہجری

مزار اقدس: رتڑ چھتڑ (مکان شریف) ضلع گورداسپور، پنجاب (انڈیا)

☆☆☆

حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار سید حیدر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ طبابت فرماتے تھے، حضرت ابھی چھوٹے تھے کہ ان کے سایہ عاطفت سے محروم ہوگئے۔ دین کی ابتدائی تعلیم مولانا فقیر اللہ دین کوٹی سے حاصل کی اور آبائی پیشہ طبابت کی کتب حافظ محمد رضا اور مولانا نور محمد چشتی سے مطالعہ فرمائیں۔ بچپن ہی سے حضرت کی طبع مبارک میں عشق وگداز اور سوز وساز بھرا ہوا تھا اور شاعری کی طرف مائل تھا، زمانہ تعلیم میں بھی فی البدیہ اشعار کہا کرتے تھے، اس عمر میں ایک مرتبہ شیخ الشیوخ عالم حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے، وہاں ایک منجم بیٹھے ہوئے تھے، فرماتے ہیں وہ میری طرف غور سے دیکھ کر بولے "اس صاجزادے کا رتبہ بہت بلند ہوگا، اور خاندان کے ایک سن رسیدہ بزرگ سے فیض حاصل کرے گا"۔ یہ ان کی بات پر بہت متعجب ہوئے، خاندان کے تمام لوگ آنکھوں کے آگے گھوم گئے، آخر کار انہی ایام میں فخر خاندان حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت کے بشرے پر فیوض رحمانی وتجلیات نورانی کی مچلتی ہوئی

Marfat.com

کرنوں کو دیکھ کر فرمانے لگے "صاحبزادے، کون سی کتاب پڑھتے ہو؟"

یہ ابھی جواب نہ دینے پائے تھے کہ ارشاد فرمایا "مثنوی شریف پڑھا کرو، اس کے مطالعہ سے عمل میں اصلاح، اعتقاد میں سچائی، قلب میں روشنی اور روح میں قوت پیدا ہوتی ہے" گویا اعلیٰ حضرت سبق اس بچے کو دے رہے تھے جس نے ایک دن سرتاج ولایت اور امام الاولیاء بننا تھا اور جس کی آمد کی بشارت حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے جد اعلیٰ کو دی تھی اور جن کی تربیت کے لیے حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کو سید الاولین والآخرین حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے خصوصی احکامات ملے تھے۔

اگلے روز حضرت نے انہیں طلب کیا اور مثنوی کے چند اشعار کی تشریح فرمائی، حضرت کا کلیجہ مسوس کر رہ گئے۔ اس روز کے بعد انہیں بھی کچھ ایسا عشق سا ہو گیا کہ روزانہ کتاب لے کر اعلیٰ حضرت کے پاس جاتے اور باقاعدہ سبق لینے لگے۔ کہتے ہیں مثنوی کی تشریح اور فصاحت اعلیٰ حضرت پر ختم تھی، اس دل نشین انداز میں بیان فرماتے کہ حاضرین بے خود ہو کر جھوم جھوم جاتے۔

بیعت:

اِدھر تو اعلیٰ حضرت مثنوی شریف کا درس دیتے تھے۔ اُدھر ان کے دل میں ان کی عظمت گھر کر رہی تھی۔ فرماتے ہیں کہ دوران تعلیم ایک دفعہ میں اعلیٰ حضرت کے ساتھ حافظ محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جہلم گیا، دونوں "اولیائے کامل" کے ملاپ سے عجیب وغریب مشاہدات دیکھنے میں آئے۔ گرد و نواح کے لوگ قبلہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے، انہوں نے بھی تلقین ارشاد کے لیے درخواست گزار دی، حافظ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ پاک تمہیں اپنے مرشد کی محبت عطا کریں۔ ان کا اشارہ اعلیٰ حضرت کی طرف تھا، کہتے ہیں اس روز سے میرے دل میں سچ مچ اعلیٰ حضرت کی محبت اُمنڈ

Marfat.com

آئی۔ جب واپس ہوئے تو میں نے بیعت کی التجا کی۔ انہوں نے ازراہ عنایت درخواست قبول فرمائی اور مجھے سلسلہ میں داخل کیا اور ذکر کی تلقین فرمائی۔ تھوڑے ہی عرصہ کی ریاضت وعبادات اور اعلیٰ حضرت کی توجہ سے وہ مقام حاصل ہو گیا، جس کے لیے سالک سالہا سال مجاہدے کرتے ہیں۔ حضرت کی نظر پارس کی تاثیر رکھتی تھی۔ جدھر نظر اٹھی مس خام زر خالص بن جاتا، آبادی ست دور ''ڈھولی ڈھاب'' تالاب پر کئی کئی رات مراقبہ میں مشغول رہتے اور تنہائی میں اللہ، اللہ کرتے اور اوراد و وظائف کا جو معمول حضرت کے پیر و مرشد نے ان کے لیے مقرر فرمایا تھا، اس پر تمام عمر کاربند رہے۔ اعلیٰ حضرت کا بے حد احترام فرماتے اور خوشنودی طبع مبارک کے لیے ان کی خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے، کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت اور ان کی سواری کے گھوڑے کا بول و براز مٹی کے برتن میں بھر کر سر پر رکھتے اور ہر روز دریا میں بہا دیتے اور طبیعت میں کبھی کراہت محسوس نہ فرماتے بلکہ جب لوگ طنزاً دریافت کرتے کہ سر پر کیا چیز لے جاتے ہو؟ تو فرماتے: اس میں عطر ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے بھرے ہوئے مٹکے کو ان کے سر پر توڑ دیا، حضرت کا چہرہ مبارک اور کپڑے آلودہ ہو گئے۔ جب اعلیٰ حضرت کو اس واقعہ کا علم ہوا تو حضرت بے حد مہربان ہوئے۔ حضرت کو ان بے بہار خدمات کے صلہ میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا اور حضرت کے چہرہ پر ہر وقت ایک نور برستا رہتا تھا۔

حضرت نے ''احترام پیر'' کے مبارک جذبہ کو مرشد کے وصال کے بعد بھی ملحوظ رکھا، ان کا ایک مشہور کا نگی واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی بات پر خفا ہو گئے، مخلصوں نے ہر چند حضرت کی ناراضی کو دور کرنے کی کوشش کی، مگر کامیاب نہ ہوئے۔ آخر حضرت صاحبزادہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر حاضر ہو کر ملتجی ہوئے کہ اگر کسی کا باپ اپنے بیٹے سے ناخوش ہو تو دین دنیا میں اس کا ٹھکانہ نہیں

Marfat.com

رہتا۔ میرے والد بزرگوار میرے باپ ہیں اور مرشد بھی، خدارا اس ناچیز کی امداد فرمایئے۔ حضرت قبلہ کو علم ہوا تو صاحبزادہ صاحب کو بلوا کر فرمایا: ''تم نے اعلیٰ حضرت سے کیا کہا ہے؟'' وہ بولے ''آپ پر روشن ہی ہے'' حضرت قبلہ فوراً راضی ہو گئے اور فرمایا چونکہ تم بڑی درگاہ پر پہنچے ہو، اس لیے معاف کرتا ہوں۔

کرامات:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت کو بسبب اتباع کامل جناب نبی کریم ﷺ دو نعمتیں خصوصیت سے عطا فرمائی تھیں۔ ایک نگاہ اکسیر بے مثال اور دوسرا نورانی چہرہ۔ کیونکہ حضرت کی نگاہ مبارک جس کور باطن پر پڑتی اس کی سیاہی دھل جاتی اور جو حضرت کا روئے منور دیکھتا، اس کا قلب زندہ ہو جاتا۔ چنانچہ ہزاروں غیر مسلم صرف حضرت کی زیارت سے مشرف باسلام ہوئے اور نام کے لاتعداد مسلمان، صحیح معنوں میں مسلمان بن گئے۔ ایک مرتبہ ایک عورت اپنی بیمار لڑکی کو لے کر حضرت کی خدمت میں دعا کے لیے لے کر چلی، راستے میں مریضہ فوت ہو گئی۔ عورت کی یہی ایک اولاد تھی، روتی پیٹتی حضرت کی خدمت میں پہنچی، حضرت نے ایک نظر مسیحا صفت لڑکی پر ڈالی اور اسی ساعت وہ بالکل ٹھیک ہو گئی اور اُٹھ کر بیٹھ گئی۔

ایک سکھ فالج کا پرانا مریض تھا اٹھنے، بیٹھنے سے لاچار ہونے کی وجہ سے گھر والے اُسے چارپائی پر ڈال کر حضرت قبلہ کے پاس لے آئے۔ مریض نے حضرت کے چہرہ مبارک کو دیکھا اور اُٹھ کر بیٹھ گیا اور ہمیشہ کے لیے ان کا غلام بن کر رہ گیا، کہتے ہیں اس کی تندرستی اور صحت کا یہ عالم تھا کہ سخت جاڑوں میں شیرہ کاسنی میں سکنجبین ملا کر استعمال کرتا تھا اور کہتا تھا کہ جب سے حضرت کی نظر کیمیا اثر غلام پر پڑی ہے، سرد چیزوں کے استعمال کے علاوہ کسی چیز سے چین نہیں پڑتا اور تن بدن میں ایک آگ سی لگی رہتی ہے۔ حضرت کے

Marfat.com

دردولت پر روحانی اور جسمانی بیماریوں کے مریض کثرت سے پڑے رہتے۔آنجناب کی زیارت سے مشرف ہوتے صحت یاب ہو جاتے۔اکثر جذامی اور کوڑھی حضرت کے وضو کا استعمال شدہ پانی لے کر بدن پر ملتے اور تندرست ہو جاتے اور روحانی امراض میں مبتلا حضرت کی توجہ سے فیض حاصل کرتے۔

ایک روز ایک شخص اپنے نابینا بیٹے کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت میرے اندھیرے گھر کا یہی ایک چراغ ہے، اسے روشن کر دیجئے، حضرت نے لعاب دہن اس کی آنکھوں میں ڈال دیا اور فرمایا کہ دو ایک بار یہی ''دوا'' استعمال کرو، اللہ نے چاہا تو فائدہ ہوگا، چنانچہ دو تین روز میں ہی وہ آنکھوں والا بن گیا۔

☆

Marfat.com

حضرت صاحبزادہ سیّد صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

وصال: 1317ھ

ولادت: ووصال مکان شریف

☆

حضرت قبلہ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے تھے اور بے شمار مخلوق خدا کو راہ ہدایت دکھائی۔ 35 سال تک درگاہ مبارک کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے چلایا۔ اعلیٰ حضرت کے خلفاء اور معتقدین سے خاص محبت رکھتے تھے اور سب وابستگان سلسلہ ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ حضرت خواجہ بابا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو آپ ہی نے کوٹلہ شریف میں کار خاص پر بھیجا۔ اگرچہ خلعتِ خلافت حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے عطا ہوئی تھی۔

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ بابا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: 1207 ہجری

بمقام: دھرم کوٹ متصل مکان شریف (ضلع گورداسپور) (انڈیا)

وصال: 1331 ہجری

مزار اقدس: کوٹلہ پنجو بیگ ضلع شیخوپورہ

☆

ابتدائی حالات:

حضرت بابا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ ایک معزز ککے زئی پٹھان خاندان میں بمقام دھرم کوٹ متصل مکان شریف ضلع گورداسپور (پنجاب انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ معمولی تعلیم حاصل کی۔

حضرت کو اوائل عمر سے ہی مکان شریف سے از حد محبت تھی۔ حضرت قبلہ سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ عمر میں حضرت خواجہ سے پانچ برس چھوٹے تھے۔ تاہم بوجہ شرف و بزرگی حضرت ان کا بے حد احترام فرماتے۔ بیعت کا شرف بھی انہیں حضرت قبلہ ہی سے حاصل ہوا۔ وہ بھی ان سے بہت محبت فرماتے تھے اور ان پر بہت مہربان تھے، یہ ہر دم حضرت قبلہ کی چوکھٹ پر پڑے رہتے۔ ایک لمحہ کی جدائی بھی گوارا نہ فرماتے، دراز قد اور خوبرو جوان تھے۔ صحت اور تندرستی لائق رشک تھی، حضرت قبلہ نے فرمایا ''ملازمت کرلو'' انہیں کب عذر تھا۔ حضرت قبلہ کے حکم کے آگے سر جھکا دیا۔ حضرت قبلہ نے سفارش فرمائی تو انہیں تھانیداری مل گئی۔ لاہور سے جو سڑک ملتان کو جاتی ہے۔ وہاں جیل کے پاس ایک

Marfat.com

گاؤں ہلہ آباد ہے، وہاں پولیس کی چوکی تھی اس چوکی پر حضرت کا بعہدہ انچارج تقرر ہوگیا۔ چوکی کے قریب ایک ٹیلہ تھا حضرت نے پنجگانہ نماز ادائیگی کے لیے وہاں پر ایک مسجد بنوائی، اور دعا فرمائی کہ "یاباری تعالیٰ یہ جگہ آباد ہو" تاکہ لوگ کثرت سے نماز میں آئیں اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت بجالائیں۔ چنانچہ حضرت کی دعا سے وہاں آبادی ہوگئی اور وہ جگہ ہلہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس جگہ نہر کا ہیڈ بھی ہے۔

عبادت وریاضت:

حضرت کی ملازمت کو تین برس ہوئے تھے کہ طبیعت بھر گئی۔ طبیعت کا میلان یادالٰہی کی طرف تھا۔ دل "اسم ذات" کا سربن چکا تھا۔ غیر کی ملازمت پر ٹکتے بھی تو کیونکر، جب دل میں معبودِ حقیقی سماجائے تو کسی دوسرے کے لیے جگہ ہونا مشکل ہے۔ حضرت سرکاری ملازمت سے مستعفی ہوگئے غیر کی غلامی سے منہ موڑ کر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ حاضری ایسی تھی کہ حضرت کو سچ مچ عمر بھر کسی غیر کی ملازمت کی ضرورت نہ رہی۔ حضرت قبلہ منبع فیض تھے، ولایت نقشبندیہ کا تاج سر پر تھا، ان کا رجحان حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف دیکھا تو خصوصی عنایات سے نوازا اور تلقین ارشاد فرما کر دریا کے کنارے پر معتکف ہونے کا حکم دیا اور دو آدمی بطور حفاظت ہمراہ کردیئے تاکہ حالتِ وجد وسکر میں کہیں دریا میں نہ گر پڑیں۔ آبِ رواں عالم تنہائی اور جذبہ صادق "یادخدا" میں اس قدر دلجمعی حاصل ہوئی کہ حضرت پر فیوض وبرکات کی بارش ہونے لگی۔ کہتے ہیں ان دنوں خواجہ کو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت بھی ہوئی اور حضرت شب وروز ذکرحق میں مصروف رہنے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت قبلہ نے انہیں واپس بلوالیا۔

نئی تعیناتی:

یہ وہ زمانہ تھا جب سکھوں کی بدامنی کا دور ختم ہورہا تھا اور انگریزی حکومت پنجاب

Marfat.com

پر تسلط جما رہی تھی۔ حضرت قبلہ امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کے زمانے میں دھوم تھی، چنگیزی نے ان کی بزرگی کے اعتراف میں ضلع شیخوپورہ میں نوسو گھماؤں اراضی کا ایک قطعہ خدمت اقدس میں گزارا جسے حضرت ممدوح نے بخوشی قبول فرمایا۔ حضرت نے اس جاگیر کا قبضہ لینے کے لیے چند درویشوں کو بھیجا مگر وہ لوگ قبضہ نہ دیتے تھے، حضرت قبلہ کی مردم شناس نگاہیں حضرت خواجہ پر پڑیں، انہیں وہاں جانے کا حکم دیا۔ حضرت خواجہ قدآور اور قوی الجثہ تھے۔ حضرت ممدوح کی دعائیں بھی شریک حال تھیں۔ ظاہری اور باطنی قوتوں سے تھوڑے ہی دنوں میں ان لوگوں پر قابو پالیا۔ مقبوضہ خطہ زمین جو کوٹلہ پنجو بیگ کے نام سے مشہور ہے، وہاں کا شتکاروں کو زیر کرنے کے بعد حضرت خواجہ بھی اس جگہ مقیم ہو گئے۔ روایت ہے کہ ایک شوریدہ سر مزارعہ نے شروع شروع میں حضرت خواجہ کو پریشان کرنا چاہا مگر جلد ہی کیفر کردار کو پہنچا، اسے بیماری نے آدبوچا اور جسم میں کیڑے پڑ گئے۔ اور اسی حالت میں دنیا سے چل بسا اور حضرت خواجہ بحمد اللہ وہاں کے لوگوں کو مغلوب کرنے کے بعد انہیں روحانی نعمتوں سے بھی مالا مال کرنے لگے اور اس ''بنجر'' علاقہ میں ذکر حق کی کچھ اس طرح تخم ریزی کی کہ دور دور تک حضرت خواجہ کی بزرگی کا شہرہ ہو گیا اور لوگ جوق در جوق داخل سلسلہ ہونے لگے۔

خوارق وعادات:

سب سے بڑی کرامت تو یہ ہے کہ ''ولی اللہ'' حق سبحانہ وتعالیٰ کا گرویدہ اور اس کے برگزیدہ حاوی برحق حضور ﷺ کا سچا متبع ہو، اور خلقت کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرے۔ حضرت خواجہ نے نہ صرف ولایت کے منصب کو کمال خوبی سے بحال رکھا بلکہ دنیا کو ایک ایسے ولی کامل سے روشناس کیا کہ ''ولایت کے منکرین'' بھی تسلیم کیے بغیر نہ رہ سکے، بلاشبہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ سب سے بڑی کرامت ہے کہ انہوں نے دنیا کو حضرت

Marfat.com

میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے روشناس کیا اللہ پاک نے بہت پہلے سے حضرت پر ان کی پیدائش کا حال منکشف کر دیا تھا۔ چنانچہ حضرت شرقپور میں تشریف لاتے اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے اس پیدا ہونے والے دوست اور حضور سرور کائنات ﷺ کے اس ''بہادر شیر'' کی آمد آمد کی خوشبوئیں سونگھتے۔ اور اس بڑے اعزاز کے حصول پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر بجالاتے۔

فرمایا کرتے کہ ''جب حق سبحانہ وتعالیٰ آخرت میں مجھ سے سوال کریں گے کہ دنیا سے کیا لے کر آئے ہو تو میں ''شیر محمد'' کو پیش کر دوں گا''۔

ایک روز فرمایا کہ ''میری اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ'' کی مثال حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سی ہے''۔

جب حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ان سے بیعت ہوئے تو شرق پور اور گردونواح کے چند اور لوگ بھی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔ لوگ انہیں بلحاظ عمر اور چہرہ کی نورانیت کے سبب ازراہ محبت ''بابا صاحب'' کہتے تھے۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت خلیق اور باوضع بزرگ تھے۔ عقیدت مندوں کے ہاں جانے سے گریز نہ کرتے بلکہ اُن سے ملنے کے لیے اکثر دور دور جگہ پر تشریف لے جاتے، جہاں جہاں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک قدم پڑے وہ جگہیں ان کے ''خوارق وکرامات'' کا مرکز بن گئیں۔ شرق پور شریف جس سے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دلی لگاؤ تھا، بکثرت تشریف لاتے۔

شرقپور راوی کے کنارے پر آباد ہے، جب کبھی دریا میں طغیانی آتی ہے تو یہ قصبہ بھی زد میں آجاتا، ایک مرتبہ طغیانی کے دنوں میں لوگوں نے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کے لیے درخواست کی، حضرت بابا نے اپنا رومال انہیں دے کر فرمایا ''دریا کو میرا

Marfat.com

سلام کہنا اور میرا رومال اسے دکھا دینا، انشاء اللہ کبھی گزند نہیں پہنچائے گا"۔ لوگوں نے حسب الارشاد تعمیل کی، دریا ایک ہی رات میں دو میل پیچھے ہٹ گیا۔

منشی محمد الدین جو قبلہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت نے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بلا اطلاع مجھ سے ملنے کے لیے پریم نگر تشریف لائے۔ یہ مالک (آفیسر) کے ساتھ ایک ضروری کام سے قصور گئے ہوئے تھے اور وہاں سے اگلے روز انہیں سیدھے لاہور عدالت میں ایک پیشی کے سلسلے میں حاضر ہونا تھا۔ جب قبلہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے نائب سے واپسی کے متعلق دریافت فرمایا تو اس نے واقعات سے مطلع کیا، حضرت قبلہ سن کر بولے، ہرگز نہیں وہ آج ہی واپس آئیں گے۔ اس روز شام کو لاہور جانے والی گاڑی جب رائے ونڈ اسٹیشن پر رکی تو قبلہ والد صاحب کیا دیکھتے ہیں کہ مالک موضع ان کے ڈبے کی طرف چلے آ رہے ہیں اور آتے ہی انہیں پریم نگر جانے کی تاکید کی، یہ صبح عدالت میں حاضری کا عذر کرنے لگے، بتایا کہ ٹکٹ بھی لاہور ہی کا لیا ہے اور دام بیکار جائیں گے مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور بگڑ کر بولے تمہیں جو کہا جاتا ہے وہی کرو۔ چنانچہ یہ اس گاڑی سے اتر کر پریم نگر جانے والی گاڑی میں بیٹھ گئے اور عشاء کے لگ بھگ جب گاؤں میں پہنچے تو وہاں قبلہ بابا صاحب فروکش تھے۔ تب معلوم ہوا کہ مالک سے کش مکش ہونے کی اصل وجہ کیا تھی۔

منشی صاحب نے بتایا کہ موضع مذکور میں ایک دفعہ طاعون کی بیماری پھیل گئی۔ یہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کاغذ پر ایک دعا تحریر فرما دی کہ اسے اپنے مکان کے دروازے پر لگا دینا اور پانچ پیسے اللہ کے لیے کسی مسکین کو خیرات کر دینا۔ انشاء اللہ وہ مکان اس آفت سے محفوظ رہے گا، نیز فرمایا کہ تمہیں اس کے تحریر کرنے اور دوسروں کو دینے کی اجازت ہے جو اسے گھر کے دروازے پر لگائے گا، اللہ

Marfat.com

پاک اُسے طاعون سے امن دے گا۔ چنانچہ انہوں نے اس دعا کو جہاں بھی استعمال کیا، درست پایا۔

منشی صاحب ہی بتاتے ہیں کہ دوران ملازمت جب کبھی مالک سے ان بن ہوجاتی تو حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کرتا اور حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو وہ کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہوسکتا، تم جاؤ اپنا کام کرو۔ وہ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتا، چنانچہ یہ واپس آجاتے اور حالات معتدل ہوتے۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

تصور شیخ کے بارے میں حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح کونجیں پہاڑوں میں انڈے دے کر فور نکل جاتی ہیں اور انڈروں کا خیال دل میں رکھتی ہیں اور اس تصور ہی سے ان کے بچے نکل آتے ہیں، تو یہی صورت شیخ کی ہے کہ وہ جو بیج مرید صادق کے دل میں بوتا ہے، خواہ وہ دور ہی کیوں نہ ہو ضرور پودا بن کر بارآور ہوتا ہے، البتہ مرید کے اعتقاد میں استقامت ضروری ہے۔

وصال:

حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سوا سو سال کی طویل عمر پائی۔ بے حد عبادت گزار تھے اور گھٹنوں دوزانو بیٹھ کر درودِ پاک پڑھتے اور دیگر اوراد بجالاتے، حضور نبی کریم ﷺ کے سچے عاشق تھے، عمر کے اواخر میں فالج کے عارضہ میں مبتلا ہوگئے جس سے اڑھائی سال بیمار رہے۔ طوالت عمر کے متعلق فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی درازی عمر کی دعا بھی بعض اوقات آفت بن جاتی ہے، حقیقت میں یہ دعا نہیں "بددعا" ہوتی ہے۔ بیمار کے باوجود حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ عبادت وریاضت میں بدستور مشغول رہتے، آخر ایک روز بتاریخ 9 ذیقعد 1331 ہجری کو جامۂ ظاہری چھوڑ کر اللہ پاک سے مل گئے اور کوٹلہ پنجو بیگ

Marfat.com

میں ہی دفن ہوئے۔

اولاد و خلفاء:

حضرت قبلہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے تھے۔ خواجہ کرامت اللہ صاحب کے ذمہ جاگیر کا انتظام تھا اور دوسرے صاحبزادے خواجہ نعمت اللہ صاحب محکمہ پولیس میں سارجنٹ تھے۔ البتہ سلطنت کی باگ ڈور قبلہ حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو سونپی تھی۔ حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شاعری سے بھی شغف تھا، عموماً پنجابی زبان میں شعر کہتے تھے، پیرومرشد حضرت سید امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں پنجابی میں ایک کتابچہ ''چشمہ فیض'' کے نام سے لکھا تھا، جسے بعدازاں قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شائع فرمایا تھا۔ حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ دعائیہ شجرہ شریف بھی اس میں شامل ہے، تبرکاً دو شعر پیش کیے جاتے ہیں۔

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھتے ہیں:

بندہ اس دی صفت نوں کیہہ کجھ کرے بیان
جس دی صفت لولاک ہے کردا خود سبحان

اور حضرت پیرومرشد کے بارے میں لکھتے ہیں:

خلقت وجہ ولائیتاں پایا فیض تمام
روشن کیتا دین نوں حضرت اعلیٰ امام

☆☆☆

Marfat.com

خضرِ راہِ طریقت

آفتابِ سپہر حقیقت

شہبازِ فضائے معرفت

عارفِ حقانی

شیرِ یزدانی

عاشقِ ربانی

مجدد دوراں

قطبِ زماں

اعلیٰ حضرت سرکار

☆ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری ☆

رحمۃ اللہ علیہ

☆

Marfat.com

صدف ۔ سیپ

☆

جگر جب چاک ہو شب کا تو ہوتی ہے سحر پیدا
صدف کی رُوح کھنچ جائے تو ہوتا ہے گہر پیدا

مجھے معلوم یہ بھی ہے کہ صدیوں کے تفکّر سے
کلیجہ پُھونک کر کرتی ہے فطرت اک بشر پیدا

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نُوری پہ روتی ہے
بڑی مُشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

علامہ اِقبالؒ

Marfat.com

اوصافِ حمیدہ:

حضرت صاحب قبلہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذات کے متعلق کسی بات پر کبھی ناراض نہ ہوتے تھے۔آپ کے پاس کثیر تعداد میں دیہاتی، اکھڑ، جاہل اور موٹی عقل کے انسان حاضر ہوتے تھے۔آپ ان کی بے ڈھنگی اور لایعقل باتوں پر کبھی غصہ نہ فرماتے۔ بلکہ نہایت عالی حوصلگی اور محبت سے انہیں سیدھے سادھے الفاظ میں ہدایت دیتے اور ہر بات ذہن نشین کرواتے۔آپ کو جھنجھلا کر تیز طبیعت ہوتے کسی نے بھی نہیں دیکھا مجلس میں کبھی امتیاز سے نہ بیٹھتے۔

اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتے۔اپنا جوتا تک خود مرمت کر لیتے۔لین دین کے معاملہ میں آپ کی خوش معاملگی ضرب المثل تھی۔جس کسی کا دینا ہوتا وعدہ کے مطابق ادا کرتے۔آپ کے ہاں کوئی ملنے والا یا کوئی مہمان بیمار ہو جاتا تو آپ بنفسِ نفیس اسکی تیمارداری کرتے،اس کے علاج معالجہ میں نہایت ہمدردی تندہی و جانفشانی فرماتے اور اسکی ہر طرح خدمت کرتے۔آپ کی طبیعت میں سادگی بے حد تھی۔سادہ طریقے سے رہے سادہ مکان میں رہے اور ہر بات میں سادگی کو پسند فرمایا۔حتیٰ کہ مسجد بنوائی تو وہ بھی ہر طرح سے سادہ۔اسکی تعمیر میں حتی الامکان آرائش وزیبائش سے گریز کیا۔انگریزی معاشرت سے نفرت فرماتے۔کہتے ہیں کہ اس میں سادگی مفقود ہے۔انگریزی تمدن نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا۔ہم مسلمان کے مسلمان اور بے ایمان کے بے ایمان رہ گئے ہیں۔مشینی اشیاء کے استعمال سے گریز کرتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مشینی چھاپہ خانوں کے فروغ سے دینی کُتب کی قدرو منزلت ہمارے دلوں سے نکل گئی ہے۔

Marfat.com

حلیہ مبارک:

اعلیٰ حضرت سرکار میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا قد درمیانہ، چہرہ گول، پیشانی کشادہ، ناک تلوار کی مانند سیدھی۔ آنکھیں نہ چھوٹی نہ بڑی ہر وقت سُرخ دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ ہمہ وقت اللہ کے حضور میں ہیں۔ گھنی داڑھی میں کوئی کوئی بال سفید تھا اور مونچھیں شریعت کے مطابق کٹی ہوئی تھیں۔ آپ کے دانت مبارک موتیوں کی طرح سفید تھے جن میں تھوڑا تھوڑا خلا بھی تھا۔ آپ کا سر بڑا اس پر گھنگریالے بال کانوں تک گا ہے، سنت کے مطابق گردن تک۔ چوڑا سینہ، بھرے بھرے بازو، انگلیاں لمبی اور ان کے درمیان درزیں۔ پاؤں کا ناپ پندراں انگشت۔ چلنے میں بہت تیز۔

صبح طالع ہوئی خورشید ولایت چمکا
ذرّے ضو ریز ہوئے مہرِ حقیقت چمکا
شاد ہیں اہلِ جہاں اخترِ قسمت چمکا
خوش ہیں عشاق مہ عشق و محبت چمکا

طلوعِ آفتاب

پیش گوئیاں:

ہمارے بزرگ میاں امام دین مونگہ، میاں ولی محمد صاحب ریوڑی اور ان کے دیگر ہم عصر لوگ فرمایا کرتے تھے کہ: حضرت صاحب قبلہ کی ولادت سے کافی عرصہ پیشتر

Marfat.com

ایک فقیر مجذوب یہاں آیا کرتا تھا اور آپ کے مکان کے دروازے پر کھڑے ہو کر لمبے لمبے سانس لیا کرتا۔ فقیر مذکور اکثر چھ سات ماہ کے بعد آیا کرتا۔ لوگ اسے کچھ دیتے تو وہ لینے سے انکار کر دیتا۔ چنانچہ ایک دفعہ معززین قصبہ مل کر فقیر کے پاس گئے اور کہا: "آپ نے جو کچھ لینا ہو فرمایئے ہم حاضر کیے دیتے ہیں۔ کیونکہ فقیر کا شہر سے خالی ہاتھ چلے جانا شہریوں پر بوجھ ہوتا ہے"۔ اس کے جواب میں فقیر مسکرایا اور کہا "مجھے کچھ نہیں چاہیے اور نہ ہی میں مانگنے آتا ہوں۔ میں تو اس مکان میں ایک بابرکت ہستی کی آمد دیکھ رہا ہوں اور اسی ہستی سے فیض یاب ہونے یہاں آتا ہوں"۔

کہتے ہیں حضرت خواجہ امیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت صاحب قبلہ کی ولادت سے بہت عرصہ پیشتر شرقپور شریف آیا کرتے اور فرماتے کہ مجھے کشف ہوا ہے، کہ اس سرزمین میں ایک "شیرِ خدا" پیدا ہوگا۔ جس سے ایک دنیا فیض یاب ہوگی۔

پیدائش:

بالآخر ۱۲۸۲ ہجری کی نور افشاں صبح کو اس بلند بخت و با سعادت بچہ نے میاں عزیز دین صاحب کے گھر جنم لیا جس نے نہ صرف عام لوگوں کے دل بدل کر انہیں واصل باللہ کر دیا بلکہ سلجھے ہوئے قلوب کی بھی راہِ سلوک میں راہنمائی فرمائی۔

منصبِ ولایت:

والد صاحب کا کہنا ہے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "ایک دفعہ حسبِ معمول لاہور جا رہا تھا۔ سردی انتہا پر تھی بارش اور آندھی کا طوفان زوروں پر تھا بجلی کڑک رہی تھی اور اولے بھی شدت سے پڑ رہے تھے۔ میری طبیعت نے آج جانے سے کچھ گریز کیا۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا کہ شاید آج آزمائش کا دن ہے۔

Marfat.com

''آپ ارشاد فرماتے ہیں ''اس موقع پر مجھے سوہنی کا قصہ یاد آیا۔ جب میں موضع ٹھیکری والا کے قریب پہنچا تو بجلی زور سے کڑک کر گری اور ہوا کا شور بڑھ گیا۔ سڑک کے درخت گرنے لگے۔ سڑک بے آباد تھی میں ڈر کے مارے سڑک سے باہر نکل گیا۔ غائب سے آواز آئی کہ ابھی تک تمہیں اپنی جان ہی پیاری ہے۔'' حضور فرماتے ہیں کہ میں دوڑ کر پھر سڑک پر آ گیا، بجلی پھر کڑکی، میں پھر سڑک سے باہر ہو گیا۔ غائب سے پھر وہی آواز آئی۔ تیسری بار پھر ایسا ہوا اور مجھے وجد ہو گیا اور اس کے بعد مجھے نہیں معلوم کہ کس نے مجھے گھر پہنچایا۔ مجھے چارپائی پر لٹاتے اور میں نیچے گر جاتا۔ ایک ہفتہ اسی طرح حالت رہی۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ کوئی مجھے اُٹھا کر بٹھا رہا ہے جب میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت سرکارِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں لیا اور فرمایا ''سنبھلو اور ہوشیار ہو جاؤ تم سے کام لینا ہے اور میرا ہاتھ حضور ﷺ نے بغداد والی سرکار کے ہاتھوں میں دے دیا''۔

بیعت:

بقول والد صاحب سرکار میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ''مجھے بیعت کرنے کے لیے اُنتالیس اولیاء ہماری مسجد میں تشریف لائے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ لڑکا میرے سلسلہ میں داخل ہو۔ پر کسی سے ہو نہ سکا انہی دنوں حضرت خواجہ میر صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مکان شریف والے بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں ایک دن مسجد کے محراب میں محو خیال تھا اور مجھ پر رقت طاری تھی تو آپ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس کی ٹھنڈک میرے پاؤں کے تلووں تک محسوس ہوئی''۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''کبھی کبھی پہلے بھی بابا امیر الدین

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ صاحب شرقپور شریف تشریف لایا کرتے تھے۔میر صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کے کچھ عرصہ بعد بابا صاحب تشریف لائے اور مجھے بلایا۔ جب میں حاضر ہوا تو میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھ پر رکھا اور مجھے سلسلہ میں داخل کر لیا۔ مجھے اپنے جد امجد بابا غلام رسول صاحب کا فیض قادری حاصل تھا۔ لیکن حضرت خواجہ امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت مجھے کھینچ کر اُدھر لے گئی۔

کوٹلہ پنجو بیگ ضلع شیخوپورہ میں خواجہ امیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکونت رکھتے تھے آپ وہاں اپنے شیخ کے پاس آنے جانے لگے۔ چونکہ قطب الاقطاب خواجہ امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت آپ پر غالب تھی۔ اس لیے بابا صاحب قبلہ کے ہمراہ اکثر آپ بھی مکان شریف چلے جاتے۔

ایک دفعہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میر صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کیا تو میر صاحب نے مسکرا کر فرمایا: ''بابا جی! لڑکا تو خوب لائے ہو''۔ استعداد بہت ہے اور اُڑ جانیوالا ہے۔ ظاہری علم کچھ کم ہے۔ لیکن خیر! کوئی بات نہیں وہ بھی بہت ہو جائے گا۔ اس دن کے بعد بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت صاحب قبلہ کی نسبت کا یہ عالم ہو گیا کہ جب کبھی رات کو بابا صاحب کوٹلہ شریف میں یاد فرماتے آپ اسی وقت پا پیادہ روانہ ہو جاتے۔ صبح کو معلوم ہوتا کہ کئی ایک سانپ پاؤں تلے آ کر کچلے گئے ہوتے۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ کوٹلہ شریف تشریف لائے ہوئے تھے، بابا صاحب اور حضرت صاحب قبلہ دونوں تالاب پر نہانے تشریف لے گئے نہانے کے دوران ہی کنویں کی چرخی کے چیخنے کی آواز آئی۔ آپ کو تالاب میں ہی وجد ہو گیا۔ اکثر مُرغ کی آواز قرآن پاک کی تلاوت یا نعت خوانی کی آواز پر وجد ہو جایا کرتا تھا۔ بابا صاحب نے فرمایا: ''میرے

Marfat.com

عزیز کو پکڑو'' لوگ آئے اور آپ کو پکڑنے لگے۔ احباب پکڑتے تو آپ ''اللہ'' کا نعرہ لگا کر ان کے ہاتھ سے نکل جاتے۔ سرکار کئی دن تک بابا صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر رہتے اور چکی پیس کر بابا صاحب کی خدمت کرتے۔

میاں صاحب کا خطاب:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپور شریف تشریف لا کر کئی کئی مہینے حضرت صاحبؒ قبلہ کے پاس قیام فرماتے۔ آپ قرض لے کر بھی خدمتِ شیخ سے دریغ نہ کرتے۔ بابا صاحب شب بیدار تھے۔ چائے کی ایک ''سماوار'' ہر وقت آپ کے پاس گرم رہتی اور بابا صاحب یادِ الٰہی میں مشغول رہتے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ بارش ہو رہی تھی۔ سردی کا موسم تھا خشک ہوا چلنے کی وجہ سے ''سماوار'' ٹھنڈی ہو گئی۔ جسے گرم رکھنے کے لیے مزید کوئلہ لکڑی نہیں تھا۔ بابا صاحب نے آواز دی کہ چائے لاؤ۔ حضرت صاحب قبلہ نے دیکھا تو چائے ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ آپ حجرہ سے باہر تشریف لائے اور جوشِ محبت میں اپنی دستار مبارک پھاڑ کر جلائی اور چائے گرم کر کے بابا صاحب کے حضور پیش کر دی تھوڑی دیر بعد چائے پھر ٹھنڈی ہو گئی۔ اس دفعہ آپ نے اپنا کُرتا اُتار کر آگ جلائی اور چائے گرم کی۔ تیسری مرتبہ چائے پھر ٹھنڈی ہو گئی تو سرکار نے اپنا تہہ بند اُتار کر چولھے میں جھونک دیا اور چائے گرم رکھی۔ اس وقت تہجد کا وقت ہو چکا تھا۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا ''آج چائے کس نے بنائی ہے''۔ اس کا مزہ کچھ اور ہے رنگ بھی اور'' محمد دین خادم نے سرکار کا نام لیتے ہوئے عرض کیا'' انہوں نے بنائی ہے''۔ بابا صاحب قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو بلاؤ۔ جواب میں خادم مذکور نے عرض کی۔ ''حضور وہ تو صف لپیٹے ڈیوڑھی میں پڑے ہیں''۔

Marfat.com

باباصاحب نے کپڑوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ انہوں نے اپنے تمام کپڑے پھاڑ کر چولھے میں جلا دیے ہیں اور آپ کے لیے چائے گرم رکھی ہے۔

یہ سن کر باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ وجد میں آ گئے اور دوڑ کر صف میں ملبوس حضرت صاحب قبلہ کو سینے سے لگالیا اور جوش سے فرمایا "تم میاں صاحب ہو میاں صاحب" اور اسی دن سے قبلہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ہر خاص و عام میں میاں صاحب کے نام سے مشہور ہو گئے اور آج بھی اکثریت اسی نام سے آپ کو یاد کرتی ہے۔

مکان شریف کا گھوڑا:

امام طریقت حضرت خواجہ امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند میر صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک چوبدار تھے جن کا نام غالباً مولانا غلام نبی تھا۔ مکان شریف عیدگاہ کے پاس آم کے پیڑوں کے نیچے مولانا غلام نبی صاحب نے والد صاحب کو یہ واقعہ سنایا۔

ایک دفعہ میر صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا غلام نبی صاحب کو کہیں ضلع جھنگ سے ایک گھوڑا لانے کو بھیجا۔ مولانا صاحب نے گھوڑا لے کر واپس آتے ہوئے ایک دو جگہ میر صاحب کے مریدوں کے پاس قیام کرنے کے علاوہ شرقپور شریف حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی ایک رات بسر کی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جب وہ گھوڑا لے کر آپ کے ہاں پہنچے تو آپ نے انتہائی مسرت اور خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہا۔ گھوڑے کو علیحدہ باندھ کر اس کے لیے چارہ دانہ کا انتظام کیا اور مولانا صاحب کی خوب خاطر مدارات کی۔ مولانا کی خدمت کرنے میں جو خوشی آپ کو ہو رہی تھی وہ آپ کے چہرہ سے نمایاں تھی۔ کھانا کھا کر مولانا نے عشاء کی نماز ادا کی اور سونے کی تیاری کرنے لگے۔ مولانا

Marfat.com

چارپائی پر دراز ہوئے تو آپ اُن کے پَیر دبانے میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد مولانا نیند کی آغوش میں چلے گئے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں پہنچ کر جہاں گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ گھوڑے کی مُٹھی چاپی شروع کر دی۔

مولانا غلام نبی صاحب کو صبح سویرے اُٹھتے ہی گھوڑا دیکھنے کا خیال آیا۔ جب وہ گھوڑے کے پاس آئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ میاں صاحب "قبلہ گھوڑے کو مٹھیاں بھر رہے ہیں اور یہ معلوم کر کے کہ آپ عشاء کی نماز کے بعد سحری تک مواتر مکان شریف کے گھوڑے کو مٹھی چاپی کرتے رہے ہیں مولانا پر رقت طاری ہو گئی۔

مسافت زیادہ ہونے کی وجہ سے مولانا نے سحری کے وقت ہی روانگی کا ارادہ ظاہر کیا اور حضرت صاحب قبلہ مولانا موصوف اور گھوڑے کو شرقپور شریف سے چار میل دُور موضع منڈیانوالہ تک وداع کرنے گئے۔ وداع کرتے وقت آپ نے مولانا کو کچھ کھانے کا سامان اور کچھ رقم دیتے ہوئے فرمایا۔

"میر صادق علی شاہ صاحب کو میری طرف سے سلام عرض کرنا اور یہ حقیر سا نذرانہ پیش کرتے ہوئے عرض کرنا" حضور! مجھ عاجز کے لئے دُعا فرمادیں"۔

مولانا صاحب جب مکان شریف پہنچے تو میر صاحب قبلہ نے پوچھا کہ راستہ میں کہاں کہاں قیام کیا اور کیسے گزری؟

مولانا نے عرض کی "حضور! سب مریدین اخلاق اور تواضع سے پیش آئے۔ لیکن شرقپور شریف کے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہ خدمت کی ہے کہ کوئی دوسرا کیا کرے گا۔ اور عجب منظر یہ دیکھا کہ میری خدمت کے علاوہ گھوڑے کو تمام رات مٹھیاں بھرتے رہے اور چار میل تک وداع کرنے آئے اور یہ نذر پیش کرتے ہوئے کہا تھا "میر صاحب سے عرض کرنا میرے لیے دعا فرمادیں"۔

Marfat.com

یہ واقعہ سن کر صادق علی شاہ صاحب تڑپ اُٹھے اور جوش سے فرمایا: ''میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکان شریف کے گھوڑے کو مٹھیاں بھری ہیں۔انہیں سارا جہان مٹھیاں بھرے گا''۔

واقعہ بیان کرنے کے بعد مولانا غلام نبی کہنے لگے ''اسی لیے تو میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ میاں صاحب شرقپوریؒ کو مکان شریف کا فیض میرے سر سے گزر کر ہوا ہے۔

☆سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

﴿مکان شریف وہ جگہ ہے جس کے نام پر اہلِ نسبت وجد میں آجاتے ہیں﴾

☆حضرت بڈھن شاہ صاحب کلانوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

﴿مکان شریف خدا کی رحمت کا مورد ہے اور ملائکہ کے اُترنے کا مکان ہے﴾

خواجہ امیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے روحانی فرزند اور شہبازِ لاہوتی کی اُڑانوں کو دیکھا اور سلوک کی منازل کو یوں طے کرتے پایا تو آپ کو میر صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وہ بات یاد آئی کہ ''یہ لڑکا تو اُڑ جانے والا ہے''۔ہو بہو اور جامہ پہنے نظر آئی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی علاماتِ روحانیت کے ظہور اور کمالِ ترقی کے پیشِ نظر بابا صاحب رحمہ اللہ علیہ نے وہ اصل چیز جس کے لیے ابتدا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں میں دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا ''سنبھلو تم سے کام لینا ہے''۔حضرت صاحب قبلہ کو سپرد کر دی یعنی لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کے لیے بارِ خلافت آپ کو تفویض کر دیا۔اور عوام الناس کو ارشاد وتلقین کا حکم فرمایا:۔

Marfat.com

سرکار میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

"بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کیا دیا دہکتے ہوئے کوئلوں اور انگاروں کا ٹوکرا (بارِ خلافت) میرے سر پر رکھ دیا اور میں نے پاسِ ادب کی وجہ سے بلا چون و چرا اُٹھا لیا"۔

عقیدت مندوں پر شفقت:

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی سفر پر تشریف لے جاتے۔ عموماً رات کے آخری حصہ میں اپنا سفر شروع فرماتے۔ اکثر فجر کی نماز حجۃ الکاملین حضرت داتا صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں ادا کی جاتی۔ پچیس پچیس تیس تیس عقیدت مند ہمراہ ہوتے اور تمام احباب خاموشی اور یکسوئی کے ساتھ سفر کرتے۔ سبھی سر جھکائے ذکر میں محو، طبیعتوں میں سکون لیے ہوتے۔ راستہ میں بعض احباب پر وجد طاری ہو جاتا۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ مع اپنے احباب کے مکان شریف جا رہے تھے، شرقپور سے لاہور تک تانگوں میں سفر ہوا۔ لاہور سے امرتسر تک ریل سواری ہوئی اور وہاں سے پھر تانگوں پر اجنالہ ہوتے ہوئے رمداس پہنچے۔ وہاں رمداس میں غلام یٰسین نامی ایک ساتھی نے بازار سے ایک خربوزہ خریدا۔ وہ ابھی خربوزہ ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ہی تھا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑ گئی۔ آپ نے مستری کرم دین صاحب سے نہایت غصے سے فرمایا:

"کرم دین! اندھے ہو۔ مر نہ جاؤں کہ احباب میرے ساتھ آئیں اور خرچ اپنا کریں۔ آپ کا یہ کہنا تھا کہ مستری صاحب بازار پہنچے اور ایک من خربوزے خرید لائے۔ آپ نے پوچھا "کتنے لائے ہو" اور یہ معلوم ہونے پر کہ ایک من لائے ہیں فرمانے لگے تم بڑے (وہ) ہو۔ ارے ساری ڈھیری ہی لے آؤ، پس وہ گئے اور ڈھیر کا ڈھیر خرید لائے۔

Marfat.com

دسترخوان بھی دیا گیا۔خربوزوں کی قاشیں بنائی جانے لگیں۔عجیب منظر تھا کرم نوازی زوروں پہ تھی دریائے رحمت وشفقت جوش پر تھا۔قبلہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ خربوزوں کی ''پھاڑیاں'' بنارہے تھے۔پھیکی پھیکی حضور کے سامنے تھیں اور میٹھی میٹھی سب میں بانٹی جارہی تھیں۔اور بشاشت آپ کے چہرے سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی تھی۔آپ خوش ہو ہو کر کھلا رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے''خوب کھاؤ اور خوب اللہ کا ذکر کرو''۔

کیمیا پیدا کُن از مُشتِ گلے

بوسہ زن بر آستانِ کاملے

﴿مولانا جلال الدین رومی﴾

''اگر کسی مزار پر گزر ہو تو کچھ پڑھ کر بخش تا کہ صاحب مزار کو خوشی حاصل ہو اور وہ تیرے حق میں دُعا کرے''

﴿فرمانِ عالیشان حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ﴾

Marfat.com

”نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں“

☆۔مردِ کامل کی بارگاہ میں حاضری سے رسوائیاں خوش بختی میں بدل جاتی ہیں۔

☆۔علامہ اقبال کی زندگی کا ایک روشن پہلو۔

☆۔مردِ کامل بعض اوقات اشتیاق میں شدت پیدا کرنے کے لیے ملاقات سے انکار کر دیتا ہے۔

☆۔علامہ اقبال مردِ قلندر کی بارگاہ میں آنے کے بعد مردِ قلندر بنا۔

ایسے لگتا ہے جو بات فضائے عالم میں کر دی جائے وہ ہوا کے گھوڑوں پر سوار ہو کر دور دور کے لوگوں کے کانوں تک پہنچ جاتی ہے۔لوگوں کے کان اسے محفوظ بھی رکھتے ہین اور اس کے اثرات دیکھنے کے منتظر بھی رہتے ہیں۔بعض اوقات یہ لوگ اپنی اپنی قیاس آرائیوں کی بناء پر مختلف مطلب بھی اخذ کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ ایسی آواز سے خائف رہتے ہیں اور بات کرتے وقت بڑی احتیاط بھی کرتے ہیں۔

یہ اپریل 1911ء کی بات ہے انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ ہو رہا تھا کہ ایک تیس پینتیس سالہ نوجوان سٹیج پر ٹہلتے ٹہلتے بڑی خوش الحانی کے ساتھ ایک نظم سنا رہا تھا۔پنڈال میں حد نگاہ تک لوگ ہی لوگ تھے۔پورے مجمع پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔کیا مجال کہ سوئی گرے اور اس کی آواز سنائی نہ دے۔لوگوں پر ایک محویت کا عالم تھا وہ ایک ایک شعر پر جھوم رہے تھے اور سبحان اللہ، سبحان اللہ کی آوازیں کہیں کہیں سنائی دے رہی تھیں۔ پانچ چھ شعر پڑھنے کے بعد شاعر نے ذرا مسکرا کے کہا:

اے خدا! شکوہ اربابِ وفا بھی سن لے
خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے

Marfat.com

لوگوں نے کان کھڑے کیے کہ وہ بھی تو وہ شکوہ سنیں جو اقبال خدائے اعلیٰ و برتر کو سنانا چاہتا ہے۔شاعر نے قبل از اسلام کا منظر پیش کیا۔پھر اشاعت اسلام کی بات کی۔اور عروج اسلام کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

صفحہ دہر سے باطل کو مٹایا ہم نے
نوع انساں کو غلامی سے چھڑایا ہم نے
تیرے کعبے کو جبینوں سے بسایا ہم نے
تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے
پھر بھی یہ گلا ہے کہ ہم وفادار نہیں
ہم وفادار نہیں، تو بھی تو دلدار نہیں

بس پھر شکوہ وشکایت شروع ہوگئی، اقبال بے باکی سے کہنے لگا:

خندہ زن کفر ہے، احساس تجھے ہے کہ نہیں
اپنی توحید کا کچھ پاس تجھے ہے کہ نہیں
قہر تو یہ ہے کہ کافر کو ملیں حور و قصور
اور بیچارے مسلمان کو فقط وعدہ حور
کبھی ہم سے، کبھی غیروں سے شناسائی ہے
بات کہنے کی نہیں تو بھی تو ہرجائی ہے
پھر یہ آزردگی غیر سبب کیا معنی
اپنے شیدائیوں پہ یہ چشم غضب کیا معنی

اب لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔بعض لوگوں نے ان اشعار کو پسند نہیں کیا۔۔۔جلسہ ختم ہوگیا۔مگر لوگ منڈلیوں میں کھڑے ہو کر انہی اشعار کو زیر

Marfat.com

بحث لاتے رہے۔ پھر جلسے کے ایک دو دن بعد جمعہ تھا۔ خطیب منبر نے بھی ان ہی اشعار کا تذکرہ کیا، خوب کھل کر تنقید کی، لفظ و معانی کی بخیہ دری کی اور تان اس پر توڑی کہ یہ اشعار نہایت گستاخانہ ہیں۔ خدا کی ذات کے بارے میں ایسی گستاخی کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اگلے لمحے علامہ اقبال پر کفر کا فتویٰ داغ دیا گیا۔ یہ فتویٰ لوگوں کی زبان پر آیا اور اخبارات میں بھی شاہ سرخیوں کے ساتھ چھپ گیا۔

علامہ اقبال کے ہمنواؤں اور مخالفین میں خوب لے دے ہوئی۔ مخالفین نے علامہ اقبال کو دائرہ کفر میں پھانسنے پر خوب اصرار کیا اور موافقین نے انہیں اس دائرہ سے نکالنے کی کوشش کی۔

علامہ اقبال نے جب اس فتویٰ کو دیکھا اور مخالفین کی باتیں سنیں تو پیسچ کر رہ گئے۔ انہوں نے بڑا کہا کہ اشعار سے جو مطلب آپ لوگوں نے نکالا ہے وہ درست نہیں ہے۔ لہٰذا کفر کا فتویٰ بھی مناسب نہیں۔ مگر ایک لہر تھی جس میں پڑھے لکھے لوگ بھی بہے جا رہے تھے۔

تقریباً ایک سال کے بعد 1912ء میں موچی دروازہ میں ایک جلسہ عام میں حضرت علامہ اقبال نے اپنی ایک دوسری نظم اسی بحر اور زمین میں پیش کی یہ نظم اس پہلی نظم کا جواب تھی۔ وہ شکوہ تھا یہ جوابِ شکوہ۔ وہ ایک سوال تھا یہ اس کا جواب تھا۔ شاعر نے اس نظم میں ایک ایک جزو کا جواب دینے کی کوشش کی تھی یہ نظم سن کر بھی لوگ خوب جھومے تھے۔ واہ واہ کے ڈونگرے برسائے تھے۔ اکثر لوگوں کی اس نظم سے تسلی ہوگئی۔ اب ایک معترض کے سامنے تین چار آدمی جواب دینے کے لیے تیار ہو جاتے تھے۔ مگر محراب و منبر کے امین حضرات نے علامہ اقبال کو معاف نہ کیا اور نہ ہی ان پر لگایا گیا فتویٰ واپس لیا۔

اس طرح 1926ء میں جب علامہ اقبال نے صوبائی مجلس قانون ساز کے انتخابات کے لئے اپنی انتخابی مہم کا آغاز کیا تو انہیں اپنے انتخابی جلسوں میں لوگوں کی جو باتیں

Marfat.com

سننا پڑیں انہوں نے علامہ اقبال کو بے حد پریشان کر دیا۔ مثلاً موچی دروازہ میں ایک انتخابی جلسہ میں جب علامہ اقبال تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے ان کی تقریر سننے سے انکار کر دیا ایک طرف سے آواز آئی علامہ اقبال اپنے عقیدے کا اظہار کریں گے دوسری طرف سے ایک شخص بولا اپنے مذہب کی وضاحت کیجئے۔ تیسری طرف سے آواز آئی یہ سیٹ مسلمانوں کے لئے ہے کافر کے لئے نہیں۔

علامہ اقبال کا رنگ متغیر ہو گیا۔ ان کی آواز بھرا گئی آج وہ اپنے دلائل کھل کر نہ دے سکے جلسے کا رنگ پھیکا رہ گیا۔ علامہ اقبال کو اپنے اکثر انتخابی جلسوں میں ایسے ہی حالات کا سامنا رہتا۔ تاہم خدا کو ان کی کامیابی منظور تھی۔ 23 نومبر 1926ء انتخاب کا دن تھا۔ انہوں نے واضح اکثریت حاصل کی وہ کامیاب ہوئے مگر کفر کا فتویٰ جوں کا توں قائم تھا چودہ پندرہ سال گزر جانے کے باوجود ہوا نے اس فتویٰ کو محفوظ رکھا تھا علامہ اقبال کو ایک گھن لگ گیا تھا وہ اندر ہی اندر سے کھائے جا رہا تھا اور اکثر پریشان رہتے تھے۔

علامہ اقبال کے ہاں شعر و سخن کی ایک محفل تقریباً روزانہ منعقد ہوتی تھی۔ اس محفل میں پڑھے لکھے لوگوں کے علاوہ بعض ان پڑھ قسم کے لوگ بھی اپنا شوق لے کر حاضر ہوا کرتے تھے، ایسے لوگوں میں شیخوپورہ سے حاجی معراج دین (جو اس وقت حاجی نہیں تھے) اپنے چھ دوستوں کے ساتھ اپنی سائیکلوں پر آتے اور اس محفل میں آ کر لطف اُٹھاتے تھے۔

(حاجی معراج دین ابھی تک بقید حیات ہیں۔ اور ۱۱۲ سال کی عمر کے باوجود صحت مند ہیں۔ ان کا جسم بڑا مضبوط ہے، ابھی تک وہ سیدھی کمر رکھ کے چلتے ہیں، ذرا خم نہیں آیا۔ جنڈیالہ روڈ شیخوپورہ میں ان کی رہائش ہے)۔

ایک دن علامہ اقبال نے ان نوجوانوں سے پوچھا کہ بیٹا! تم کہاں سے آتے ہو، تم بس ہماری ہی باتوں کو سنتے رہتے ہو اپنی بات تم نے کبھی نہیں سنائی؟

Marfat.com

ہمیں بس آپ کے شعر سننے کا شوق ہے، ہم سائیکلوں پر شیخوپورہ سے آتے ہیں اور سائیکلوں پر ہی واپس چلے جاتے ہیں۔ ایک نوجوان نے کہا: آپ شیخوپورہ سے آتے ہیں اس شیخوپورہ سے جسے شہزادہ سلیم (شیخو بابا) نے آباد کیا اور جس کے قریب ہرن منار بھی ہے؟

علامہ اقبال نے فرمایا:

جی! جی! بالکل وہی شیخوپورہ۔ نوجوان نے جواب میں عرض کیا۔

اگر میں آپ کے پاس آؤں تو تم میری کیا مدد کرو گے؟ اقبال نے کہا، ہم دل وجان آپ پر نچھاور کریں گے:

دیکھو نوجوانو! میں یہاں شہری آبادی سے بیحد پریشان ہوں۔ چاہتا ہوں کہ کسی ویرانے میں جا کر چند دن گزاروں، دن رات روتا رہوں۔

نہیں میاں جی! ہم آپ کو رونے نہیں دیں گے۔ آپ کی خوب سیوا خدمت کریں گے، آپ ہمیں اپنے عمدہ عمدہ شعر سنائیں گے نا؟۔ ایک نوجوان نے کہا:

ضرور سناؤں گا۔

دن تاریخ طے ہو گیا اور علامہ اقبال مقررہ تاریخ پر بذریعہ ٹرین شیخوپورہ میں پہنچے۔ یہ ساتوں نوجوان ان کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ انہوں نے علامہ صاحب کو ایک تانگے میں بٹھا لیا اور کھانے کا سامان بھی رکھ لیا۔ پھر ان کی خواہش کے مطابق انہیں ہرن مینار تک لے گئے۔

تالاب کے اندر والی عمارت کی آخری منزل پر علامہ اقبال نے پانچ دن قیام فرمایا، آپ نے یہ پانچوں دن سجدہ ریزی اور رونے میں گزارے پانچویں دن علامہ صاحب نے ان نوجوانوں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اپنے پاس بلایا اور فرمایا:

نوجوانو! آپ نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ آپ کا بڑا بڑا شکریہ اب میں پھر

Marfat.com

واپس اپنی پریشانیوں کے دیس میں جانا چاہتا ہوں۔

میاں جی آپ تو بڑے خوشحال ہیں۔ پریشانیاں آپ کو کیسے لاحق ہوگئیں؟

ہاں بیٹا! میں سخت پریشان ہوں اور شاید مرنے تک پریشان رہوں۔ آخر آپ پریشان کیوں ہیں؟ آپ تو پڑھے لکھے ہیں، آپ جیسے لوگ تو دوسروں کی پریشانیاں دور کیا کرتے ہیں۔

ہاں آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ مگر پریشانیاں جن لوگوں کا مقدر بن جائیں ان کا پیچھا نہیں چھوڑتیں۔

میاں جی! آخر آپ کو پریشانی ہے کیا؟ اپنی پریشانی کا اظہار تو کریں۔ ہم سات نوجوان یقیناً آپ کی پریشانی کا بوجھ ہلکا کر دیں گے۔ آپ کی پریشانی ہم آپس میں بانٹ لیں گے۔

پیارے نوجوانو! پریشانی کسی سے بانٹی جانے والی نہیں ہے۔

میاں جی کچھ بتائیں تو سہی:

دیکھو نوجوانو! میں جب دوسرے لوگوں سے اپنا مقابلہ کرتا ہوں تو اکثر کی نسبت اپنے میں کم برائیاں پاتا ہوں۔ جس کی بنا پر اپنے آپ کو ان لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں۔ مگر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اچھے برے لوگوں میں امتیاز کرنے کی صلاحیت دی ہے انہوں نے مجھے کافر کہہ دیا ہے۔

کافر کہہ دیا ہے؟؟؟ کیوں۔ کس لئے نہیں نہیں میاں جی آپ کافر کیسے بن گئے۔ کس نے آپ کو کافر کہا: کب کہا؟

جنہیں اللہ نے دین کی سمجھ دی ہے انہوں نے آج سے چودہ پندرہ سال پہلے مجھ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا ہے اور وہ کفر کا فتویٰ اب تک قائم ہے۔ اسی بات نے مجھے پریشان کر رکھا

Marfat.com

ہے۔سوچتا ہوں: میرے پاس تو پوری دنیا کے مسلمانوں کو بیدار کرنے کا پروگرام ہے۔ چاہتا ہوں ان میں اتحاد پیدا ہو، انہیں ان کی منزل دکھاؤں، ان کے سفر کی سمت متعین کروں۔

اگر میں کافر رہا تو مجھ کافر کی باتوں پر کون یقین کرے گا۔ میں مر گیا تو مجھے کس قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ مسلمانوں کے قبرستان میں یا کافروں کے قبرستان میں؟ یہی پریشانیاں مجھے اندر سے کھائے جا رہی ہیں۔

میاں جی! آپ ایسا کریں، شرق پور شریف جائیں۔ وہاں ایک ولی اللہ ہیں، میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ان کا نام مبارک ہے۔ مرد کامل ہیں۔ جو بات فرما دیں اللہ اسے پوری کر دیتا ہے۔

ہاں میں نے ان کا نام سن رکھا ہے۔ واقعتاً وہ ایسے ہی بزرگ ہیں مگر ان کی خدمت میں جاتے کا مجھے شرف حاصل نہیں ہوا۔ میں انشاء اللہ ضرور ان کی خدمت میں حاضری دوں گا۔ (یہ ۱۹۲۷ء کی بات ہے)

علامہ اقبال گھر گئے۔ دوست احباب ملنے کے لئے آئے ان میں آپ کے بڑے گہرے دوست سر محمد شفیع بھی تھے۔

سر محمد شفیع اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری کے خالہ زاد بھائی تھے۔ انہیں آپ (علامہ اقبال) تنہائی میں لے گئے۔

فرمایا:

میاں صاحب! آپ کے بھائی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، شرقپور شریف میں رہتے ہیں، ان کے ہاں جانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ ملنے کی اجازت لے دیں تو زہے قسمت۔

Marfat.com

سرمحمد شفیع وقت نکال کر ایک دن حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔عرض کیا کہ ان کے دوست علامہ اقبال آپ کی خدمت میں قدم بوسی کا شرف چاہتے ہیں اگر اجازت مل جائے تو میں انہیں کسی وقت لے آؤں۔

وہ بھی آپ کی طرح بے ریش ہوں گے۔آپ نے میری رشتہ داری سے کیا اثر قبول کیا ہے کہ آپ کے دوست یہاں آکر میری بات مانیں گے؟ نہ لائیں انہیں یہاں میرے پاس۔

جب سر شفیع صاحب لاہور چلے گئے اور علامہ اقبال سے ملاقات ہوئی تو علامہ صاحب نے ملاقات کی اجازت کے بارے میں دریافت کیا۔

سرمحمد شفیع نے انہیں بتایا کہ یہ اجازت نہیں مل سکی۔علامہ صاحب اسی وقت رونے لگے۔آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی عرض کیا:

دیکھوں میرے دوست، گنہگار کدھر جائیں آپ ان کے بھائی ہیں کوئی رشتہ داری کا حق جتائیں، کوئی منت سماجت کریں۔کوئی واسطہ دیں۔مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کو ناکام واپس نہیں لوٹائیں گے۔

سرمحمد شفیع ہفتے عشرے کے بعد دوبارہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علامہ اقبال کی بے قراری کا ذکر کیا بڑی لجاجت اور انکساری سے ان کے لئے آپ سے پھر اجازت مانگی۔

آپ نے تھوڑی دیر مراقبہ فرمایا پھر کہا اچھا لے آؤ:

سرمحمد شفیع کا چہرہ کھل گیا مسرت کھلنے لگی وہ خوشی خوشی سیدھے علامہ صاحب کے ہاں پہنچے اور ملاقات کی اجازت کی نوید سنائی۔

علامہ اقبال کا سر یکدم جھک گیا اور ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ہاں ہاں یہ خوشی

Marfat.com

کے آنسو تھے۔ وہ تو اسی وقت حضرت صاحب کی خدمت میں آنا چاہتے تے مگر سر محمد شفیع کی مصروفیات نے دو تین دن کی مزید تاخیر کر دی۔

بہر حال ایک دن کوئی دس بجے کے قریب یہ دونوں حضرات شرقپور شریف میں تشریف لائے، علامہ اقبال کو ملکانہ گیٹ میں ملکاں والے ڈیرے میں کھڑا کیا گیا اور خود سر محمد شفیع اعلیٰ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ علامہ اقبال صاحب آ گئے ہیں اگر اجازت ہو تو خدمت میں حاضر ہوں۔

آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے آ جائیں:

سر محمد شفیع علامہ صاحب کو لینے کے لیے چلے گئے اور آپ اوپر والی بیٹھک میں تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ دونوں حضرات (سر محمد شفیع اور علامہ اقبال) بیٹھک میں آ کر بیٹھ گئے۔ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ حضرت صاحب کے نیچے اترنے کی آواز آئی یہ دونوں بے ساختہ دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت صاحب تشریف لائے تو دونوں تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ دونوں کے سر جھک گئے دونوں نے چپ سادھ لی۔

سر محمد شفیع کو اپنی حالت پہ قابو رہا مگر علامہ اقبال کی رفت بے قابو ہو گئی۔ ان کی آنکھوں نے ساون بھادوں کی جھڑی لگا دی۔

حضرت صاحب نے سر محمد شفیع سمیت سب کو باہر نکال دیا۔ اقبال کے کاندھے پر پیار سے ہاتھ رکھا اقبال کو سکون مل گیا۔ عرض کیا حضور! گناہوں سے نفرت بجا ہے۔ گنہگاروں سے ناروا۔ ہم لوگ تو پہلے ہی مایوسیوں کا شکار ہوتے ہیں اگر آپ بھی ٹھکرا دیں تو کدھر جائیں۔

حضرت صاحب نے بازو کھینچ کر اپنے قریب کر لیا۔

آپ ٹھیک کہتے ہیں گنہگار سے نفرت نہیں کرنی چاہیے۔ کہیے کیسے آنا ہوا؟

Marfat.com

فقیروں کے پاس؟

اقبال کی آنکھیں پھر ڈبڈبا گئیں۔ رندھی ہوئی آواز میں عرض کیا کافر بنا دیا گیا ہوں۔ مسلمانوں کے زمرے میں داخل کر دیجئے۔

اقبال! خدا کی رحمت رونے والوں کو بے حد پسند کرتی ہے۔ گھبرائیں نہیں آپ مسلمان ہیں مسلمان ہی رہیں گے۔ آپ کو کافر کہنے والے تمہارا نام عزت سے لیں گے، منبروں پر تمہارے اشعار پڑھیں گے تمہارے جن شعروں کی وجہ سے تم پر فتویٰ تکفیر لگا ہے وہ خود انہیں اکثر گنگناتے رہیں گے۔ خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

رحمت حق بہانمی جوید

رحمت حق بہانہ می جوید

اب اقبال کو لنگر کا کھانا پیش کیا گیا۔ سر محمد شفیع کو بھی بلایا گیا۔ دونوں نے ماحضر بڑے شوق سے تناول فرمایا۔ حضرت صاحب نے دعا فرمائی اور دونوں کو رخصت فرما دیا۔

اس حاضری کے بعد علامہ اقبال کی توقیر میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا۔

علامہ اقبال کا یہ شعر:

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اس واقعہ کی عکاسی کرتا ہے اور ''مرد مومن'' سے مراد اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں:۔

علامہ اقبال نے ۱۹۲۷ء میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ۱۹۲۸ء میں حضرت صاحب کا وصال ہو گیا۔ اقبال اکثر اپنے دوستوں سے کہتے کہ کاش میں بہت پہلے حضرت میاں صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوتا۔

Marfat.com

یہ بات سچ ثابت ہوئی کہ اس حاضری کے بعد کسی بھی زبان پہ یہ لفظ نہیں آیا کہ علامہ اقبال کافر ہے اور یہ بات بھی ثبوت کو پہنچی کہ ہر مکتبہ فکر کے لوگ آج علامہ اقبال کے اشعار اپنی سٹیجوں پر جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں۔ اور اپنے بیان کو مزین اور پر زور بناتے ہیں۔

حوالہ کے لیے:

روایت حاجی معراج دین جنڈیالہ روڈ شیخوپورہ۔

مضمون کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب بھی پیش نظر ہیں۔

اقبالیات بی اے	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
منبع انوار	صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری
رسالہ مہک	(اقبال نمبر) گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ
	نورِ اسلام شرقپور شریف اکتوبر (۱۹۹۳ء)

☆

Marfat.com

مست یا کہ باشریعت:

کسی گاؤں میں جلال دین نامی ایک شخص رہتا تھا۔ وہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھا اس نے سنا کہ موضع باٹھ میں ایک مست فقیر رہتے ہیں، وہ بڑے کامل بزرگ ہیں۔ چنانچہ جلال دین بڑے شوق سے وہاں پہنچا۔ اس مست نے اس پر کمال شفقت کی اور اسے بھی مست کر دیا۔ اسی مستی میں جلال دین لاہور چلا آیا۔

ان دنوں مستری کرم دین مرحوم ملازمت کے سلسلہ میں لاہور مقیم تھے۔ جلال دین جواب ایک مست حال فقیر تھا ان کے مکان پر آیا۔ انہوں نے کھانے کے لئے اسے ایک روٹی دی، وہ روٹی لیے ساری رات سیڑھیوں میں ہی بیٹھا رہا اور صبح ہونے پر اسی کیف و مستی میں شرقپور شریف چلا آیا۔

شرقپور شریف پہنچ کر مسجد حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے وہ روٹی ہاتھ میں لیے کھڑا تھا کہ حضرت میاں صاحب قبلہ گھر تشریف لائے۔ نماز ادا کرنے کے بعد آپ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ جلال دین کھڑا ہے اسے لے آؤ۔ جب اسے مسجد میں لایا گیا تو حضرت صاحب قبلہ نے پکڑ کر اسے لٹا لیا اور یہ کہتے ہوئے "لاؤ تمہاری مستی نکالوں" خوب پیٹا۔ جب وہ ہوش میں آیا تو سرکار نے پوچھا "بتاؤ کدھر جانا ہے؟"۔ اس نے عرض کی۔ "حضور! جدھر آپ ارشاد فرمائیں"۔

آپ فرمانے لگے۔ "پہلے گھر جاؤ"۔ اپنی والدہ سے ملو اور پھر اپنا کاروبار خوب جی لگا کر کرو"۔ نیز آپ نے ارشاد فرمایا: ان مستوں سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہوتا ہے۔ یہ کمال مہربانی کریں تو اپنے جیسا مست کر دیتے ہیں۔ بصورت دیگر منفی حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لیے باشریعت بزرگوں کے پاس حاضر ہونا بہتر اور افضل ہے"۔

Marfat.com

مساوات:

ایک دن سرکار میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کے لیے ایک ذیلدار حاضر ہوا بڑا گرانڈیل اور بڑا تڑنگا جوان تھا۔ رعب اور تمکنت اس کے چہرہ سے ہویدا تھی ریوالور کمر سے بندھا تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور مسکین صورت آدمی بھی تھا جس کے معمولی کپڑوں اور اس زمیندار کے پیچھے پیچھے مودبانہ چلنے سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ کوئی اس کا ملازم ہے۔ وہ دونوں اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک میں آکر بیٹھ گئے۔ حضرت صاحب قبلہ تشریف لائے بعد ملاقات اور گفتگو کھانے کا وقت ہو جانیکی وجہ سے دسترخوان بچھا اور کھانا چُن دیا گیا سب احباب جو وہاں موجود تھے دسترخوان پر بیٹھ گئے لیکن ذیلدار کا ساتھی اپنی جگہ پر بدستور بیٹھا رہا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بھی فرمایا ''بھئی! تم بھی آؤ اور سب کے ساتھ ملکر کھاؤ''۔ یہ سن کر وہ ذیلدا کہنے لگا۔ ''جناب اسے علیحدہ کھانا دے دیا جائے یہ ہمارا ''کمین'' (بمعنی کام کرنیوالا اغلا اً ی ٹرز کا ملازم'' ہے۔

حضرت صاحب قبلہ خاموشی سے اُٹھے اور اندر سے کھانا لاکر اس کے سامنے رکھ دیا اور بلند آواز سے فرمایا ''تم بھی کمین''، ''میں بھی کمین''۔ آؤ! میں اور تم ملکر اکٹھے کھاتے ہیں۔ اور آپ اس کے ہمراہ کھانا کھانے لگے۔

حضرت صاحب قبلہ کی یہ گفتگو سن کر اور اس کے ساتھ کھانا کھاتے دیکھ کر ذیلدار کے چہرے پر ہوائیاں چھوٹنے لگیں۔ شرمندگی سے سرنگوں ہو گیا اور اسکی پیشانی پر قطراتِ ندامت ہویدا ہو گئے۔ اس پر رقت طاری تھی اور وہ رو کر کہتا تھا ''سرکار! میں بھی آپ کے ساتھ کھانا کھاتا ہوں۔ آپ مسکراتے تھے اور فرماتے تھے نہیں، بھائی تم ذیلدار ہوئے۔ رئیس اور بڑے آدمی۔ تمہیں ہم سے علیحدہ ہی کھانا، کھانا چاہیے۔ ہم دونوں ''کمین'' ہیں ہم اکٹھے

Marfat.com

بیٹھ کر کھائیں گے۔

سبحان اللہ! مساوات، احترامِ آدمیت، حقوق العباد، سنت رسول ﷺ و رشریعتِ مطہرہ کا اس قدر خیال! ایسا منظر کہاں دیکھنے میں آئے گا؟ پھر اس کی تلقین کس اچھوتے اور موثر انداز میں۔ اولیائے سلف کی سی عادات اور قربِ اولیٰ کی روایات کو اس دور پرفتن اور اس گئے گزرے زمانہ میں قائم رکھنا آپ کا ہی حصہ تھا۔

سر شفیع مرحوم:

میاں سر محمد شفیع مرحوم کی ذات محتاج تعارف نہیں کسی زمانہ میں متحدہ ہندوستان میں سر شفیع کا طوطی بولتا تھا تو وہ ایک کامیاب بیرسٹر تھے اور وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر بعد میں وزارتِ قانون کا قلم دان اُن کے سپرد کر دیا گیا۔ سر شفیع اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد تھے۔ جب تک آپکی خالہ بقید حیات رہیں آپ ان کے سلام کو سر شفیع کی کوٹھی اکثر جاتے رہے۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ اپنی خالہ کے ہاں تشریف لائے ہوئے تھے کہ سر شفیع کی والدہ اپنی بہو یعنی لیڈی سر شفیع اور دُختر سر شفیع (بیگم شاہنواز) کو ساتھ لیے آپ کی طرف آئیں آپ نے دور سے ہی دیکھا تو پکار کر کہا ”خالہ جان! لے جایئے ان ”دوسری چیزوں کو“ اور آپ نے ان سے ملنے سے انکار کر دیا اور نہ ہی آپ ان سے ملے آپ کی خالہ صاحبہ نے آپ سے کہا کہ آج کھانا یہیں کھالو۔ چنانچہ آپ نے خالہ صاحب کی دل جمعی کی خاطر ہمراہیوں سے کھانا وہیں کھا لینے کا ارشاد فرمایا۔ نیز حکم دیا کہ ”سر شفیع کے ڈرائینگ روم کا سب سامان صوفے وغیرہ باہر نکال دیے جائیں۔ ہم زمین پر بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔ چنانچہ ایسے ہی کر دیا گیا۔

Marfat.com

اسی اثناء میں سر شفیع دفتر سے کوٹھی آئے اور سب سامان باہر دالان میں نکلا پڑا دیکھ کر سخت حیران ہوئے گھر سے پوچھا تو پتہ چلا سرکار میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ ان پر کپکپی طاری ہوگئی۔ جلدی جلسی سوٹ اُتارا اور دوسرے کپڑے پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کھانا کھا چکنے کے بعد حضرت صاحب قبلہ کے کسی سوال پر سر شفیع نے کہا ''حضور! میں تو مسلمان کا بڑا خیر خواہ ہوں''۔ یہ سننا تھا کہ آپ کو طیش آ گیا آپ نے اس کی ٹوپی اُتار کر اس کے سر پر دے ماری اور فرمایا ''تمہارا کعبہ تو لندن ہے اور انگریز کا قانون تمہارا قرآن۔ میں تو تب تمہیں مسلمانوں کا خیر خواہ سمجھوں اگر تم قانون بناتے وقت قرآن شریف دیکھ کر اس کے مطابق قوانین مرتب کرو۔ کیا ہی لطف ہوتا۔ شریعت کے مطابق اتنی بڑی تمہاری داڑھی ہوتی۔ تم کونسل میں بیٹھے ہوتے اور غیر مسلمانوں پر تمہارا رعب ہوتا وہ بھی سمجھتے کہ ہاں! کونسل میں کوئی مسلمان بیٹھا ہے''۔

سر شفیع پر رقت طاری تھی اور وہ رو رہا تھا۔ کچھ وقت گزرانے کے بعد حضرت صاحب قبلہ وہاں سے چلے آئے۔ سر شفیع کا کہنا تھا ''میں نے آج پچیس برس کے بعد زمین پر بیٹھ کر ہاتھ سے روٹی کھائی ہے''۔

نظر جہاں دی کیمیا:

پنجاب کے ''ماجھے'' میں کون شخص تھا جو قادر بخش ڈاکو کے نام سے واقف نہ ہو۔ آج بھی اس علاقے کے بڑے بوڑھے اس کی دلیرانہ ڈاکہ زنی کی وارداتوں کے افسانے دیہاتیوں کے جھرمٹ میں مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں۔ چار ڈاکوؤں کی ٹولی میں ''رائیاں''۔ ضلع لاہور کے اس نامور سپوت کو ایک امتیازی درجہ حاصل تھا۔ اس ڈاکہ زن ٹولی میں اکثر میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی موضوع بحث بنی رہتی۔ یہ

Marfat.com

لوگ تبصرہ کرتے ہوئے اکثر کہتے کہ معلوم نہیں اس شخص کے پاس اتنی دولت کہاں سے آتی ہے جس سے کہ یہ سینکڑوں مہمانوں کو ہر روز کھانا کھلانے کے علاوہ اتنی دریا دلی اور فیاضی سے مستحقین میں سخاوت کرتے ہیں۔ان کے پاس ضرور کوئی خزانہ ہے۔آخر یہ فیصلہ ہوا کہ قادر بخش جوان چاروں میں زیادہ سمجھدار، چالاک، بہادر اور نڈر ہے۔وہاں جا کر اس بات کا سراغ لگائے کہ اتنی دولت کہاں سے آتی ہے اور اسے حاصل کرنے کے مواقع کیسے میسر آ سکتے ہیں۔چنانچہ تہہ شدہ سکیم کے تحت قادر بخش شرقپور شریف میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر ایک مہمان کی حیثیت سے آ پہنچا۔

حضرت قبلہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ نووارد مہمانوں کے پاس خود تشریف لے جاتے اور اسکو پوچھتے۔عادت کے مطابق آپ قادر بخش کے پاس بھی آ بیٹھے اور پیار سے پوچھا ''کہاں سے تشریف لائے ہو اور کیا نام ہے آپ کا'' اس نے عرض کی، حضور! رائیاں ضلع لاہور کا رہنے والا ہوں اور قادر بخش نام ہے۔یہ سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور دونوں ہاتھ جوڑ کر آسمان کی طرف اُٹھاتے ہوئے تین بار کہا ''یا قادر! بخش! یا قادر! بخش! یا قادر! بخش!۔

اس کے بعد آپ نے دستر خوان بچھا کر کھانا رکھا اور اس کی پیٹھ پر تھپکی دے کر فرمایا ''اچھی طرح کھاتے چلے جاؤ۔کام تمہارا تو شاید ممکن نہیں''۔

قادر بخش بڑا گرانڈیل، قوی الجثہ اور طویل قامت جوان تھا۔وہ دس بارہ روٹیاں ایک ہی وقت کے کھانے میں کھا جاتا تھا۔وہ آٹھ دن متواتر یہاں مقیم رہا۔دولت وخزانے کے سراغ میں ہر چیز اور ہر جگہ کا اچھی طرح جائزہ لیتا رہا۔لیکن یہ تو وہ دولت تھی جسے نہ چوروں کا خدشہ تھا نہ رہزن کا ڈر۔یہ تو قدرت کے عطا کردہ پراسرار خزانے تھے جن تک پہنچنا قادر بخش کے بس کا روگ نہیں تھا بلکہ بڑے بڑوں کی نظریں وہاں تک نہ پہنچ سکتی تھیں، نہ پہنچ

Marfat.com

سکیں۔ آخر اتنے دنوں کے بعد قادر بخش حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لے کر روانہ ہونے لگا تو آپ نے تھوڑی سی چپاتیوں میں کچھ سالن لپیٹ کر اس کو باندھ دیں اور قصبہ کے باہر ''شیحانیوں'' کے کنویں تک اسے چھوڑنے گئے اور واپس آتے وقت اسے فرمایا ''ذرا خیال سے جانا'' اور قادر بخش اپنے گاؤں روانہ ہو گیا۔

شرقپور شریف سے کوئی دو میل کے فاصلہ پر ایک بہت بڑا درختوں کا ذخیرہ (جنگل) ہے اس میں ایک نہر بہتی ہے۔ جب قادر بخش اس نہر کے پار پہنچا تو بیساختہ اس کی زبان پر ذکر الٰہی جاری ہو گیا اور وہ وجدانی کیفیت سے دوچار ہوا کپڑے پھاڑ ڈالے اور اِدھر اُدھر دوڑنے لگا۔ آخر کار بیہوش ہو کر گر پڑا۔

چوبیس گھنٹے بے سُدھ پڑا رہنے کے بعد آخر اس کے حواس کچھ درست ہوئے تو اپنے جسم پر نگاہ پڑی تو دیکھا کپڑے پھٹ جانے کی وجہ سے برہنہ ہو گیا ہے اور جسم پر خراشیں آ گئی ہیں اور خون رس رہا ہے۔ اس نے اپنے پھٹے ہوئے پیراہن کی بکھری ہوئی دھجیاں اکٹھی کر کے اپنے جسم کے خاص حصوں کو ڈھانپا اور واپس شرقپور شریف چل پڑا۔

چیتھڑوں میں لپٹا ہوا یہ گرد آلود جوان جب نیم بیہوشی کی حالت میں شرقپور شریف پہنچا تو اس نے حضرت صاحب قبلہ کو گلی کے سرے پر پہلے ہی منتظر پایا۔ اس کو دیکھ کر آپ متبسم ہوئے اور فرمایا ''تم تو بڑے نڈر اور بہادر تھے''۔ میں نے تو تمہیں کہا تھا کہ ذرا دھیان سے جانا۔ تم تو تھوڑا سا بھی برداشت نہ کر سکے۔ آپ اسے اندر بیٹھک میں لے آئے اور اندر سے اُجلے کپڑے لا کر اسے پہنائے۔ بعد ازاں آپ نے اسے نماز ادا کرنے کے لیے ارشاد فرمایا:

ا۔ پچھلے صفحہ پر ہم لکھ چکے ہیں یہ برابر طاقت ور آدمی تھا اس کی طاقت کا یہ عالم تھا کہ حضرت صاحب قبلہ کے وصال کے بعد جبکہ مزار شریف والے کنویں کا ''پرانہ'' بن رہا تھا اور لوگ آس پاس سے مٹی اُٹھا اُٹھا کر وہاں پھینک

Marfat.com

رہتے تھے تو ان مٹی اُٹھانے والوں میں میاں قادر بخش بھی شامل تھا۔اس وقت بھی اس کی جسمانی قوت کا یہ عالم تھا کہ یہ دو گدھوں کے برابر وزن (جتنا عام گدھے اٹھاتے ہیں) اُٹھاتا تھا اور اس پر تکرار کرتا تھا کہ مٹی ابھی کم ہے۔

اور ساتھ ہی کہا: پہلے تو قادر بخش ڈاکو تھا اب میاں قادر بخش ہو۔آپ کہتے تھے اب جاؤ تو وہ متواتر روئے جا رہا تھا اور ہاتھ جوڑ کر کہتا تھا ''حضور! اب میں جانے کے قابل نہیں رہا''۔

تاہم آپ نے اسے توبہ کرائی اور فرائض کی انجام دہی اور ذکر کی تلقین کرتے ہوئے اسے واپس گاؤں بھیج دیا۔وہاں اس کے پرانے ساتھیوں نے اس مشن کے متعلق پوچھا جس پر اس کو بھیجا گیا تھا تو قادر بخش کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اس نے روتے ہوئے کہا ''وہاں سے ہو آنے کے بعد اب میں تمہارے قابل نہیں رہا''۔

کہتے ہیں کچھ دنوں بعد اس کی حالت دیکھتے ہوئے اس کے ان ساتھیوں نے بھی بری باتوں سے توبہ کر لی۔قادر بخش اب قادر بخش نہ رہا تھا بلکہ علاقہ بھر میں میاں قادر بخش نام مشہور تھا۔

وہ نہ صرف پابندِ صوم وصلوٰۃ تھا بلکہ تہجد کی اذان دیا کرتا اور لوگ اس کی تبلیغ اور اس کے کردار سے متاثر ہو کر اس کے ہمراہ نمازِ تہجد با جماعت ادا کیا کرتے۔

قادر بخش اکثر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شرقپور شریف آیا کرتا ایک دن اس نے عرض کی ''حضور! اب میں کیا کام کروں:۔

آپ نے فرمایا: ''کسی کو کچھ دوا دارو بتا دیا کرنا''۔

حضور کے اس ارشاد سے وہ بڑا پریشان ہوا اور دل میں کہنے لگا ''میں تو بالکل ہی ان پڑھ ہوں۔کچھ نہیں جانتا۔یہ بات کیسے چلے گی۔کچھ دن بعد پھر اس نے آپ کی خدمت میں عرض کی؛

Marfat.com

''حضور! اب میں کیا کام کروں''۔

آپ نے ارشاد فرمایا ''کسی کو کچھ دوا دارو بتا دیا کرنا''۔

دن ایسے ہی گزرتے گئے۔ ایک دن قادر بخش گاؤں میں ایک پنساری کی دوکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ سامنے سے ایک بڑا زمیندار سکھ جس کا نام (اچھی طرح یاد نہیں رہا غالباً) سُندر سنگھ تھا آ رہا تھا اُسے آتے دیکھ کر میاں قادر بخش کہنے لگا ''تیری بیوی ایک عرصہ سے بعارضہ تپ دق بیمار ہے تم نے بڑے علاج کیے ہیں۔ کیا میں بھی اس کا علاج کروں؟۔۔

یہ سن کر وہ سکھ کھلکھلا کر ہنس پڑا اور جانتے ہوئے کہ یہ حکیم تو ہے نہیں ازراہِ مذاق کہا ''بڑی خوشی سے کرو میاں''۔

قادر بخش نے کہا ''میں اس کا علاج کروں گا اور اسے آرام ہو جانے کے بعد ایک بھینس اعلیٰ قسم کی، ایک گھوڑی بہت اچھی نسل کی اور ایک سو روپیہ لوں گا''۔

اور سکھ زمین دار نے منظور کر لیا:

میاں قادر بخش نے اس ہندو پنساری جس کی دوکان پر وہ بیٹھا ہوا تھا سے کہا: لالہ! لکھو نسخہ'' اور چند ایک معمولی قسم کی چیزیں از قسم عناب، لسوڑیاں وغیرہ لکھوا دیں۔ یہ نسخہ سن کر وہ سکھ اور پنساری ہندو خوب ہنسے اور خوب مذاق اُڑایا۔ لیکن میاں قادر بخش نے نہایت سنجیدہ لہجے میں کہا:

''ارے سندر سنگھ! تم نے بڑی تعداد میں بڑے قیمتی علاج کیے ہیں۔ میرے اس معمولی علاج سے تیری بیوی مر نہیں جائیگی۔ تین یوم کر کے دیکھ لو۔ اگر میرا اللہ شفا دے تو تمہیں کیا اعتراض ہے''۔

یہ باتیں سن کر سندر سنگھ نے نسخہ لے لیا اور یہ سمجھتے ہوئے کہ اس میں ہرج بھی کیا ہے، علاج شروع کر دیا۔ خدا کی قدرت! اس کی بیوی کو بتدریج افاقہ ہونے لگا۔ قریباً ایک

Marfat.com

ماہ بعد وہی چار پائی سے لگی ہوئی نحیف ونزار مریضہ خود چل کر میاں قادر بخش کے پاس آئی اور ہاتھ جوڑ کر پرنام کرتے ہوئے کہا: میاں! چلو ہمارے بیلے میں اور اپنی حسبِ منشا ایک بھینس ایک گھوڑی لے لو' یہاں قادر بخش ان کے ہمراہ بھینس کے گلہ میں پہنچا وہاں بڑی تعداد میں اچھی اچھی بھینسیں کھڑی تھیں اور چار عدد بڑھیا نسل کی گھوڑیاں، ان میں سے میاں قادر بخش نے اپنی پسند کی ایک بھینس اور ایک گھوڑی لے لی اس کے بعد اس سکھ زمیندار نے مبلغ ایک سو روپیہ پیش کرتے ہوئے کہا: میاں جی! یہ سو روپیہ، بھینس اور گھوڑی تو آپ کا مانگا ہوا حق تھا اور اب ہم اپنی طرف سے ایک بھینس ایک گھوڑی اور پانچ سو روپیہ آپ کی نذر کرتے ہیں۔ لیکن میاں قادر نے انکار کرتے ہوئے کہا ''میں نے جو کچھ کہا تھا، لے لیا ہے اس کے علاوہ ایک پائی بھی زائد نہیں لوں گا''۔

بس پھر کیا تھا میاں قادر بخش ایک حکیم کی حیثیت سے سارے ''ماجھے'' میں مشہور ہو گئے اور ان کے دروازے پر ہر وقت مریضوں کی بھیڑ رہنے لگی۔ میاں قادر بخش نے جس مریض کا علاج کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمائی جس بیمار کے معالجہ کے لیے وہ جاتا تھا جو کچھ لینا ہوتا تھا پہلے ہی طے کر لیا کرتا تھا اس علاقے کے، اس زمانے کے لوگ جو ابھی بقید حیات ہیں سب میاں قادر بخش کے واقعات سے واقف ہیں اور آج بھی دستِ شفا رکھنے والے حکیم کی حیثیت سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس کی ذات کو جانتی ہے۔

ایک دفعہ قادر بخش ماجھے کے ایک گاؤں ''ستوکی'' گیا ہوا تھا۔ ستوکی کے باشندوں کی اکثریت غیر مقلد وہابیوں پر مشتمل تھی۔ اسی دن جبکہ قادر بخش بھی وہاں گیا ہوا تھا۔ مسجد میں جمعہ کے بعد وہابی فرقہ کے لوگ اکٹھے بیٹھے ہوئے عبدالستار کی کتاب پڑھ رہے تھے اسی دوران میں میاں قادر بخش جو مسجد کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور جس کی علاقے کے سبھی فرقوں کے لوگ عزت وتوقیر کرتے تھے باہر نکل آیا اور کہنے لگا ''میں بھی تمہیں کچھ سناؤں''۔

Marfat.com

ا لاہور کے نزدیک مخصوص علاقے کا نام جس کے لوگ بڑے بہادر ہوتے ہیں۔

سب وہابی خوش ہو کر کہنے لگے ''میاں جی! ضرور سناؤ!!!''۔

میاں قادر بخش نے نہایت پرسوز اور درد بھرے لہجہ میں پنجابی زبان میں کہا:

''نئیں ہیگا اے سارا جہان! میرے پیر دے نونہہ ورگا''۔

وہ تو یہ کہہ کر اندر چلا گیا اور عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے اس کے درد بھرے الفاظ جادو بن کر لوگوں کے دلوں پر چھا گئے۔ سب پر رقت طاری تھی اور وہ رو رو کر کہہ رہے تھے کہ اس چھوٹے سے فقرے سے دلوں کو وہ سرور حاصل ہوا ہے جو بڑی بڑی کتابوں سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ عشق و محبت اور پیار و اُلفت کی بات ہی اور ہے اور پھر۔۔۔۔

﴿ع: دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے﴾۔

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی جن کمالات کی حامل تھی وہ تو آپ کا ہی حصہ ہے، جن پر ایک نظر ڈال دی وہ بھی منبع فیوضات بن گئے اور ایک دنیا ہے کہ ان سے فیض حاصل کر رہی ہے۔

﴿نظر جنہاں دی کیمیا سونا کردے وٹ﴾

میاں قادر بخش اکثر حضور کی خدمت میں آیا کرتا تھا اس کی طبیعت جتنی شدت سے برائیوں کی طرف راغب تھی اب اتنی شدت سے ہی نیکیوں کی طرف بھی مائل ہو گئی تھی۔ وہ خوب دل لگا کر ذکر و فکر میں محو رہتا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کی طرف خصوصی توجہ فرمایا کرتے۔ اس لیے اس کی طبیعت زوروں پر تھی اِدھر حضرت صاحب قبلہ کی توجہ خصوصی اُدھر اس کی طبیعت کا میلان۔ خوب رنگ چڑھا۔ میرے والد صاحب سے میاں قادر بخش کے خاصے دوستانہ مراسم تھے وہ اکثر اُن کے پاس دوکان پر آتا تھا۔ والد صاحب کا

Marfat.com

کہتا ہے کہ اس کی آنکھیں ہر وقت سرخ اور پرنم رہا کرتیں۔ وہ اکثر منہ پر کپڑا ڈالے رہتا۔
اس کا دیکھنا ہی عجب کیف آگئیں تھا اور ان کا وجود زبانِ حال سے پکارا کرتا۔

دوہری ہیں مستیاں میری ہر بادہ خوار سے
اِک جام مے سے پیتا ہوں اِک چشمِ یار سے

اولیاء را ہست قدرت اِز الٰہ
تیر جستہ باز آرندش زراہ

﴿مولانا جلال الدین رومی﴾

زیارتِ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم:

تقسیم ہند سے کچھ برس پیشتر انجمن اسلامیہ شرقپور شریف کے پرائمری سکول میں مولانا شیخ محمد علی صاحب مرحوم و مغفور دینیات کے استاد تھے بندۂ ناچیز نے بھی ان سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی ہے۔ استاذی محترم کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا بہت شوق تھا اس مقصد میں کامیابی کے حصول کے لیے انہوں نے بہت سے وظائف پر محنت کی لیکن گوہر مراد حاصل نہ کر سکے، نیز اس غرض سے اکثر آستانوں اور مزارات پر حاضری دی۔

ایک دن سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بیٹھک میں بہت سے مہمانوں کو چائے پلا رہے تھے۔ خوبی قسمت سے مولوی محمد علی صاحب بھی جو سرکار کے ارادتمندوں میں سے تھے

Marfat.com

حاضری کے لیے آئے جیسے ہی وہ اندر آئے حضرت صاحب قبلہ نے چائے کی پیالی ان کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا ''لے او محمد علی چاہ پی'' مولوی صاحب نے پیالی پکڑ لی اور جیسے کھڑے تھے ویسے ہی چائے کی طرف ٹکٹکی لگائے کھڑے رہے جب سب مہمان چائے پی چکے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہتے ہوئے پیالی پکڑ لی کہ اگر نہیں پیتے تو لاؤ کسی اور کو دے دوں۔ حضرت صاحب قبلہ کا مولوی صاحب کے ہاتھوں سے پیالی چھیننا تھا کہ وہ دھڑام سے زمین پر آرہے اور ہوش وحواس کھو بیٹھے۔ آپ کسی کام کی وجہ سے اوپر مکان پر تشریف لے گئے تو لوگوں نے انکو اُٹھایا اور وہ ہوش میں آئے۔ پوچھنے پر انہوں نے بتایا۔ ''جب صاحب قبلہ نے یہ کہہ کر کہ ''لو محمد علی چائے پیو'' پیالی میرے ہاتھوں میں دی تو کیا دیکھتا ہوں کہ چائے میں سے شکلِ نورانی نورِ مجسم ﷺ نظر آرہی ہے''۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ پشاور سے واپسی پر ہی آپ مہر ولایت حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے گولڑہ شریف تشریف لے گئے۔ جب آپ پیر صاحب کے ہاں پہنچے تو وہ پلنگ پر دراز تھے آپ نیچے ہی فرش پر دوزانو بیٹھ گئے اس وقت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حاضرین کے سامنے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کی تفسیر بیان فرما رہے تھے، چند ساعتوں کے بعد حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''حضرت! اس سے آگے ثم رددنہ اسفل سافلین پر بھی غور فرمائیے''۔

یہ سن کر قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سامعین سے مخاطب ہو کر پنجابی زبان میں فرمایا: ''دیکھو بھئی! جتھے ایہہ جناں جا اپڑیا اوتھے ماتھ نہ اپڑ سکیا'' ''یعنی جہاں یہ مردِ خدا جا پہنچا ہے وہاں میں نہ پہنچ سکا''۔ اس کے بعد سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر صاحبؒ سے کچھ بات کہی تو وہ خاموش رہے۔ تھوڑی دیر بعد جب آپ نے حضرت کی اجازت لی تو پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا جواب دیا۔

Marfat.com

واپس شرقپور شریف آکر آپ نے فرمایا: علم تو یوں تھا جیسے سمندر ٹھاٹھیں مارتا رہا ہو لیکن میری بات کا جواب تو دیر سے دیا تھا۔ بعدازاں پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو یہاں شرقپور شریف حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے بتایا کہ پیر صاحب فرماتے تھے۔

''میں حیران ہوں کہ میانصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا عروج کیسے پایا میں جب بھی مولائے کل فخرِ رسل سرکارِ دوعالم حضور نورِ مجسم ﷺ کی کچہری میں حاضر ہوتا ہوں تو میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو تاجدارِ مدینہ ﷺ کی داہنی طرف ہی بیٹھے ہوتے ہیں''۔

میر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

لاہور سے باغبان پورہ جاتے ہوئے پنجاب انجینئرنگ کالج کے عقب میں سڑک پر سے ہی ایک گنبد پر نظر پڑتی ہے۔ یہ گنبد حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ کے روضے کا ہے جو اپنے زمانہ کے مانے ہوئے صاحبِ علم وعرفاں بزرگ تھے۔ آپ کی ذات بڑے کمالات کی حامل تھی۔ اس روضہ مبارک سے کچھ ہی فاصلہ پر ایک قدیمی مسجد ہے جس کا ماحول بڑا بابرکت اور گداز ہے ان دنوں یہ غیر آبادسی مسجد جو ''بیگم مسجد'' کے نام سے مشہور تھی آبادی سے دور ہونے وجہ سے ریاضت وعبادت کرنے والے صوفی منش سالکین اور صاحبِ ذوق حضرات سے دور، دنیا ومافیہا سے بے خبر ذاتِ باری سے لولگائے۔ لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہتے تھے کا مسکن تھی۔ حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی اوائل عمر میں بیگم مسجد، بڑے میاں درس اور حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر اکثر جایا کرتے تھے اور وہاں جاکر کافی دیر ''خیال'' میں بیٹھا کرتے تھے۔

اس زمانہ میں ایشاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین ایک کابلی سید میر جان

Marfat.com

صاحب تھے وہ ایک بلند پایہ بزرگ اور اوصافِ حمیدہ کے مالک تھے۔ حضرت صاحب قبلہ فرمایا کرتے تھے۔ ''میر جان صاحب کی آنکھیں بتاتی ہیں کہ وہ ہر وقت اللہ کے حضور میں ہیں''۔

میر جان صاحب کو حضور نبی اکرم ﷺ سے بڑی محبت تھی۔ عشقِ رسول کا ان پر غلبہ تھا۔ وہ ضعیف العمر اور کمزور ہونے کی وجہ سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے وقت اپنے گھٹنے کھڑے کر کے کمر اور زانوں کے گرد کپڑا لپیٹ لیتے تھے اور گھٹنوں پر قرآن شریف رکھ کر تلاوت فرماتے تھے لیکن جب سرکارِ دو عالم ﷺ پر درودِ پاک پڑھنا ہوتا تو کمال ادب اور محبت کی وجہ سے دوزانو بیٹھ کر پڑھتے، سبحان اللہ، میر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نماز میں جماعت کی امامت عموماً خود کیا کرتے تھے اور جب قراءت پڑھتے وقت حضور ﷺ کا اسمِ گرامی آجاتا تو نماز کی حالت میں ہی بیساختہ اونچی آواز میں پکار اُٹھتے صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی وہاں جاتے میر جان صاحب آپ سے بڑی محبت کرتے۔ آپ نے خود فرمایا کہ آپ ایک دن ایشاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے میر جان صاحب مسجد کے صحن میں حوض کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ بھی ان کے پاس بیٹھ گئے اس وقت وہاں کا ماحول کچھ عجیب سا تھا۔ ایک آدمی کو وجد ہو رہا تھا ایک پاس بیٹھا تلاوت کر رہا تھا ایک مراقبے میں مشغول تھا اور ایک آدمی آکر حوض میں نہانے لگا۔ آپ فرماتے ہیں۔

''مجھے بڑی غیرت آئی اور میں اُٹھ کر ایشاں صاحب کے روضہ کے اندر چلا گیا''۔

وہاں سے آواز آئی۔

''اندر کیا لینے آئے ہو ایشاں صاحب تو باہر بیٹھے ہوئے ہیں''۔

آپ فرماتے ہیں۔ میں باہر آگیا لیکن برداشت نہ کر سکا اور اُٹھ کر چلا آیا اور اندر

Marfat.com

سے پھر وہی آواز آئی اور میں باہر آ گیا۔ تین بار ایسے ہی ہوا۔ آخر میر جان صاحب نے مسکرا کر کہا۔ اے میرے عزیز! وہ اپنا کام کر رہے ہیں تم اپنے خیال میں مگن رہو۔ اور پھر مجھے تسکین ہو گئی۔

میر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رشتہ دار تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ میر جان صاحب کا ایک خادم خاص غلام محمد انہیں دبا رہا تھا اور میر صاحب لیٹے ہوئے تھے کہ سرکار میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور غلام محمد کے پاس چپ چاپ بیٹھ گئے۔ آپ نے غلام محمد کو اشارہ سے فرمایا کہ وہ دبانا چھوڑ دے اور آپ میر صاحب کو مٹھیاں بھریں۔ چنانچہ غلام محمد نے اپنا ایک ہاتھ اُٹھایا تو آپ نے اپنا ایک ہاتھ میر صاحب کی ران پر رکھ دیا اور غلام محمد نے دوسرا ہاتھ اُٹھایا تو حضور نے دوسرے ہاتھ سے دبانا شروع کر دیا اسی طریقے سے آپ نے غلام محمد کی جگہ لے لی اور غلام محمد اُٹھ کر کسی دوسرے کام کو چلا گیا۔ حضرت صاحب قبلہ کافی وقت میر جان صاحب کو مٹھیاں بھرتے رہے جب غلام محمد واپس آیا تو میر صاحب نے اس سے کہا: غلام محمد دیکھو! یہ شخص بڑا کمال ہے اسکی شہرت سارے ملک میں پھیلے گی یہ شمع ہدایت بن کر چمکے گا اور ان کی ضیا پاشیاں تاریک دلوں کی سیاہی دور کر کے لوگوں کو نور اور روشنی عطا فرمائیں گی۔ لوگ چار دانگِ عالم سے کھچ کھچ کر آئیں گے اور اس چشمہ ہدایت سے فیض یاب ہونگے۔ یہ شخص اس دورِ الحاد میں سنتِ رسول اللہ ﷺ کو از سر نو اُجاگر کرے گا۔

سائیں کرم الٰہی کانواں والے (گجرات، پاکستان)

والد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ اور حاجی مستری کرم دین صاحب مرحوم کسی کاروباری سلسلہ میں گجرات گئے۔ انہیں خیال آیا کہ نزدیک آئے ہوئے ہیں سائیں

Marfat.com

کرم الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مل جائیں۔ جب یہ دونوں ان کے ہاں پہنچے تو دیکھا۔ وہاں ان کے اردگرد کوے ہی کوے بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ جو چیز ان کے پاس آتی تھی وہ کووں کے آگے پھینک دیتے۔ وہ خود تو اکیلے ہی بیٹھے ہوئے تھے لیکن ان سے کچھ فاصلہ پر چند ایک درویش ڈیرہ جمائے ہوئے تھے۔ وہ درویش آنے جانے والوں کو ان کے پاس نہیں جانے دیتے تھے، کیونکہ سائیں صاحب آنے جانے والوں کو مارتے تھے۔ والد صاحب اور حاجی مستری کرم دین صاحب کو بھی ان لوگوں نے روکا اور کہا، وہ مارتے ہیں اس لیے ان کے نزدیک مت جاؤ، لیکن یہ تو ان کے پاس پہنچ ہی گئے اور اپنے خیال میں بیٹھے رہے۔ کچھ دیر وہاں بیٹھنے کے بعد وہاں سے چلے آئے کوئی ایک فرلانگ کے قریب واپس آئے ہوں گے کہ انہیں محسوس ہوا کہ قدم نہیں اُٹھتے انہوں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو سائیں صاحب انکی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھتے نظر آئے، انہیں معلوم ہو گیا کہ ابھی واپسی کی اجازت نہیں ہوئی۔ یہ واپس آ کر بیٹھ گئے۔

سائیں صاحب بڑی بیقراری کے عالم میں تھے کبھی پیٹتے اور کبھی اُٹھ کر بیٹھ جاتے۔ کبھی کسی کروٹ لیٹتے اور کبھی کسی پہلو دراز ہوتے۔ ان کے پاس سرکنڈے (کانے) پڑے تھے انہیں اُلٹ پلٹ کرتے رہتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گن رہے ہیں۔ والد صاحب اور حاجی صاحب جب دوبارہ پاس جا کر بیٹھے تو سائیں صاحب اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان والی جگہ اور ہتھیلی کے مقام والی جگہ کو ملتے تھے یا یوں محسوس ہوتا کھجاتے ہیں۔ دونوں حضرات کو خیال پیدا ہوا کہ یہ کیا کرتے ہیں؟ ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ سائیں صاحب فرمانے لگے ”ارے! اپنوں سے پوچھ لینا“

کچھ دیر بیٹھنے کے بعد دونوں اُٹھ کر واپس چلے آئے۔ درویش حیران تھے کہ سائیں صاحب تو لوگوں سے اجتناب کرتے ہیں اور مارتے ہیں لیکن ان سے تعرض کرنا تو کُجا

Marfat.com

اپنے پاس بٹھا کر باتیں کرتے رہے۔

ان بیچاروں کو کیا معلوم تھا کہ یہ لوگ ''اللہ کے شیر'' کی کھچار سے آئے ہیں۔

ان کی گردن میں کسی کا ڈورا ہے وہ جو کہتے ہیں۔

﴿ع: تیرا منہ ناہیں، تیرے سائیں دا منہ اے﴾

واپسی پر جب یہ دونوں حضرات شرقپور شریف حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ گجرات گئے تھے تو آپ نے فرمایا: ''سائیں صاحب کو بھی ملے ہوگے'' عرض کی: جی حضور ملے تھے وہ انگلیاں کھجاتے تھے اور کہتے تھے کہ اپنوں سے پوچھ لینا۔ آپ نے فرمایا: وہ کہتے تھے کہ ''میں عشقِ الٰہی میں جل چکا ہوں''۔

''سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ اگر مُرید کے
دل میں خیال گزرے کہ میرے پیر کے
سوا کوئی اور بھی ایسا ہے جو خدا تک پہنچا
دیتا ہے تو جان لیوے کہ شیطان ملعون
اس کے اعتقاد میں تصرف کرتا ہے''

☆☆☆

Marfat.com

بندگانِ خاص علّام الغیوب

در جہان جاں، جواسیس القلوب

لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء

آنچہ محفوظ است محفوظ از خطأ

☆☆☆

لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء:

شرقپور شریف کے مونگہ خاندان میں میاں محمد امین مونگہ اعلیٰ حضرت سرکار میاں

Marfat.com

صاحب سے بیعت تھے۔ آپ کو ان سے از حد محبت تھی میاں محمد امین کے سسرال والوں نے ان سے کہا تمہارے برادرِ نسبتی منشی حافظ بخش کی شادی کا دن نزدیک آ رہا ہے لاہور سے بری وغیرہ خرید لائیں۔

وہ زمانہ بڑا اچھا تھا۔ لوگوں کی عادتیں نیک تھیں اور صاحبِ نسبت حضرات جان ودل سے فدائے پیرو مرشد ہوتے تھے۔ جب بھی کوئی وقت طلب مسئلہ دریافت کرنا ہوتا یا کوئی مشکل آتی تو عقدہ کشائی کے لئے اپنے شیخ کی طرف رجوع کرتے بلکہ کسی کام کا ارادہ کرتے وقت یا سفر پر روانہ ہونے سے پیشتر اپنے پیرِ طریقت کی بارگاہ میں طلب دعا اور رخصت کے لیے حاضر ہوتے۔ چنانچہ اپنی عادت کے مطابق میاں محمد امین بھی حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا کہہ کر لاہور جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت مرحمت فرماتے ہوئے فرمایا: لاہور جاؤ لیکن تین دن متواتر تہجد کی ادائیگی میں ناغہ نہ کرنا۔ یہ ناغہ تمہارے لیے بہتر نہیں ہوگا۔ اور میاں محمد امین حسبِ پروگرام سسرال والوں کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔

لاہور سارا دن سامان کی خریداری رہی اور رات کو اپنی جائے قیام پر آ کر سو رہے۔ میاں امین پابندی اور باقاعدگی سے تہجد گزار تھے لیکن اس رات تہجد کی نماز کے لیے نیند سے نہ جاگ سکے تو کسی سفید پوش نے جگا کر بٹھا دیا۔

یہ سوچ کر کہ ان کا سسر انہیں تہجد پڑھتے دیکھ کر کیا کہے گا، شرم کے مارے وہ پھر سو گئے اور تہجد کی نماز رہ گئی۔ دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوا اور نماز فوت ہو گئی۔ تیسرے دن بھی سابقہ حالات کے مطابق تہجد گزار میں ناغہ ہو گیا۔

وقت گزرتا گیا تین چار سال کے بعد میاں محمد امین کو معلوم ہوا کہ ان کی طبیعت پہلے سی نہیں رہی۔ فیض کے راستے بند ہوتے نظر آئے اور انہیں ''قبض'' کا پتہ چل گیا۔ وہ

Marfat.com

حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، حضور! میری طبیعت تو یکسر خالی ہوئی ہے۔ وہ بات ہی نہیں رہی۔ آپ نے فرمایا یاد کرو۔ میں نے کہا تھا کہ نماز تہجد میں مسلسل تین روز ناغہ نہ کرنا۔ آخر وہی ہوا، اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا ''اب تمہیں اس کا شدت سے احساس ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ کام بن جائے گا''۔ آپ نے توجہ فرمائی اور آپ کی نگاہِ لطف وکرم سے انکی وہی حالت پھر عود کر آئی جو پہلے تھی۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
تمنا دردِ دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

نابینا، بینا ہو گیا:۔

اوکاڑہ کے نزدیک ایک گاؤں میں ایک نابینا شخص رہتا تھا۔ اسے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا بہت شوق تھا۔ اس زمانے ذرائع آمد و رفت اتنے آسان نہیں تھے جتنے کہ اس وقت ہیں۔ ایک دن وہ بیچارا تانگہ و دیگر سواریوں پر سفر کرتا ہوا موہن وال کے پتن پر پہنچا۔ اس وقت شام ہو رہی تھی اور کشتی والا سواریوں کا آخری پھیرا پار پہنچا کر اسی وقت واپس پہنچا ہی تھا اور اپنی کشتی باندھ کر گھر جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اس نابینا

Marfat.com

مسافر نے نہایت لجاجت اور آرزدگی کے لہجے میں ملاح سے کہا۔ بھائی! بڑی دور سے آیا ہوں منزل قریب تر ہے مہربانی کرو اور پار پہنچا دو۔ ملاح نے جواب دیا۔ میاں دیر ہو گئی ہے میں نے بھی گھر جانا ہے اور پھر اور کوئی مسافر بھی تو نہیں، تم اکیلے کے لیے کشتی کو کیسے پار لیجاؤں اور ادھر سے بھی تو خالی کشتی لے کر اکیلے ہی آنا پڑے گا۔ نابینا مسافر نے انتہائی منت سماجت اور انکساری سے ملاح کو اسے دریا کے پار اتارنے پر رضامند کر ہی لیا۔ چنانچہ ملاح نے اسے پار پہنچا دیا۔

دن چھپ چکا تھا۔ رات ہو گئی تھی لیکن نابینا مسافر لکڑی کے سہارے شرقپور شریف کا تین میل کا فاصلہ طے کر کے منزل کے قریب آ پہنچا۔

رات زیادہ ہو جانے کی وجہ سے شہر کے دروازے بند ہو چکے تھے۔ اس نے کسی سے پوچھا کہ یہاں کہیں نزدیک ہی کوئی مسجد ہو تو رات بسر کر لوں صبح سرکار میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ چنانچہ کسی شخص کے بتائے پر بیرون ملکانہ گیٹ مولوی محمد شفیع والی مسجد میں وہ فروکش ہو گیا اور رات وہیں بسر کی۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بھی کبھی کبھی مسجد مذکورہ میں نمازِ تہجد ادا کرنے آیا کرتے تھے نابینے کی بلند بختی کہ اس دن بھی آپ سحری کے وقت وہاں تشریف لے آئے اور نمازِ تہجد کے بعد وظائف میں مشغول ہو گئے۔ سردیوں کا موسم تھا۔ مسجد کے دروازے بند تھے۔ آپ نے کچھ وقت کے بعد آواز دی کوئی آدمی ہو تو باہر نکل کر دیکھے کہ نماز فجر کے لئے اذان کہنے کا وقت ہو گیا ہے یا ابھی کچھ دیر ہے۔ آپ کی آواز کے جواب میں کوئی آدمی بھی گویا نہ ہوا۔ مسجد میں حضرت صاحب قبلہ اور اس نابینا آدمی کے سوا کوئی تیسرا شخص موجود ہی نہیں تھا۔ آپ نے پھر اسی طرح آواز دی۔ پھر بھی کوئی آدمی نہ بولا۔ آپ نے تیسری بار پھر فرمایا تو وہ نابینا مسافر کہنے لگا۔ آپ کسے فرما رہے ہیں اور تو کوئی آدمی موجود ہوتا معلوم نہیں

Marfat.com

ہوتا۔ میں موجود ہوں اور نابینا ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اچھا! تم ہی باہر جا کر دیکھ لو۔ اس شخص کا کہنا ہے کہ میرے دل میں ایک اُمنگ اور خواہش پیدا ہوئی اور میں اُٹھ کر مسجد سے باہر نکل آیا جو ایسے ہی اپنا سر آسمان کی طرف کیا تو بینائی آ گئی تو دیکھا آسمان پر مدہم مدہم سے ستارے ٹمٹما رہے تھے اور اذان کا وقت ہو رہا تھا۔ میں نابینا جو اب بینا ہو چکا تھا دوڑ کر اندر مسجد میں آیا اور اس شیریں آواز کے قدموں پر گر پڑا اور کہا میرا دل کہتا ہے کہ آپ ہی سرکار میاں صاحب شرقپوری ہیں پھر مجھ پر رقت طاری ہوگئی۔

بعد ازاں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آدمی کو اُٹھایا اور کھانے کی کچھ چیزیں جو پہلے سے آپ کے پاس تھیں اور ساتھ کرایہ کے لیے کچھ پیسے دیتے ہوئے کہا۔ مسجد میں کھڑے ہو۔ قسم کھاؤ میری زندگی میں کسی شخص سے اس واقعہ کا ذکر نہیں کرو گے۔ وعدہ لینے کے بعد اسی وقت وہیں کھڑے کھڑے واپس بھیج دیا۔

وہ آدمی جب پتن پر پہنچا تو علی الصبح پار جانے کے لیے پہلے ''پُور'' کی سواریاں کشتی پر سوار ہو رہی تھیں۔ ملاح نے جب اسے دیکھا تو حیران و ششدر رہ گیا۔ جی ہی جی میں کہنے لگا کہ شکل و شباہت سے تو وہی آدمی معلوم ہوتا ہے جسے رات میں نے کشتی پر اکیلے سوار کر کے دریا کے پار پہنچایا تھا لیکن وہ تو نابینا تھا اور اس کی آنکھیں صحیح سالم اور روشن ہیں۔ وہ اسی ادھیڑ بن اور حیرانی کے عالم میں کچھ دیر کھڑا سوچتا رہا۔ آخر نہ رہ سکا۔ اسے علیحدہ ایک طرف لیجا کر پوچھا تو وہ لیت و لعل کرنے لگا لیکن ملاح کو پورا یقین ہو چکا تھا کہ یہ وہی رات والا آدمی ہے۔ کوئی راہ فرار نہ پا کر اس شخص نے ملاح سے کہا مجھ سے حضرت صاحب قبلہ نے عہد لیا ہے کہ کسی کو نہ بتاؤں۔ لیکن اس واقعہ سے پہلے چونکہ تم میری حالت دیکھ چکے ہو اور اب بھی دیکھ رہے ہو تو اس لیے تمہیں بتائے دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے ملاح کو تمام ماجرا من وعن بتا دیا

Marfat.com

اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں کسی ایک کو بھی نہ بتانے کا عہد لیا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے دن جب مذکور ملاح جنازے میں شمولیت کے لیے آیا تو اس نے یہ واقعہ تمام احباب کو سنایا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ خطبہ اور وعظ میں فارسی اور اُردو کے چیدہ اشعار اور پنجابی کی نظمیں بڑے پراثر انداز میں پڑھا کرتے۔

آپ کو پنجابی کی یہ نظم پڑھتے سنا گیا۔

دنیا کھیتی آخر سیتی خود حضرت فرماوے

جیہا اس وچہ بیجے کوئی تیا ہی پھل پاوے

اس کھیتی جیہی نہ کوئی کھیتی جیتوں بیج سواریں

سونا روپا پیدا ہووے خوشیاں کر کے بھاویں

جے توں اسنوں محنت کر کے بیجیں اج دیہاڑے

بھلکے ہوسن تیرے اوتھے بوہل اتے کھلواڑے

جے بیجن ویلے کجھ نہ بیجیں موسم پیا گواویں

اگے فصل جو پکے ویکھیں رورو پچھوتاویں

جو کجھ بیجیں سو کجھ جمیں جہاں واہ کمائی

توں کیوں اپنی کھیتی اندر کاہی دب جمائی

کدھرے جھونا مکئی دسے کتے کماد کپاہاں

تیری کھیتی وچہ دسے بوٹا موٹھاں ماہاں

تیتھیں اگے چنگے بھائی ہل واہ گئے اگیرے

شوق عشق دی ہل پنجالی توں بھی گھن سویرے

Marfat.com

و ۔ت دیاں سیّاں لائیں کھیت ایمان سواریں

کفر شرک تے بوٹے سبھے چن چن کے ماریں

بی صدق دا بہتا پائیں چنگی کریں جائی

جو کجھ بیجیں چنگا بیجیں برا نہ بیجیں بھائی

اما الٰہی دی حدوں ذرا باہر نہ ہوویں

چلیں حکم شریعت اُتے محکم ہو کھلوویں

ربا میری مارو کیتی پکی اوڑک ناہاں

ہن ایہہ سہا سکن لگی کسنوں حال سناواں

رحمت دا اک بدل بھیجیں مینہ فضل دا پائیں

موئی ہوئی نوں دوجی واری توں ہن فیر جوائیں

فضلاندا جو ساون آوے کا تک کرم دی آئی

اکو ہلہ رحمت والا بدی نہ چھڈے کائی

رحمت رب دی اتے تکیہ حافظ برخوردارا

برکت کلمہ پاک نبی دی ہو جاسی چھٹکارا

رحلت:

۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ ۲۰ اگست ۱۹۲۸ء دوشنبہ کا دن شرقپور شریف کی تاریخ میں اداس ترین دن تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پر بار بار غشی طاری ہو جاتی تھی۔ آپ کی حالت دگرگوں ہو رہی تھی۔ سرکار کے لبوں پر اس وقت بھی سورۃ اخلاص کا ورد تھا۔ آپ کو ہچکیاں آنے لگیں اور سینہ میں گھڑ گھڑاہٹ شروع ہو گئی۔

Marfat.com

آخررات کے تقریباً بارہ بجے جبکہ لگاتار شدت کی گرمی وحدت کے بعد میٹھی میٹھی ٹھنڈی ہوا چلنا شروع ہوگئی تھی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی رواح اقدس قفسِ عنصری سے پرواز کر کے عالم قدس میں جا پہنچی اور سپہرِ ولایت کا یہ درخشندہ آفتاب ۶۵ برس اپنی ضیا پاشیوں سے خلق اللہ کے تاریک دلوں کو منور فرمانے کے بعد روپوش ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون---

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر پاتے ہی متوسلین د مریدین میں کہرام مچ گیا۔ اس شمع ہدایت کے پروانے زاروقطار رو رہے تھے۔ آپ کی جُدائی میں احباب کا بُرا حال تھا لوگ دیوانے ہوئے جا رہے تھے۔

---

۱ آپ کو اس حالت میں پاکر آپ کے شیدائیوں کا برا حال تھا۔ عشق تڑپ تڑپ کر بیکل ہوئے جا رہے تھے۔ خاص کر سید نورالحسن شاہ صاحب کی حالت دیکھی نہیں جاتی تھی۔ ان کو کیلیانوالے بھیجا جاتا تھا لیکن وہ راستہ سے ہی واپس آجاتے۔ حضرت صاحب قبلہ نے شاہ صاحب کو فرمایا کیلیانوالے ضرور ہو آؤ واپسی پر لاہور آکر سن لو گے۔

Marfat.com

حضرت سیدنور الحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ:۔

فرمایا:

اسلام کی اساس و بنیاد کلمہ پر ہے توحید و رسالت اسلام کے دو اصل الاصول ہیں رسالت پر ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے قلبی ربط و تعلق، دلی محبت و مودت، الفت و عقیدت اور شیفتگی و وارفتگی کے بغیر اسلام کا تصور بھی غلط ہے۔اور ایمان کا دعویٰ فضول ہے۔

حضور قبلہ سید نور الحسن شاہ صاحب بہت عاشق رسول تھے۔یہ نعت ان کے عشق رسول ﷺ کی مظہر ہے۔

جب عرب کے چمن میں وہ نور خدا ہر طرف جلوہ اپنا دکھانے لگا
کفر غارت ہوا بت گرے ٹوٹ کر منہ پہاڑوں میں شیطاں چھپانے لگا
کیا بشر کیا ملک کیا زمیں کیا فلک عرش سے فرش تک شرق سے غرب تک
دیکھ کر نور حق ہر کوئی یک بید آمد آمد کا مژدہ سنانے لگا
بدلیاں رحمتوں کی گرجنے لگیں نوبتیں شاد مانی کی بجنے لگیں
دین کی فوجیں ہر سمت سجنے لگیں پرچم اسلام کا جگمگانے لگا
ہر طرف نور ایزد ہویدا ہوا جس نے دیکھا وہی دل سے شیدا ہوا
جب عرب میں وہ محبوب پیدا ہوا سب کو جتنے حسین تھے گھٹانے لگا
پھر تو بحر شریعت میں موجیں اٹھیں چار جانب نبوت کی فوجیں بڑھیں
خوب اللہ سے باتیں ہونے لگیں پاس روح الامیں آنے جانے لگا
کنگرے قصر وکسریٰ کے گرنے لگے ڈوبتے کلمہ پڑھ پڑھ کے ترنے لگے

Marfat.com

آگ آتشکدوں کی بجھانے لگا خشک صحرا میں پانی بہانے لگا

سونگھ کر بھینی بھینی وہ خوشبوئے تن دیکھ کر رنگ رحمت چمن در چمن

کہہ کے انت نبی پڑھ کے صل علی بلبل خوشنوا چہچہانے لگا

موم پتھر ہوا بول اٹھے جانور الٹا سورج پھرا ہو گیا شق قمر

رفع حاجت کو ایک جا کیے دو شجر انگلیوں میں مئے چشمہ بہانے لگا

اکبر خستہ کی ہیں چار التجا ان سے کوئی تو پوری ہو بہر خدا

یا تو جلوہ دکھا یا مدینے بلا ورنہ خدمت میں رکھ دل ٹھکانے لگا

☆☆☆

☆

☆

☆

Marfat.com

حضرت صاحبزادہ سید محمد باقر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت:

حضرت صاحبزادہ سید محمد باقی علی شاہ صاحب دامت برکاتہم 15 جمادی الاولیٰ 1349ھ بمطابق 9 اکتوبر 1930ء میں بروز جمعرات موضع ''بدورتہ'' میں پیدا ہوئے۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے پدر بزرگوار حضرت کیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن کی تعلیم کا آغاز کیا۔ ساتویں جماعت تک سکول کی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں حضرت غلام رسول اور حضرت علامہ امام الدین ہری کوٹی رحمہما اللہ تعالیٰ سے علوم اسلامیہ کی تحصیل فرمائی۔

عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم:

آپ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت ومحبت ہے۔ بچپن میں جنگلوں اور کھیتوں میں نکل جاتے اور باآواز بلند پکارتے، یارسول اللہ! آپ عرب میں پیدا ہوئے اور وہیں جلوہ افروز ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہندوستان میں پیدا فرمایا، اس مجبوری اور فراق کا کیا، کیا جائے؟ علاوہ ازیں آپ جنگلات میں باآواز بلند درود وسلام پڑھتے اور اذان بھی پڑھتے۔

بیعت وخلافت:

آپ نے اپنے پدر بزرگوار حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف

Marfat.com

بیعت حاصل کیا۔منازل سلوک طے کرنے کے بعد ان کی طرف سے اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔آپ متوسلین سے نہایت شفیقانہ برتاؤ کرتے ہیں۔

بطور سجادہ نشین:

آپ کو اپنے والد گرامی کی طرف سے خلافت عطا ہوئی اس لیے ان کے اسلوب وطریقہ کے مطابق سلسلہ رشد وہدایت شروع فرمایا جو کامیابی کے ساتھ تا حال جاری وساری ہے۔

آپ کی کوششوں سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت میں پیش رفت ہوئی۔قرآن وسنت کا پیغام مسلمانوں تک پہنچانے میں شب وروز محنت شاقہ فرمارہے ہیں۔اللہ تعالیٰ صحت کلی عطا فرمائے۔آپ کا سایہ تادیر عوام اہلسنت پر قائم ودوائم رکھے۔آمین

عرس مبارک کا اہتمام:

آپ حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سالانہ عرس مبارک کے انعقاد کا انتظام فرماتے ہیں۔جس میں مشائخ ،علماء،قراء،نعت خواں حضرات اور عقیدتمند شمولیت کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

لنگر کا اہتمام:

عرس مبارک کے علاوہ ہمہ وقت لنگر کا اہتمام فرماتے ہیں۔والد گرامی نے حضرت شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس لنگر کا آغاز فرمایا تھا۔آپ انتظامی امور اور لنگر کے اہتمام میں قابلِ تقلید تجربہ رکھتے ہیں۔

Marfat.com

اشاعت دین:

آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت اور قرآن وسنت کے پیغام کو گھر گھر پہنچانے کے لیے آستانہ عالیہ ''حضرت کیلیانوالہ شریف'' میں ایک مکتبہ کی بنیاد رکھی۔ جس کے تحت کئی کتب شائع کر کے عوام تک پہنچانے کا انتظام کیا ہے۔ ان کتب میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ حضور علیہ السلام کی نماز، انشراح الصدور بتذکرۃ النور، الانسان فی القرآن، مختصر سوانح حیات حضرت کیلانی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراضات کا علمی محاسبہ وغیرہ۔

اولاد امجاد:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین صاحبزادے عطا فرمائے۔ جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

☆ حضرت صاحبزادہ سید عظمت علی شاہ صاحب

☆ حضرت صاحبزادہ سید عصمت علی شاہ صاحب

☆ حضرت صاحبزادہ سید فراست علی شاہ صاحب

Marfat.com

مختصر تعارف صاحبزادہ **سید محمد عظمت علی شاہ** صاحب دامت برکاتہم

ولادت باسعادت:

آپ 27 صفر 1369ھ بمطابق 19 دسمبر 1950ء میں بروز پیر بوقت تہجد حضرت کیلیانوالہ شریف میں پیدا ہوئے۔

حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ''محمد عظمت علی'' تجویز فرمایا۔ والد بزرگوار کا نام سید باقر علی شاہ صاحب اور دادا جان کا اسم گرامی حضرت سید نور الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھا۔

بچپن میں سجدہ:

جب موصوف کی عمر چھ سال کی ہوئی تو دادا جان حضرت سید نور الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ شدید علیل ہو گئے۔ تو آپ سجدہ میں سر رکھ کر اللہ تعالیٰ سے دادا جان کی صحت وتندرستی کے لیے دعا مانگا کرتے تھے۔

مقامِ عظمت:

آپ بچپن کے زمانہ میں بعض اوقات رو پڑتے۔ حضرت کیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے انہیں مت رُلاؤ تمہیں کیا علم کہ یہ کیا چیز ہیں؟۔ ان کی قدر کرو۔ حضرت صاحبزادہ سید باقر علی شاہ دامت برکاتہم کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے: ان کو صرف بیٹا نہ سمجھنا بلکہ ان کا ادب ملحوظ رکھنا۔ یہ بہت بڑی استعداد کے مالک ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ کو بھی تاکید فرماتے۔ ان کی طرف پشت نہ کرنا، والدہ محترمہ آپکی طرف پشت نہ کرتیں کبھی سہواً پشت ہو

Marfat.com

جاتی تو گھبراہٹ محسوس کرتیں اور پہلو بدل لیتیں۔

بیعت وخلافت:

حضرت صاحبزادہ سید عظمت علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔: اپنے والد بزرگوار کے دستِ اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔منازل سلوک طے کیں اور اجازت وخلافت بھی حاصل کی۔ والد گرامی کی اجازت سے سلسلہ رشد وہدایت شروع کر دیا ہے۔

جامعۃ العظمت کا قیام:

آپ علوم اسلامیہ کے فاضل ہیں اور درس وتدریس کی اہمیت وافادیت سے بخوبی واقف ہیں۔اس لیے آپ نے ''حضرت کیلیانوالہ شریف'' میں چار کنال اراضی خرید کر ''جامعۃ العظمت'' کے نام سے تعلیمی ادارہ کی بنیاد رکھی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

استغفر الله الذی لا اله الا ھو الحی القیوم و اتوب علیه

بسم الله الرحمن الرحیم

شجرۂ طیبہ

سیدنا روحی فداہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تا مخزنِ انوارِ سبحانی معدنِ اسرار یزدانی اعلیٰ حضرت شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ و حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ صاحب قدس سرہ العزیز نور اللہ مرقدہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

هزار بار بشویم دهن زمشک و گلاب

هنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

بخش دے یارب تجھے اپنی سخا کا واسطہ

رحم فرما شافعِ روزِ جزاؐ کا واسطہ

صدق دے یارب مجھے صدیقِ اکبرؓ کے لیے

فقر دے سلمانؓ محبوب پیمبرؐ کے لیے

حضرت قاسمؒ کا صدقہ میری بگڑی کو بنا

حضرتِ جعفرؒ کا صدقہ دے مرے دل کو ضیاء

رکھ مجھے با عافیت بہر جنابِ بایزیدؒ

ابو الحسنؒ کا واسطہ دے مجھ کو نصرف کی نوید

بوعلیؒ کا واسطہ کر دے مری مشکل کو حل

دے مجھے علم طریقت اور توفیقِ عمل

بہر یوسف قیدِ غم سے دہر میں آزاد کر

Marfat.com

عبدالخالقؒ کے لیے عقبیٰ میں مجھ کو شاد کر

حضرت عارفؒ کے صدقے میں مجھے عرفان دے

حضرت محمودؒ کا صدقہ مجھے ایمان دے

واسطہ خواجہ علیؒ کا فقرِ درویشانہ دے

واسطہ بابا سماسیؒ کا دل دیوانہ کر دے

اے خدا بہر جنابِ شیر حق میرِ کلالؒ

حرصِ دنیا کو میرے بتخانۂ دل سے نکال

دے صبر و رضا صدقہ بہاؤالدینؒ کا

کر مجھے صحت عطا صدقہ علاؤالدینؒ کا

دے میرے دل کو سکوں یعقوب چرخیؒ کے طفیل

حضرت احرار کے صدقہ میں دھو دے دل کا میل

حضرت زاہدؒ کے صدقے میں مجھے زاہد بنا

حضرت درویشؒ کے صدقہ میں دے فروغنا

خواجہ امکنگیؒ کا صدقہ داغِ عصیاں کو مٹا

حضرت باقیؒ کا صدقہ دے بقا بعد از فناء

شیخ احمدؒ کے لیے غیروں کی منت سے بچا

صرف اپنا ہی مجھے محتاج رکھ اے کبریا

واسطہ عبدالاحدؒ کا مالک ارض وسماء

کر مجھے ایمان اور توحید کی دولت عطاء

Marfat.com

کھول دے دل کی کلی بہرِ سعیدِ نامدار

تا کہ میرے گلشن اُمید میں آئے بہار

حضرت معصومؒ کا صدقہ دکھا کوئے رسول

بس رہی ہے جس میں اب تک بوئے گیسوئے رسولؐ

اے خدا بہرِ جناب خواجہ حنفی پارساؒ

وقت آخر نزع کی تکلیف سے مجھ کو بچا

بخش دے شیخ محمدؒ کے لیے میری خطا

واسطہ خواجہ ذکیؒ کا اپنی اُلفت کر عطا

واسطہ خواجہ زماںؒ کا دے مجھے ذوق فنا

بہرِ احمدؒ قبر میں ہو نورِ احمدؐ کی ضیاء

اے خدا بہرِ جناب خواجہ حاجی شاہ حسینؒ

دے میرے بے چین دل کو دین اور دنیا میں چین

حشر میں جب ہو ترے دربار میں میرا قیام

ہاتھ میں ہو میرے دامانِ نبی بہرِ امام

بہرِ حضرت صادق صاحبؒ صدق و صفا

سرخرو رکھ دو جہاں میں مجھ کو اے میرے خدا

واسطہ یارب تجھے خواجہ امیر الدینؒ کا

دے مجھے علم و حیاء رزق و شفاء صبر و غناء

واسطہ دیتا ہوں یارب میں تجھے اس نام کا

جو ہمیشہ تیری محبوبی کے گن گاتا رہا

Marfat.com

عشق میں جس کے دل حسرت زدہ دیوانہ ہے

شرقپور اب جس کے باعث نور کا کاشانہ ہے

اے خدا کیا نام پیارا ہے تیرے محبوب کا

حضرت شیر محمد صاحبؒ جود و سخا

قطبِ دوراں شیخِ عالم ہادیِ راہ صفاء

نائب شمس الضحیٰ ابدر الدجیٰ صدر العلےٰ

حشر میں ہم عاصیوں کو ظلِ رحمت میں چھپا

اے خدا بہر جنابِ حضرت ثانی لا ثانیؒ قبلہ گاہ

ہم سیہ کاروں کو اپنی رحمتوں میں دے پناہ

ثانی اثنین کے صدقے میں اے رب جلیل

اس جہاں کی زندگی ہو تابع سنت خلیلؑ

واسطہ دیتا ہوں اس نام پاک کا

دیتی ہے سکون جن کے چہرے کی ضیاء

حضرت پیر سید باقر شاہ کا صدقہ

داغ عصیاں میرے دل سے مٹا

دھو دے ظلمت دل کی آپ کا صدقہ

حضرت چن جی دا صدقہ عشقِ مصطفیٰ کر عطا

اے خدا صدقے میں ان ناموں کے دل کو شاد کر

کفر کو برباد کر اسلام کو آباد کر

آمین!!!

Marfat.com

سوزِ دل

شان وشوکت سے یہ کس دولہا کی آتی ہے برات
تھرتھراتے ہیں فرشتے کانپتی ہے کائنات

ہر زبردست اس کی سطوت کے مقابل زیر ہے
یہ کوئی شاید محمدؐ کا بہادر شیر ہے

آج اٹھی ہے یہ کس عاشق کی میت دھوم سے
وصل ہے کس کا خدائے قادر و قیوم سے

کس جُنیدِ وقت کی میت چلی آتی ہے یہ
قدسیوں کو عصمت وعفت میں شرماتی ہے یہ

لوگ کہتے ہیں ہوا شیر محمد کا وصال!
اُٹھ گئے گویا ابوذرؓ ہو گئے رخصت بلالؓ

اب شکلیں پھر نہ دکھلائیگی دنیا! دیکھ لو
مصطفےٰؐ کے عاشقوں کی شکل زیبا دیکھ لو

ملت مرحوم کے ماتم میں اب روئے گا کون!
دامنوں سے داغہائے معصیت دھوئے گا کون

اے زمینِ شرقپور شیرِ الٰہی کی کچھار!
دفن ہوتا ہے تری مٹی میں شیر کردگار

ہے دعا نیرؔ کی برسے تجھ پہ بدلی نُور کی
ہو ہمیشہ تجھ پہ نورافشاں تجلی طور کی

Marfat.com

گنبدِ خضریٰ کی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام

یا رسول اللہ تیرے در کی فضاؤں کو سلام
گنبدِ خضریٰ کی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام

والہانہ جو طواف روضہ اقدس کریں
مست و بیخود وجد میں آتی ہواؤں کو سلام

شہر بطحا کے درو دیوار پہ لاکھوں درود
زیرِ سایہ رہنے والوں کی صداؤں کو سلام

جو مدینے کے گلی کوچوں میں دیتے ہیں صدا
تا قیامت ان فقیروں اور گداؤں کو سلام

مانگتے ہیں جو وہاں شاہ و گدا بے امتیاز
دل کی ہر دھڑکن میں شامل ان دعاؤں کو سلام

اے ظہوری خوش نصیبی لے گئی جن کو حجاز
ان کے اشکوں اور ان کی التجاؤں کو سلام

☆☆

☆

☆

Marfat.com

کرم خدا کا میں اُمتی ہوں بھلی ہے قسمت بُری
نہیں ہے
تمہارے صدقے میں۔ یا محمد ﷺ کسی بھی شے کی
کمی نہیں ہے

﴿کمپوزر: محمد عثمان منظور سیالوی﴾

حوالاجات از کُتبہ:

- معدنِ کرم
- حدیثِ دلبراں
- اُمرابَر درفقراء
- خزینہ معرفت
- چشمہ شیرِ ربّانی
- آئینہ فیضِ نقشبندیہ

آئینہ مشائخِ نقشبندیہ

☆

Marfat.com

آئینہ مشائخ نقشبندی

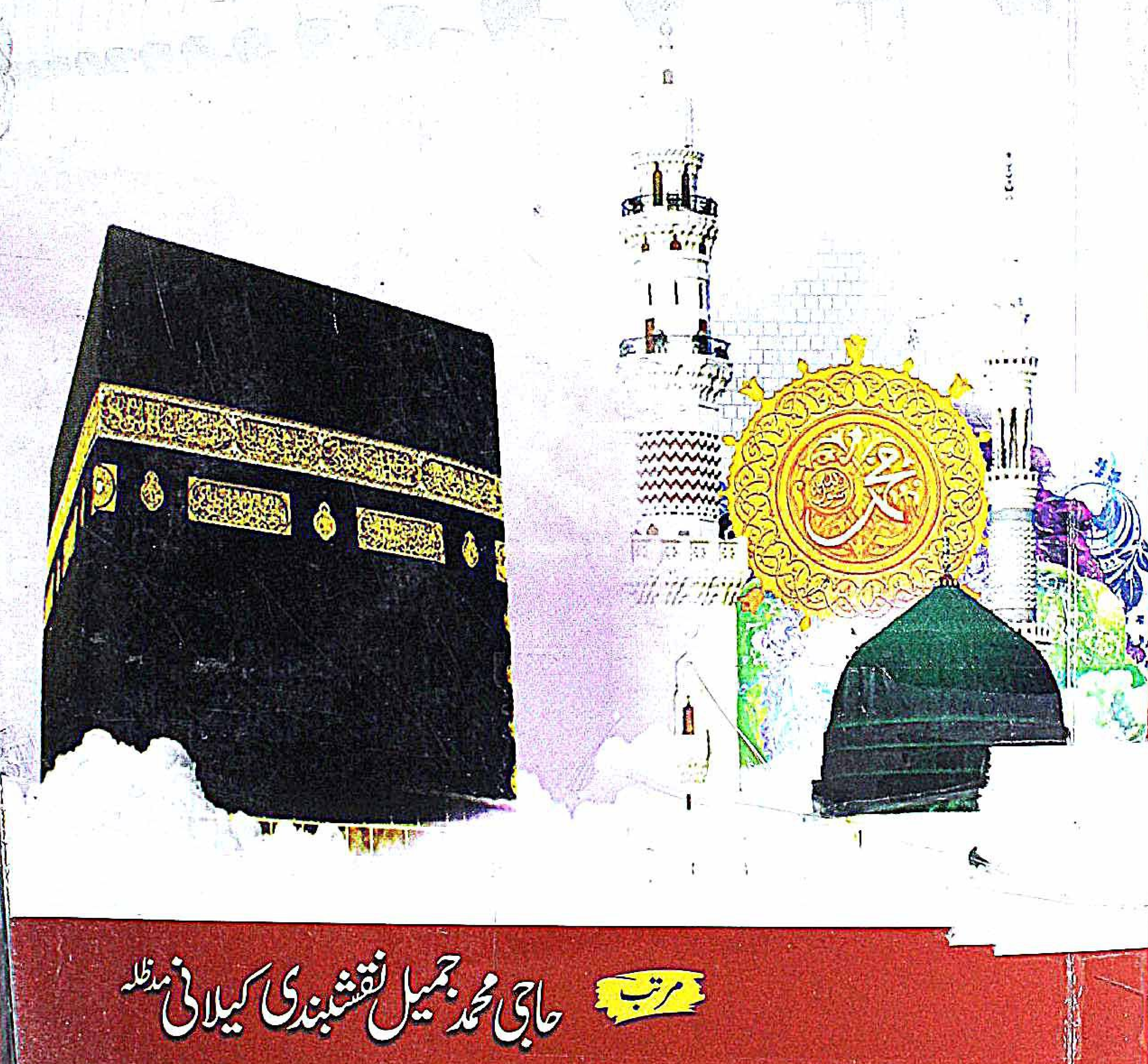

مرتب حاجی محمد جمیل نقشبندی کیلانی مدظلہ

Marfat.com